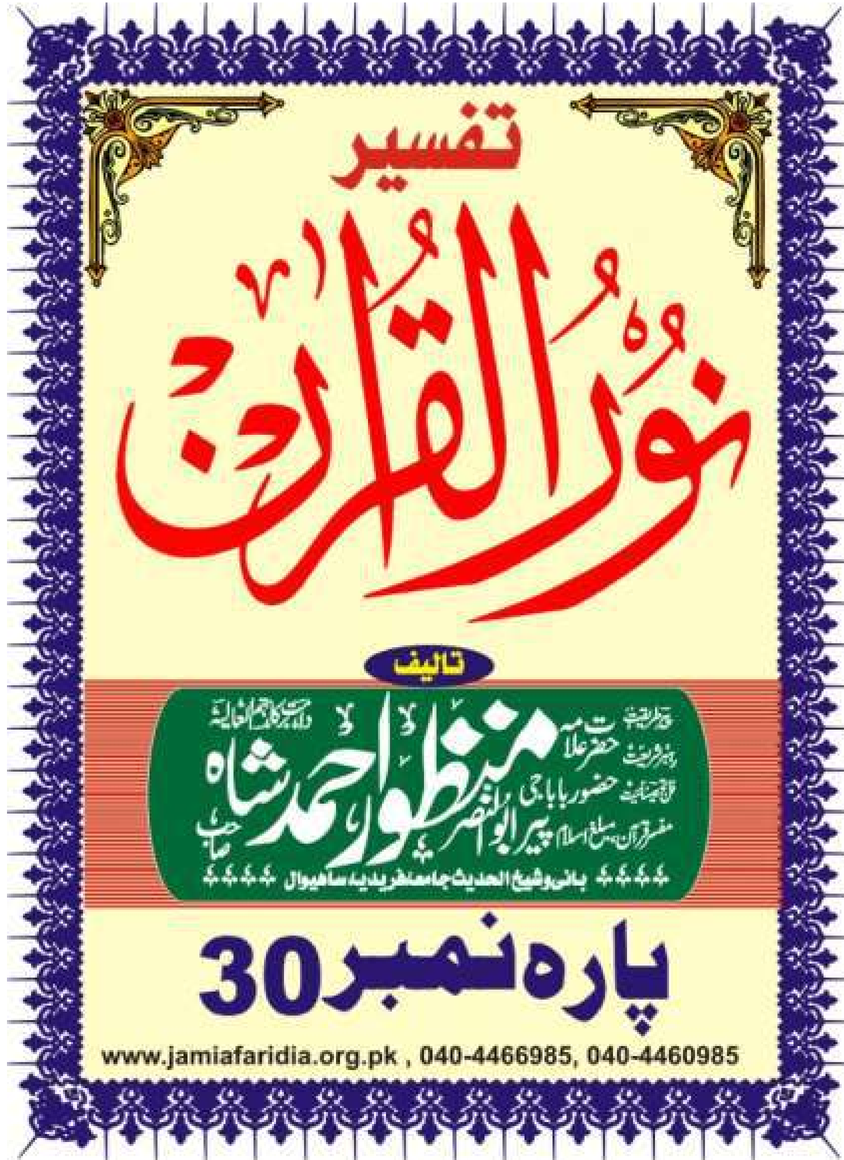

تفسیر
نور القرآن
تالیف
حضرت علامہ
حضور باباجی
پیر ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب
بانی وشیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال
پارہ نمبر30
www.jamiafaridia.org.pk , 040-4466985, 040-4460985

سورۃ النباء

سورۃ المرسلات اور سورۃ النباء میں مناسبت یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں میں مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر دلائل ہیں ، ان دونوں سورتوں میں جنت اور دوزخ کی صفات بیان کی گئی ہیں ، مشرکین و کفار کے عذاب کا ذکر ہے ، متقین کیلئے جنت کے انعام کا ذکر ہے ۔ سورۃ المرسلات میں مختصر ذکر تھا اور سورۃ النباء میں تفصیل ہے، اس سورۃ پاک میں وقوعِ قیامت پر دلائل دیئے گئے ہیں ۔ رب قدوس کی قدرت کے مظاہر بیان کئے گئے ہیں ، اس سورۃ پاک میں اولین و آخرین کے جمع کرنے کا ذکر فرمایا گیا ہے ، کافروں کے عذاب کی مختلف قسموں کا ذکر فرمایا گیا ، مومنوں کے ثواب کاذکر فرمایا گیا ہے ۔

کفار مکہ کو حضور ﷺ کے ارشادات پر پریشانی و حیرانی رہتی ، ارشادات میں ایک اہم واقعہ پر بہت ہی پریشان ہوتے وہ قیامت کا وجود ہے ۔ جس دن حساب و کتاب لیا جائے گا ،جزا و سزا کا عمل ہو گا ، اس سورۃ پاک میں اسی عنوان کو دلائل سے فرمایا گیا ہے اور یہی موضوع زیر بحث ہے ۔ اس سورۂ پاک کے دو رکوع ہیں اور چالیس آیات مبارکہ ۔ اس سورۂ پاک میں کفار کی اس بات کی تردید کی گئی ہے جو کہتے تھے: اول تو قیامت آئے گی نہیں ، آ بھی گئی تو وہاں بھی انعام و اکرام ہمارے لئے ہی ہو گا ۔

وَصلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم فرمانے والا ہے

عَمَّ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِیۡمِ ۙ﴿۲﴾
الَّذِیۡ ہُمۡ فِیۡہِ مُخۡتَلِفُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ کَلَّا
سَیَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ ثُمَّ کَلَّا سَیَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵﴾ اَلَمۡ
نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِہٰدًا ۙ﴿۶﴾ وَّ الۡجِبَالَ اَوۡتَادًا
﴿۷﴾ ۙ وَّ خَلَقۡنٰکُمۡ اَزۡوَاجًا ۙ﴿۸﴾ وَّ جَعَلۡنَا نَوۡمَکُمۡ

کس چیز کے متعلق ایک دوسرے سے سوال کر رہے ہیں(۱) کیا بڑی خبر کے متعلق (پوچھ رہے ہیں) (۲)جس میں وہ اختلاف کرتے رہتے ہیں (۳) یقینا وہ جان لیں گے(۴) پھر وہ یقینا جان لیں گے(۵) کیا ہم نے

سُبَاتًا ⑨ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ⑩
وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ⑪ وَّبَنَيْنَا
فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ⑫ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا
وَّهَّاجًا ⑬ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً
ثَجَّاجًا ⑭ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ⑮
وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ⑯ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ
مِيْقَاتًا ⑰ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ
اَفْوَاجًا ⑱



زمین کو بچھونا نہیں بنایا(۶) اور پہاڑوں کو میخیں(۷) اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا(۸) اور بنایا ہم نے تمہاری نیند کو آرام کا سبب(۹) اور ہم نے رات کو پردہ پوش بنا دیا(۱۰)اور دن کو روزی کمانے کیلئے بنای(۱۱)اور ہم نے تمہارے اوپر مضبوط سات آسمان بنائے(۱۲) اور ہم نے روشن چراغ بنایا(۱۳)اور ہم نے بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا(۱۴)تا کہ ہم اس کے ذریعہ اناج اور سبزہ اگائیں(۱۵)اور گنجان باغات(۱۶)بے شک فیصلہ کا دن ایک مقررہ وقت ہے(۱۷)جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج در فوج چلے آؤ گے(۱۸)

بارش کے فوائد

قیامت کے بارہ میں ایک دوسرے سے سوال کرنے والے کون تھے ؟ یہ کفار تھے جو ایک دوسرے سے اس عنوان پر سوال کرتے تھے ، یہ معنی بھی کیا گیا ہے ،کفار اور مومنین ایک دوسرے سے سوال کرتے تھے کفار تو انکار کرنے اور مذاق اڑانے کیلئے سوال کرتے تھے اور ایماندار اپنے ایمان کو مزید مضبوط کرنے کیلئے سوال کرتے ۔

یہ معنی بھی کیا گیا ہے کفار و مشرکین حضور ﷺ سے سوال کرتے تھے کہ جس قیامت کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ کب آئے گی ؟ عظیم خبر کے متعلق وہ عظیم کیا تھی ؟[1]

ایک معنی یہ کہ قرآن مجید کے بارہ میں سوال کر رہے ہیں، بعض کہتے تھے قرآن جادو

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص 24/5

ہے ،بعض کہتے تھے وہ شعر ہے ،بعض کہتے تھے وہ پرانی کہانیاں ہیں ۔[1]

خبر عظیم کی ایک تفسیر یہ کی گئی ہے کہ اس سے مراد حضور ﷺ کی نبوت ہے، ایک تفسیر یہ کی گئی ہے کہ عظیم خبر سے مراد مرنے کے بعد جی اُٹھنے کی خبر ہے ، عنقریب منکرین کو پتہ چل جائے گا، عنقریب جب انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو انہیں پتہ چل جائے گا قیامت حق ہے ۔[2]

یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ انہیں پتہ چل جائے گا اللہ اُن کو کیا کرنے والا ہے ، یہ معنی بھی کیا گیا ہے ،عنقریب کفار کو اس عظیم خبر کے جھٹلانے کا پتہ چل جائے گا ۔ پہلے " کلاسیعلمون "میں جسمانی عذاب کی وعید ہے ، دوسرے " کلاسیعلمون "میں روحانی عذاب کی وعید ہے ۔ کفار کے اس غلط نظریہ کی تردید کی جا رہی ہے کہ ذرات کا اکٹھا ہونا مشکل ہے ، یہ مشکل اس کیلئے ہے جس کا علم ناقص ہو اللہ کا علم بھی کامل ہے اور قدرت بھی کامل ہے ۔ اس کیلئے مشکل نہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے کامل ہونے کا ذکر فرمایا ، زمین کو فرش بنایا ، پہاڑوں کی میخیں لگائیں ، انسانوں کو پیدا کیا ا، دن رات کا نظام بنا ، سات مضبوط آسمان بنائے ، سورج اور بادلوں کو بنایا ،زمین سے غلہ اور سبزہ اگایا ، باغات بنائے ، یہ ساری کائنات بنائی ۔وہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا ؟

جوڑا جوڑا بنانے میں قدرت کا اظہار ہے ۔ مرد ، عورت ، غنی ، فقیر ، تندرست ، بیمار ، عالم ،جاہل ، مضبوط ،کمزور جو اس پر قادر ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے ۔ ان آیات مبارکہ میں دوبارہ زندہ کرنے ، قیامت قائم کرنے پر دس دلائل دیئے گئے ہیں ۔

وَصلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

1 مقاتل بن سلیمان (المتوفی 150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان، ص 557/4

2 علی بن محمد (المتوفی 450ھ)، تفسیر ماوردی، ص 182/6

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾
وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ
جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾
لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا
بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾
جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ
حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ
شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ
نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾

صدق اللہ العظیم

اورآسمان کو کھول دیا جائے گا تو اس میں دروازے بن جائیں گے(۱۹)ور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ سراب بن جائیں گے(۲۰)بے شک! دوزخ گھات میں ہے(۲۱)سرکشوں کا ٹھکانا ہے(۲۲)جس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۳)اُس میں نہ ٹھنڈک پائیں گے نہ کوئی پینے کی شے(۲۴)صرف پیپ اور کھولتا ہوا پانی (۲۵)یہ ان کے مطابق بدلہ ہے (۲۶)بے شک! وہ کسی حساب کی اُمید نہیں رکھتے تھے (۲۷)اورانہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا(۲۸)اور ہم نے ہر شے کو گن گن کر لکھ رکھا ہے(۲۹)تواب چکھو ہم تمہارا عذاب بڑھاتے ہی رہیں گے(۳۰)

جہنمیوں کی غذا

پچھلی آیات مبارکہ میں کئی دلائل سے ذکر فرمایا گیا کہ وہ قیامت قائم کرنے، موت کے بعد دوبازہ زندہ کرنے پر قادر ہے ، ان آیات میں قیامت قائم ہونے کی کیفیت فرمائی جا رہی ہے ،جس دن صور پھونکا جائے گا ،تم فوج در فوج آؤ گے ، آسمان کھول دیا جائے گا ،اس میں دروازے بن جائیں گے ، پہاڑ چلائے جائیں گے لوگ مختلف گروہوں اور شکلوں میں آئیں گے ، حرام خور خنزیروں کی شکل میں ، منہ کے بل گھسٹ کر آنے والے سود خور ہوں گے ، ظالمانہ فیصلے کرنے والے اوندھے ہوں گے ، اپنے اعمال پر اترانے والے بہرے اور گونگے ہوں گے ، لٹکی زبانوں والے بے عمل علماء ہوں گے ، پڑوسیوں کو تنگ کرنے والے کٹے ہاتھ پاؤں

والے ہوں گے ، متکبر اور اکڑ باز تیل کے مجسمے پہنے ہوں گے ۔[1]

قیامت کے دن پہاڑوں کی کئی مختلف صورتیں ہوں گی ، جڑ سے اکھاڑے جائیں گے یا دھنی ہوئی روئی کی شکل میں ہوں گے یا بکھرے ہوئے ذرات ہوں گے یا ریزہ ریزہ ہوں گے ۔ کفار بار بار مدتوں تک جس عذاب میں رہیں گے اس میں نہ ٹھنڈک ہوئی نہ کوئی شروب ہو گا کہ پی کر سکون حاصل کر سکین انہیں یہ سزا اس بناء پر دی جائے گی کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اللہ فرمائے گا اب عذا ب چکھو ہم بڑھاتے ہی رہیں گے ۔ جس آیہ پاک میں ارشاد ہے کہ اللہ ان سے کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اس کا معنی یہ ہے اللہ ان پر محبت سے کلام نہیں فرمائے گا اور نہ انہیں پیار کی نظر سے دیکھے گا ۔[2]

یہ آخری آیہ مبارکہ بتاتی ہے کہ انہیں عذاب ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور ہر لحہ بڑھتا رہے گا ۔

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾
وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّ كَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا
يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً
مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا
يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ
الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا
مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ

بے شک متقین کیلئے کامیابی کی جگہ ہے(۳۱) باغات اور انگوروں کی بیلیں ہیں(۳۲) نوجوان ہم عمر بیویاں ہیں(۳۳) اور بھرتے ہوئے جام ہیں(۳۴) اس میں نہ کوئی لغو بات ہو گی اور نہ ایک دوسرے کی تکذیب (۳۵) آپ کے رب کی طرف سے جزا ہو گی ، بہت عطا ہو گی(۳۶) جو آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا رب ہے نہایت رحم فرمانے والا ہے اُسی سے(بغیر اجازت) بات کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہو

1 اسماعیل بن مصطفیٰ(المتوفی 1127ھ)، تفسیر روح البیان، ص 10/301
2 البقرۃ، 2:174

الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾



گا(۳۷)جس دن جبریل اور سب فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے اس سے کوئی بات نہیں کر سکے گا مگر جس کو رحمان نے اجازت دی اور اس نے صحیح بات کی(۳۸)وہ ان یقینی ہے اب جو چاہے اپنے رب کی طرف ٹھکانا بنائے(۳۹)بے شک! ہم نے تمھیں خبر پر آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے اس دن آدمی سب کچھ دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور کافر کہے گا: کاش! میں مٹی ہو جاتا(۴۰)

جنتیوں کی شادی

اس سے پہلی آیات مبارکہ میں کفار و مشرکین کیلئے عذاب کی کئی قسمیں ارشاد فرمائی گئیں ۔ ان آیات مبارکہ میں متقین کیلئے کتنی قسم کے انعامات کا ذکر ہے ، گویا کفار کے عذاب کے بعد مومنین کے ثواب کا ذکر ہے ۔ انعامات کی تفصیل متقین کیلئے کامیابی کی جگہ ہے ، باغات میں انگور کی بیلیں ہیں نوجوان ہم عمر بیویاں ہیں ، شراب طہور سے چھلکتے پیالے ہیں وہاں کسی قسم کی لغو بات نہ ہو گی ۔ نہ ایک دوسرے کی تکذیب ہو گی ، متقین کیلئے جزا بھی ہو گی، عطا بھی، جزا تو دنیا میں کئے گئے نیک کاموں کی ہو گی اور عطا یہ ہے کہ ان کے استحقاق کے بغیر رب قدوس کا کرم و فضل بھی ان کے شامل ہو گا ۔ جزا کے سارے درجے انہیں حاصل ہوں گے مثلا ایک نیکی کا حصہ دس گنا ایک نیکی کا سات سوگنا اجر دے گا ، ایک نیکی کا بے حساب اجر دے گا ۔ یہ ساری صورتیں متقین کو حاصل ہوں گی اپنی قدرت اور رب ہونے کا ذکر فرمایا گیا کہ زمینوں آسمانوں اور ان کے درمیان کی ہر شے کا رب ہے اُس سے کوئی بلا اجازت بات نہ کر سکے گا کوئی مشرک کافر

رب سے بات نہ کر سکے گا کہ جو کچھ اس کے ساتھ معاملہ ہوا ہے وہ حق ہوا ہے صحیح ہوا ہے ۔

اس دن کی ہیبت کو بیان فرمایا گیا کہ اُس دن جبریل اور سارے فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے بلا اجازت کوئی بات نہ کر سکے گا ۔

آیہ مبارکہ میں ''روح ''کا ذکر ہے اس سے مراد جبریل ہیں ، یا اس سے مراد مسلمانوں کی روح ہے یا آسمانی کتابیں ۔ اگر یہ معنی کیا جائے تو پھر یہ آسمانی کتابیں کفار سے مطالبہ کریں گی کہ انہیں کفار نے ضائع کیوں کیا؟ پس پشت کیوں ڈالا؟ ان پر عمل کیو ں نہ کیا ؟ روح کا زیادہ معنی معنی یہی ہے کہ جبریل اور سارے فرشتے کھڑے ہوں گے ۔

قرآن مقدس کی کئی آیات مبارکہ میں''روح''سے مراد جبریل ہیں ، اگلی آیہ میں فرمایا وہ دن برحق ہیاب جو چاہے اپنے رب کی طرف ٹھکانا بنا لے اس دن سے مراد قیامت کا دن ہے ہم نے تمہیں قیامت کے دن سے ڈرایا ہے ، اس دن بندہ وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے ہاتھوں کا ذکر اس لئے فرمایا گیا کہ اکثر کام ہاتھوں سے ہی کئے جاتے ہیں اور قیامت کے دن اس کا نامہ اعمال بھی ہاتھوں میں ہو گا ۔ یہاں ہر آدمی سے مراد مومن اور کافر دونوں ہیں ۔ مومن انعامات الٰہیہ کو دیکھ گے اور کافر اپنے برے کاموں کو جو نامہ اعمال میں درج ہوں گے ۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں ، قیامت کے دن جانوروں سے بھی بدلہ لیا جائے گا اور پھر اُنہیں حکم دیا جائے گا مٹی ہو جاؤ ، یہ منظر دیکھ کر کافر بھی کہے گا :کاش !میں بھی مٹی ہو جاتا ۔[1]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 نصر بن محمد (المتوفی 373ھ)، تفسیر سمرقندی ، ص 3/ 540
احمد بن محمد (المتوفی 427ھ)، تفسیر ثعلبی ، ص 10/ 120

سورۃ النازعات

یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس کی چھیالیس آیات ہیں اور دو رکوع ۔ اس سورۃ پاک میں قیامت کے مناظر بیان کئے گئے ہیں اور مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر دلائل فرمائے گئے ہیں ، جزا و سزا کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں قیامت کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے اس سورۂ پاک میں فرشتوں کی قسم کھائی ہے ، جو مومن کی روح کو نرمی سے نکالتے ہیں اور کافر کی روح کو سختی سے ۔ اس سورۂ پاک کی آخری آیات میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہے لوگوں کے اچھے اور برے ہونے کا ذکر ہے اس کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ قیامت قائم ہونے کا وقت اللہ کے علم میں ہے ہاں !وہ جسے بذریعہ وحی بتا دے یہ اُس کی دین ہے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾
ۙ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا
﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ
الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ
يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾
يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾
ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا
كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾
ۙ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾

صدق اللہ العظیم

ان فرشتوں کی قسم(جو جسم میں)ڈوب کر (کافر کی روح) کھینچتے ہیں (۱)اور ان کی قسم جو نہایت نرمی سے (مومن کی جان کے)بند کھولتے ہیں(۲)اور ان کی قسم جو(زمین و آسمان کے درمیان)تیرتے پھرتے ہیں(۳) پھر ان کی قسم جو پوری طاقت سے آگے بڑھتے ہیں(۴) پھر ان کی قسم جو نظام کائنات کی تدبیر کرتے ہیں(۵) تمہیں ضرور مرنے کے بعد زندہ کیا جائے گا جس دن لرزے گی لرزانے والی پھر اس کے پیچھے آئے گی پیچھے

آنے والی اس دن بہت سے دل لرز رہے
ہوں گے ، دہشت سے آنکھیں جھکی ہوں گی
وہ کہتے ہیں کیا ہم مرنے کے بعد زندہ کی
طرف لوٹائے جائیں گے کیا ہم جب گلی ہڈیاں
ہو جائیں گے وہ کہتے ہیں پھر تو یہ بڑے
خسارے کی واپسی ہو گی وہ ضرور ۔۔۔ ایک
جھڑکی ہو گی پھر وہ حشر کے میدان میں
ہوں گے (۱۴)

قسم کیوں کھائی جاتی ہے

کفار کی روح کھینچنے کی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ ان کی روح سختی سے نکالی جاتی ہے ، فرشتے ان کی روحوں کو کھینچتے ہیں جیسے کوئی کانٹوں والی شاخ کسی جگہ پھنسی ہو تو اُسے سختی سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کیفیت کو اسی طرح بیان فرمایا ہے کہ ملک الموت کافر کی روح کو ہر بال ہر ناخن اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھینچتا ہے اور اس کو اس کے جسم میں بار بار لوٹا کر نکالتا ہے ۔ اور ان فرشتوں کی قسم جو مومن کی روح کو آسانی کے ساتھ نکالتے ہیں ۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کا معنی یوں فرماتے ہیں ، مومنوں کی روحیں خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کہ اس وقت ان روحوں کو جنت دکھادی جاتی ہے تو وہ خوشی سے نکلتی ہیں ان روحوں کو ملک الموت کہے گا :اے نفس مطمئنہ! چلو خوشی اور خوشبو کی

---

1 نصر بن محمد (المتوفی 373ھ)، تفسیر سمرقندی ، ص 3/541
احمد بن محمد (المتوفی 427ھ)، تفسیر ثعلبی ، ص 122
حسین بن مسعود (المتوفی 510ھ)، تفسیر بغوی، ص 5/204

طرف اور رب کی طرف جو ناراض نہیں ہے ۔[1]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : حضور ﷺ نے فرمایا : مومن کی موت کے وقت آسمان سے سفید چہروں والے فرشتے نازل ہوتے ہیں ، ان کے پاس کفن ہوتا ہے خوشبو ہوتی ہے پھر ملک الموت آ کر کہتا ہے اے نفس مطمئنہ !اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا کی طرف نکل اور جب کافر دنیا سے آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو آسمان سے سیاہ فرشے اُترتے ہیں پھر ملک الموت آتا ہے اور کہتا ہے اے جنت روح !اللہ کی ناراضگی کی طرف نکل ،اس سے مردار کی طرح سخت بدبو نکلتی ہے ۔ پھر اُن کی قسم جو زمین و آسمان کے درمیان تیرتے پھرتے ہیں ۔[2]

ابوصالح فرماتے ہیں یہ وہ فرشتے ہیں جو تیز رفتار گھوڑے کی طرح آسمان سے اترتے ہیں پھر ان کی قسم جو پوری قوت کے ساتھ آگے بڑھتے ہین یہ وہ روحیں ہیں جو فرشتوں کی طرف آگے بڑھتی ہیں یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ مومن موت کے وقت اس قیدی کی طرح ہو گا جو قید سے نکلنے کیلئے بہت جلدی کرتا ہے ۔[3]

پھر ان فرشتوں کی قسم کھائی جو نظام کائنات کی تدبیر کرتے ہیں یہ وہ فرشتے ہیں جن کے سپرد اللہ تعالیٰ نے کچھ اُمور کئے ہیں اور اللہ کے حکم کے مطابق کام کر رہے ہیں ، قیامت کے دن کے احوال کا ذکر فرمایا گیا کہ اس دن لرزائے گی لرزنے والی ۔ قرآن مقدس نے اسی عنوان کو دوسری جگہ اس طرح فرمایا ہے جس دن زمین اور پہاڑ تھر تھرائیں گے مشرکین کے دل لرز رہے ہوں گے اور منافقین کی آنکھیں جھکی ہوں گی ۔ مشرکین کہتے ہیں کیا ہم مرنے کے بعد پھر پہلی زندگی کی طرف لوٹائے جائیں گے ؟ حیرت سے کہتے ہیں !جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں ریزہ ریزہ ہو جائیں گے ، پھر اُٹھائے جائیں گے؟ وہ کہتے تھے یہ مسلمانوں کا گمان

1 عبدالرحمن بن ابی بکر(المتوفی 911ھ)، تفسیر در منثور ، ص8/ 404
2 اسماعیل بن عمر(المتوفی 744ھ)، تفسیر ابن کثیر، ص3/ 412
3 حسین بن مسعود(المتوفی 510ھ)، تفسیر بغوی، ص5/ 205

ہے کہ پھر اُٹھائے جائیں ایسا نہیں ہو گا اس کا جواب فرمایا گیا دوبارہ زندہ کرنا اللہ کیلئے بہت آسان ہے اور یہ بہت جلدی سے ہو جائے گا اور پھر وہ حشر کے کھلے میدان میں ہوں گے ۔

وَصلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿15﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ
بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿16﴾ اِذْهَبْ اِلٰى
فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿17﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ
تَزَكّٰى ﴿18﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿19﴾
فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿20﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى
﴿21﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿22﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿23﴾ فَقَالَ
اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿24﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ
الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿25﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ
يَّخْشٰى ﴿26﴾

صدق اللہ العظیم

کیا آپ کے پاس موسیٰ کی خبر پہنچی ؟(۱۵)جب اُس کے رب نے اُسے وادی طویٰ میں ندا فرمائی(۱۶)کہ فرعون کے پاس جائیں بے شک! اس نے سرکشی کی ہے(۱۷)تو (اُ سے)کہیئے کہ(گناہوں سے)پاک ہونے کے متعلق تیری کیا رائے ہے(۱۸)اور میں تجھے تیرے رب کی طرف راہ نمائی کروں سو تو ڈرے(۱۹)پھر انہوں نے اُسے بہت بڑی نشانی دکھائی(۲۰)اس نے تکذیب کی اور نافرمانی کی (۲۱)پھر اس نے پیٹھ پھیری اور(اُن کے خلاف)کاروائی کی(۲۲)اس نے(لوگوں)کو اکٹھا کر کے یہ اعلان کیا(۲۳)اور کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں(۲۴)پس اللہ نے اُسے دنیا و آخرت کے عذاب کی پکڑ میں لے لیا(۲۵)بے شک اس میں ڈرنے والوں کیلئے عبرت ہے(۲۶)

جناب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر

اس سے پہلی آیات مبارکہ کفار کے اس اعتراض کا ذکر تھا کہ قیامت کا وجود نہیں ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو پھر ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے ، حضور ﷺ کو موسیٰ علیہ السلام کا قصہ فرمایا جا رہا ہے کہ محبوب !مطمئن رہیں فرعون تک حق کی آواز پہنچانے میں موسیٰ علیہ السلام کو بھی مشقت اٹھانا پڑی اور آپ فرعون کے معاملہ میں پریشان رہے ۔ حضور ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے محبوب !آپ پریشان نہ ہوں انبیاء علیہم السلام کو حق کی دعوت پہنچانے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ دوسری بات یہ فرمائی جا رہی ہے فرعون قریش مکہ سے کہیں زیادہ جابر تھا ، بڑی سلطنت کا مالک تھا مگر جب اُس نے موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی اور آپ کی دعوت حق کو رد کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں سرکشی کی تو اس کا عظیم ملک اس کی حکومت بادشاہت لشکر کی کثرت کسی کام نہ آئے ۔ اللہ نے اُسے اس کے لشکر سمیت سمندر میں غرق کر دیا ۔ محبوب ! اگر یہ کفار مکہ بھی اپنی ضد پر ڈٹے رہے ، سرکشی بڑھاتے گئے تو اللہ تعالیٰ انہیں بھی نشان عبرت بنا دے گا ۔ موسیٰ علیہ السلام کو وادی طویٰ میں ندا دے گی، یہ وادی طور پہاڑ کے قریب ہے ۔[1]

موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا گیا آپ نے حق سنایا مگر فرعون سرکش تھا متکبر تھا نہ مانا ۔ توحید خداوندی کا انکار کیا اور اپنے رب اعلیٰ ہونے کا اعلان کر دیا ۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو ایک بہت بڑی نشانی دکھائی ، اس سے مراد " ید بیضاء " آپ اپنا ہاتھ بغل میں رکھتے اور پھر نکالتے تو وہ دور دور تک روشنی کرتا اس بڑی نشانی سے مراد عصا بھی لیا گیا ہے ۔ عصا اژدہا بن جاتا ، عصا اس لحاظ سے بھی بڑی نشانی تھا کہ آپ اُسے پتھر پر مارتے تو پانی بہہ جاتا تھا یہ معنی بھی کیا گیا ہے بہت بڑی نشانی سے مراد! ید بیضاء اور عصا کا مجموعہ ہے ، فرعون اپنی سرکشی ، تکبر اور جھوٹے دعوے کی پاداش میں برباد ہو گیا ۔

---

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری ، ص 24/78

فرعون کو اس کے دو جرموں کی پاداش میں عذاب ہوا ، وہ دو جرم یہ تھے موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ، فرعون کی اس سزا میں ڈرنے والوں کیلئے عبرت ہے ۔

وَصلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿٢٧﴾ رَفَعَ
سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿٢٨﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ
ضُحٰىهَا ﴿٢٩﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا
﴿٣٠﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿٣١﴾
وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ
وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ
الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى
﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾ فَاَمَّا مَنْ
طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ
هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾



کیا تمہیں پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا آسمان کو جس کو اللہ نے بنا دیا ہے(۲۷)اللہ نے اُس کی چھت بلند کی پھر اس کو ہموار بنایا(۲۸)اور اس کی رات اندھیری کر دی اور اس کا دن روشن کر دیا(۲۹)اور اس کے بعد زمین کو پھیلا دیا(۳۰)(اس) زمین سے اس کا پانی اور اس کا چارہ نکالا(۳۱)اور پہاڑوں کو اس(زمین) میں گاڑ دیا(۳۲)تمہیں اور تمہارے چوپایوں کو فائدہ پہنچانے کیلئے(۳۳)پس جب بڑی مصیبت آ جائے گی(۳۴)اس دن انسان اپنی کوشش یاد کرے گا(۳۵)اور ہر دیکھنے والے کیلئے دوزخ ظاہر کر دی جائے گی(۳۶)سو جس نے سرکشی کی(۳۷)اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی(۳۸)تو بے شک !دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہے(۳۹)

تخلیق حضرت انسان

موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے قصہ کے بعد رب قدوس جل مجدہٗ نے پھر مرنے کے بعد جی اُٹھنے کے منکرین کو خطاب فرمایا اور قیامت واقع ہونے پر دلیل فرمائی ۔ اے قیامت کے منکرو !تم دیکھتے ہو آسمان بہت بڑی مخلوق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اتنی بڑی مخلوق کے بنانے

پر قادر ہے اور اس نے آسمان بنا دیا ہے تو تم کو دوبارہ پیدا کرنا اس کیلئے کیا مشکل ہے؟ قیامت کے منکرین یہ تو مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام پر عمل کرنے کی جو امانت اس کے سپرد کی اس نے خیانت نہیں کی اور خیانت کرنے سے ڈرا ، آسمان کے مقابلہ میں انسان اس قدر کمزور ہے وہ پھر بھی اللہ کے احکام میں خیانت کرنے سے نہیں ڈرتا ، فرمایا آسمان کی رات تاریک کروں اُس کے دن کو روشن کیا کہ رات اور دن کا وجود سورج کے طلوع و غروب سے ہوتا ہے اور سورج کا تعلق آسمان سے ہے ۔

پھر زمین کو پھیلانے کا ذکر فرمایا جو ذات اس قدر وسیع و عریض زمین پھیلانے پر قادر ہے اور اس نے زمین پھیلا کر اس پر پہاڑ نصب کر دیئے اس کیلئے موت کے بعد پھر پیدا کرنا کون سا مشکل ہے ؟ پھر زمین کو صرف پھیلانا ہی نہیں اس پر بیل بوٹے گھاس درخت اگانا یہ سب کچھ مشکل ترین ہے جب وہ ذات اس پر قادر ہے تو مُردوں کو زندہ کرنا کون سا مشکل و دشوار ہے ؟ پہاڑ وں کو نصب کرنا زمین سے تمہارے لئے ، تمہارے چوپایوں کیلئے خوراک پیدا کرنا معدنیات کو زمین میں رکھنا ان سے تمہارا فائدہ اٹھانا ، سونا چاندی تیل گیس کے خزانے رکھنا یہ سب مشکل معاملات کر دے تو حیات بعد ممات کیا مشکل ہو گی ؟ اس قدر واضح کھلے دلائل کے ہوتے بھی کوئی سرکش ہے ،متکبر ہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے تو اس کیلئے دوزخ کی سزا تیار ہے ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے دنیا کو حلال طریقہ سے طلب کیا اور اپنے بال بچوں کی کفالت کی تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح ہو گا اور جس نے دنیا حرام طریقہ سے کمائی وہ اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہو گا ایسے شخص کا ٹھکانا دوزخ ہو گا ۔[1]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

1 احمد بن حسین (المتوفی 458ھ)، شعب الایمان ، الرقم 9889 ص 13/17

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى
النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝٤٠ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ
الْمَاْوٰى ۝٤١ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ
مُرْسٰىهَا ۝٤٢ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝٤٣ اِلٰى
رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝٤٤ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ
يَّخْشٰىهَا ۝٤٥ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ
يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۝٤٦

صدق اللہ العظیم

اور وہ جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس(امارہ)کو(اس)کی خواہش سے روک(۴۰)بے شک جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے(۴۱)یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہو گی(۴۲)آپ کا اس کے ذکر کرنے سے کیا تعلق ہے(۴۳)آپ کے رب کی طرف ہی اس کی انتہاہے(۴۴)آپ تو صرف اس کو ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہے(۴۵)گویا وہ جس دن اس کو دیکھیں گے تو ان کو محسوس ہو گا کہ وہ دنیا میں صرف ان کے آخری حصہ میں ٹھہرے تھے یا دن کے اول حصہ میں(۴۶)

آپ کا ڈر جنت کا سبب

ان سے پہلی آیات مبارکہ میں قیامت کے واقع ہونے پر دلائل تھے پھر قیامت کے دن رونما ہونے والے مناظر بیان فرمائے ، پھر قیامت کے دن مومنین اور کفار کے انجام کا ذکر فرمایا گیا چونکہ ان لوگوں نے قیامت کے ہولناک واقعات سنے اس دن کے مصائب و مشکلات معلوم کیئے تو آپ پوچھتے ہیں واقع کب ہو گی ؟ اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا کہ محبوب آپ کا یہ منصب نہیں کہ آپ اللہ سے پوچھ کر انہیں بتائیں کہ قیامت کب قائم ہو گی ؟ قیامت واقع ہونے کے علم کی انتہا اللہ پر ہے معنی یہ ہو گا کہ قیامت کے علم ذاتی کی انتہا اللہ پر ہے آپ کو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ لوگوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرائیں قیامت کے دن

کی کیفیت فرمائی گئی جس دن کفار اس دن کو دیکھیں گے تو انہیں محسوس ہو گا کہ وہ دنیا میں صرف دن کے آخری حصہ میں ٹھہرے ہیں یا پہلے پہل جب کفار کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا تو انہیں یوں محسوس ہو گا کہ وہ ہمیشہ سے اس عذاب میں رہے ہیں اور دنیا میں تو انہوں نے صرف تھوڑا سا وقت گزارا ہے۔ آیہ مبارکہ میں نفس کو خواہشات بد سے روکنے کا فرمایا گیا نفس کو برائیوں سے روکنے کیلئے کسی ایسے رہبر و راہنما سے وابستگی کی جائے جو عیوب نفس اور اس کے علاج معالجہ سے واقف ہو ۔ استغفار کی کثرت بھی اصلاح نفس کیلئے بہترین نسخہ ہے ، نفلی روزے بھی اس کی اصلاح کا سبب جانتے ہیں، حقوق کی ادائیگی بھی اس کی اصلاح کی طرف اچھا قدم ہے ، نفسانی خواہشات کی مخالفت کیلئے ریاضات و مجاہدات کا عمل بھی شنوار عمل ہے جب ان پاکیزہ اعمال کی عادت ہو جائے گی تو نفس کی بری خواہشات ختم ہو جائیں گی ، اسی مقام کو صوفیاء کی نظر میں فنافی اللہ اور باقی باللہ کہا جاتا ہے ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

سورۃ عبس

یہ سورۃ پاک مکی ہے اس کی بیالیس آیتیں اور ایک رکوع ہے اس سورۃ پاک میں دوسری مکی سورتوں کی طرح توحید و رسالت کا ذکر ہے اخلاص و اخلاق کی تعلیم ہے تمام لوگوں میں مساوات برابری کے اصول کو فرمایا گیا ہے اس سورۂ پاک میں حضرت عبداللہ ابن ام کلثوم کا واقعہ ہے جس کی تفصیل شان نزول تحریر کرتے آئے گی ۔ اس سورۂ پاک میں انعامات الٰہیہ کا انکار کرنے والوں اور ہدایت سے اعراض کرنے والوں کا ذکر ہے اس میں قیامت کے دہشت ناک مناظر کا ذکر کیا گیا ہے ۔ مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر دلائل ذکر ہیں اللہ کی توحید اور اس کی قدرت کا ذکر ہے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان ہے۔

عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى ۙ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ؕ﴿۲﴾ وَمَا
يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤى ۙ﴿۳﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ
الذِّكْرٰى ؕ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ
تَصَدّٰى ؕ﴿۶﴾ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا
مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ﴿۸﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ۙ﴿۹﴾ فَاَنْتَ
عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ﴿۱۰﴾ كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ
ذَكَرَهٗ ۘ﴿۱۲﴾ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ
مُّطَهَّرَةٍ ۙ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ

(حضور) ناراض ہوئے اور انہوں نے منہ پھیر لیا (۱) کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا(۲)آپ کو کیا پتہ شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا(۳) یا نصیحت قبول کرتا تو اس کو نصیحت فائدہ دیتی(۴) جس نے بے پرواہی کی(۵) تو آپ اس کے درپے ہیں(۶)اوراگر وہ پاکیزگی حاصل نہ کرے تو آپ کو کوئی نقصان نہیں ہو گا(۷)اور وہ جو آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا ہے(۸)اور وہ اللہ سے ڈرتا ہے(۹) تو آپ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے(۱۰) بے شک یہ (قرآن)

۱۶ قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَاۤ اَکۡفَرَهٗ ؕ﴿۱۷﴾ مِنۡ اَیِّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ ؕ﴿۱۸﴾ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۙ﴿۱۹﴾



نصیحت ہے(۱۱)سو جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے(۱۲)یہ عزت والے صحیفوں میں ہے(۱۳)جو بلندی والے پاکیزہ ہیں(۱۴)ان کے ہاتھوں سے لکھے ہوئے(۱۵)جو عزت والے نیک ہیں(۱۶) (کافر)انسان برباد ہو جائے وہ کیسا ناشکرا ہے(۱۷)اُسے کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے(۱۸)اس کو نطفہ سے پھر اُسے مناسب اندازہ پر رکھا(۱۹)

آداب رسالت

اس آیہ پاک کے اُترنے کا سبب یہ بنا ، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک موقعہ حضور ﷺ عتبہ ، ابوجہل ، شیبہ وغیرہ کو وعظ فرما رہے تھے حضور ﷺ چاہتے تھے کہ یہ لوگ اسلام لے آئیں اور ان کی وجہ سے ان کے قبیلہ کے لوگ بھی متاثر ہوں گے اگر ایسے ہو جاتا اور ان کے قبیلہ کے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے تو حضور ﷺ کیلئے ایک عظیم اجر تھا ۔ اسی دوران عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے کوئی سوال کیا ، حضور ﷺ کو عبداللہ ابن ام مکتوم کی یہ مداخلت ناگوار گزری اور آپ کے چہرے پر پریشانی کے آثار پیدا ہو گئے اور ماتھے مبارک پربل پڑ گئے تو آپ نے پیٹھ پھیر لی اور آپ کے پیٹھ پھیرنے سے عبداللہ ابن اُم مکتوم سے سرد مہری کا سلوک ہو گیا تو حضور ﷺ پر ان آیات کا نزول ہوا جن میں حضور ﷺ کیلئے تنبیہ ہے ۔[1]

---

1 نصر بن محمد (المتوفی 373ھ)، تفسیر سمرقندی ، ص 3/546
محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری ، ص 24/103
نصر بن محمد (المتوفی 373ھ)، تفسیر سمرقندی ، ص 3/546

یہ واقعہ بالکل ایسے ہی ہوا جیسے حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اجازت لئے بغیر اپنی قوم سے ناراض ہو کر قوم کے علاقہ سے چلے گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا، حضور ﷺ کو تنبیہ فرما کر غریب نوازی کی طرف مزید توجہ دلائی گئی ہے محبوب (ﷺ)! آپ کو تو غریب نوازی غریب پروری کیلئے بھیجا گیا ہے، عبداللہ ابن ام مکتوم سے ناگواری کیوں ؟

آیہ مبارکہ میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ تو نے منہ پھیرا بلکہ فرمایا گیا اُس نے منہ پھیرا، یعنی غیب کے صیغہ سے بیان فرمایا گیا اگر خطاب کا صیغہ ہوتا کہ محبوب تو نے منہ پھیرا پیٹھ پھیر لی تو یہ انداز حضور کے قلب انور پر گراں گزرتا۔

امام ثوری نے بیان کیا ہے اس کے بعد جب نبی کریم و کو دیکھتے تو اُن کیلئے اپنی چادر بچھا دیتے اور فرماتے مرحبا ہو جس شخص کیلئے میرے رب نے مجھ پر عتاب فرمایا اور فرماتے کیا تمہیں کو کام ہے اورآپ نے انہیں دو مرتبہ مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ بنایا۔ حضور ﷺ کے ناراضگی محسوس فرمانے کی ایک اور وجہ یہ بھی بیان کی کہ عبداللہ ابن ام مکتوم کے سوال کرنے پر نہیں بلکہ کفار کے اسلام قبول نہ کرنے سے چہرہ اطہر پر ناگواری کے آثار پیدا ہو گئے تھے ۔واللہ و رسولہ اعلم[1]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿٢١﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿٢٤﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا

پھر اس کیلئے راستہ آسان کیا(۲۰) پھر اس کو موت دی پس اس کو قبر میں پہنچایا(۲۱) پھر جب چاہے گا اس کو زندہ کر کے نکالے گا(۲۲) بے شک! اُس نے (اللہ کے) حکم پر ابھی تک عمل نہیں کیا (۲۳)انسان کو چاہئے

1 محمد بن عمرو (المتوفی 538ھ)، تفسیر زمخشری، ص4/701
محمد بن عبداللہ (المتوفی 1270ھ)، تفسیر روح المعانی، ص15/244

الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا
﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا
﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا
لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ فَاِذَا جَآءَتِ
الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ
﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾



کہ وہ اپنے کھانے پر غور کرے (۲۴)ہم نے پانی بہایا (۲۵)پھر ہم نے زمین کو شق کیا (۲۶)سو اس میں غلہ اگایا (۲۷)اور انگور اور سبزی(۲۸) اور زیتون اور کھجور(۲۹) اور گھنے باغات(۳۰) اور میوے اور(جانوروں کا) چارہ(۳۱) تمہیں اور تمہارے مویشیوں کو فائدہ پہنچانے کیلئے(۳۲) جب قیامت آئے گی(۳۳) اس دن ہر شخص اپنے بھائی سے بھاگے گا (۳۴)اور اپنی ماں اور باپ سے(۳۵) اور اپنی بیوی اور بیٹوں سے(۳۶)

خدا کی قدرتیں

پچھلی آیات مبارکہ میں ذکر تھا کفار مکہ اپنے کو عظیم سمجھتے تھے ، فقراء اور غرباء مسلمانوں پر اپنے کو بڑا کہتے تھے ان کے اس تکبر و غرور کا رد فرمایا جا رہا ہے یہ لوگ کفار تکبر کس بات پر کرتے ہیں انسان کی اصلیت کو بیان کیا گیا کہ یہ ابتداء میں نطفہ ناپاک پانی کا قطرہ تھا اور آخر میں یہ بدبودار مردار ہو جائے گا ۔

حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وہ شخص کیسے تکبر کرتا ہے جو دن میں کئی مرتبہ اپنے بول و براز کیلئے مجبور ہوتا ہے ۔[1]

قرآن مقدس نے انسانی تخلیق کے کئی مراحل بیان کئے ہیں ، پہلے نطفہ تھا پھر جما ہوا خون ہو گیا پھر گوشت کا ٹکڑا بن گیا پھر اس میں ہڈیاں پہنائی گئیں پھر اس میں روح پھونک دی گئی پھر راستہ آسان کر دیا ، ماں کے پیٹ سے نکلنا آسان کر دیا پھر اُسے موت دی ، قبر

---

1 عبدالرحمن بن محمد (المتوفی327ھ)، تفسیر ابن ابی حاتم، ص10/3401
محمود بن حمزہ (المتوفی505ھ)، تفسیر غرائب التفسیر و عجائب التاویل، ص2/1309

پر پہنچایا جب چاہے گا تو اُسے زندہ کر کے نکالے گا، متکبر انسان کئی مراحل سے گزرا مگر ابھی تک اس نے اللہ کے احکام کو نہیں مانا، مسلسل اپنے تکبر و غرور پر اڑا ہوا ہے۔

اگلی آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کا ذکر فرمایا، پانی دیا، بارش دی، زمین کو شق کیا، کاشت کاری کے لائق بنایا بلکہ اگایا، سبزیاں پیدا کیں، زیتون، باغات کھجوریں دیں مگر کافر انسان نے پھر بھی اپنی اصلاح نہیں کی جب قدرت کی طرف سے ایسے انعامات ہیں احسانات ہیں تو انسان پر لازم ہے کہ اللہ کو وحدہٗ لا شریک مانے اس کی عبادت کرے تکبر و غرور سے بچے، جب قیامت قائم ہو گی صور پھونکا جائے گا جس کی ہیبت ناک آواز سن کر تمام مردے زندہ ہو جائیں گے اور حشر برپا ہو گا اس دن ہر شخص بھائی بھائی سے اور اپنی ماں اور باپ سے، بیوی اور بچوں سے دور بھاگے گا کہ کہیں دوسرا مجھ سے کسی قسم کا مطالبہ نہ کرے یا کہے کہ تم نے تو میرے ساتھ انصاف نہیں کیا، ماں باپ کہیں گے اولاد نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا بیوی کہے گی تو نے مجھے حرام مال کھلایا، بیٹے کہیں گے تم نے ہمارا تعلیم کا اچھا انتظام نہ کیا اور اچھی تربیت نہ کی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

اس دن ہر شخص کو اپنی پڑی ہو گی جو اس کو دوسرے سے بے نیاز کردے گی(۳۷)اس دن کئی چہرے چمکتے ہوئے ہوں گے(۳۸) مسکراتے ہوئے ہشاش بشاش(۳۹)اور اس دن کئی چہرے غبار آلود ہوں گے (۴۰)ان پر سیاہی چھائی ہو گی(۴۱)وہی لوگ کافر و بدکار ہیں(۴۲)

صدق اللہ العظیم

نفسہ نفسی کا عالم

قیامت کے دن کی ہیبت کا ذکر فرمایا گیا کہ اس دن ہر شخص اپنی پریشانی میں ہو گا اُسے کسی دوسرے کا احساس نہ ہو گا ، نفسی نفسی کا عالم برپا ہو گا ہر ایک کو اپنی فکر ہو گی ہر شخص کے دل و دماغ میں صرف ایسے ہی تفکرات ہوں گے مومنین و کفار کی آخرت میں پہچان یہ ہو گی کہ ایمانداروں کے چہرے روشن اور چمکیلے ہوں گے جبکہ کفار کے چہرے غبار آلود اور سیاہ ہوں گے ۔ مومن جب حساب کتاب سے فارغ ہو گا اور اللہ کی رحمت اس پر سایہ فگن ہو گی تو اس کا چہرہ روشن ہو گا اور کافر جب اپنے حساب کتاب میں پھنس جائے گا دنیا کے کردار کی سزا پائے گا ۔ تو غم اور پریشانی سے اس کا چہرہ گرد آلود اور سیاہ ہو گا ایسے سیاہ چہروں والے لوگ وہی بدکار اور کافر ہیں ، یہ وہی بد نصیب ہیں جو زندگی بھر خدا سے بغاوت کرتے رہے ، سرکش و متکبر رہے اس دھن میں عمریں برباد کر دیں ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سورۃ التکویر

یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ، اس کی ۲۹ آیات مبارکہ اور ایک رکوع ہے اس سورۃ پاک کی عظمت ایک حدیث شریف سے اس طرح ملتی ہے اس حدیث شریف کو امام ترمذی نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس آدمی کو خواہش ہو کہ وہ قیامت کے دن اس طرح دیکھے جیسے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے تو وہ یہ سورتیں پڑھا کرے " اذاالشمس کورت"" اذالسماء انفطرت "اور" اذاالسماء انشقت[1]"

اس سورۃ میں بھی قیامت کے ہولناک واقعات بیان کئے گئے ہیں حضور ﷺ کی رسالت کے بارہ میں ذکر ہے اس سورت میں بھی دوسری مکی سورتوں کی طرح اسلام کے بنیادی عقائد بیان فرمائے ہیں ۔

وَصلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدِدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ ہی کے نام سے شروع جو نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان ہے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝٥ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝٧ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝٨ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝٩ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝١٠ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ

جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا(۱)اور جب ستارے جھڑ جائیں گے(۲)اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے(۳)اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بے کار چھوڑ دی جائیں گی(۴)اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں گے(۵)اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے(۶)اور جب جانیں ملادی جائیں گی(۷)اور جب زندہ در گور (لڑکی)سے سوال کیا جائے گا(۸)وہ کس

1 محمد بن عیسیٰ ترمذی (المتوفی 279ھ)، الجامع ترمذی، باب ومن سورۃ الشمس الرقم 3333 ص 3/433

۝۱۱ وَاِذَا الۡجَحِیۡمُ سُعِّرَتۡ ۝۱۲ وَاِذَا الۡجَنَّۃُ اُزۡلِفَتۡ ۝۱۳ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ ۝۱۴

گناہ میں قتل کی گئی(۹)اور جب (عملوں کے) صحیفے پھیلادیئے جائیں گے(۱۰)اور جب آسمان کھینچ لیا جائے گا(۱۱)اور جب دوزخ کو بھڑکا دیا جائے گا(۱۲)اور جب جنت قریب کر دی جائے گی(۱۳)تو ہر شخص جان لے گا جو کام اس نے پیش کیا(۱۴)



نظام کو ٹوٹنا

ان آیات مبارکہ میں قیامت کے دن کی کیفیت ذکر کی گئی ہے ، سورج لپیٹنے کا معنی یہ ہے اُسے بے نور کر دیا جائے گا ، ستارے بے نور ہو کر جھڑ جائیں گے آسمان پھٹ جائے گا ۔[1]

عطا رحمہ اللہ کہتے ہیں ستارے آسمان و زمین کے درمیان نور کی زنجیروں سے معلق ہیں اور یہ زنجیریں فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں جب زمین و آسمان فنا ہو جائیں گے تو یہ زنجیریں فرشتوں کے ہاتھوں سے چھوٹ جائیں گی ۔[2]

پہاڑوں کے چلائے جانے کا یہ معنی ہے کہ انہیں ریزہ ریزہ کر کے اُڑا دیا جائے گا ۔[3]

عربوں میں گابھن اونٹنیاں محبوب ہوتی ہیں ، اونٹنیوں کے بے کار چھوڑ دیا جانے کا معنی یہ ہے کہ قیامت کی ہولناکی کا یہ عالم ہو گا کہ عربوں کو اپنے محبوب مال کا تصور بھی ذہنوں سے نکل جائے گا ۔ وحشی جانوروں کو اکٹھا کیا جائے گا تا کہ ان جانوروں میں عدل کیا جائے ، جب وہ جانوروں کو اکٹھا فرمائے گا تو پھر کیسے ممکن ہے کہ انسانوں کو اکٹھا نہ کرے تمام قسموں کے جانور اکٹھے کےجائیں گے اس دن کوئی جانور کسی دوسرے پر حملہ نہ کر سکے گا ۔ اس دن سمندر کو بھڑکایا جائے گا ۔

---

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری ، ص 24/ 128

2 حسین بن مسعود (المتوفی 510ھ)، تفسیر بغوی، ص 7/ 386

3 یحییٰ بن سلام (المتوفی 200ھ)، تفسیر یحییٰ بن سلام، ص 2/ 827

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سمند رکو گرم کر دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ آگ کا منظر پیش کرے گا ۔[1]

"اُس دن جانیں ملا دی جائیں گی"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کسی نے اس آیہ کے متعلق سوال کای تو آپ نے فرمایا جنت میں نیک آدمی کو نیک کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور دوزخ میں بدکار کو بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا ۔

اس کا ایک معنیٰ یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر شخص کو اس کی جماعت کے ساتھ ملا دیا جائے گا اس دن وہ لڑکی جسے زندہ ہی قبر میں دفنا دیا گیا اس سے پوچھا جائے گا وہ کس گناہ میں قتل کی گئی ۔ بیٹیوں کوزندہ درگور کرنے پر اسلام نے سخت گرفت کی ، اسے بدترین جرم قرار دیا ، خواتین کو عزت کا مقام دینے کے سلسلہ میں اسلام کا یہ پہلا ضابطہ ہے ۔

موت کے وقت انسان کے نامہ اعمال کو بند کر دیا جاتا ہے اور حساب کے وقت اس کے نامہ عمل کو کھول کر پھیلا دیا جائے گا قیامت کی ہولناکیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ آسمان کو کھینچ لیا جائے گا ، آسمان کے اوپر جنت ہے عرش ے آسمان کو ان سے الگ کر لیا جائے گا ایک ہولناک منظر اور ہو گا کہ دوزخ کو بھڑکا دیا جائے گا، انسانوں کے گناہوں اور اللہ تعالیٰ کے غضب کی وجہ سے جہنم کو بھڑکا دیا جائے گا اور جنت کو پرہیزگاروں کے قریب کر دیا جائے گا اس وقت ہر شخص کو اپنے کئے کا پتہ چل جائے گا ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ

تو میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ملنے والے ستاروں کی(۱۵) چلنے پھرنے والے ، رُکے رہنے والے ستاروں کی(۱۶)اور رات کی جب وہ رخصت ہونے لگے(۱۷)اور صبح کی جب وہ روشن ہو

1 عبدالرحمن بن محمد (المتوفی 327ھ)، تفسیر ابن ابی حاتم ، ص10/ 3406

ثُمَّ اَمِيۡنٍ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ
﴿۲۲﴾ وَلَقَدۡ رَاٰهُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِيۡنِ ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ
عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ
شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيۡنَ تَذۡهَبُوۡنَ ﴿۲۶﴾ اِنۡ هُوَ
اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ
اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ
اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۹﴾

صدق اللہ العظیم

(۱۸) کہ یہ (قرآن کریم) معزز رسول کا قول ہے(۱۹)جو قوت والا ہے مالک عرش کے ہاں عزت والا ہے جو فرشتوں کا سردار ہے(۲۰)وہاں کا امین ہے(۲۱)اور تمہارا یہ ساتھی مجنون نہیں(۲۲)اور بلا شبہ اُس نے روشن کنارے پر اس (قاصد) کو دیکھا ہے(۲۳)اور وہ نبی غیب کی خبر بتانے پر بخیل نہیں(۲۴)اور یہ(قرآن مجید) کسی شیطان لعنتی کا قول نہیں(۲۵)اور تم نہیں چاہ سکتے سوا اس کے کہ اللہ چاہے جو رب العالمین ہے(۲۹)

ستاروں کا کردار

بعض نے کہاان ستاروں سے مراد پانچ ستارے ہیں ، مریخ ، زحل ، عطارد ، زہرہ ، مشتری کہ ان کی چال میں آگے پیچھے ہوتا رہتا ہے کبھی یہ مشرق سے مغرب کی طرف چلتے ہیں کبھی اس کے برعکس اور کبھی سورج کے قریب آکر غائب ہو جاتے ہیں ۔ زیادہ صحیح اور معتبر بات اس سے مراد ستارے ہی ہیں ۔[1]

صبح کی قسم اُٹھائی گئی جب صبح کی روشنی مکمل طور پر پھیل جائے ان قسموں کے بعد فرمایا گیا کہ قرآن مجید کہاوت نہیں ، شعر نہیں ، جادو نہیں وہ معزز رسول کا قول ہے ، یہاں معزز رسول سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں کہ وہ تمام انبیاء کی طرف اللہ کے رسول ہیں ان آیات میں جبریل علیہ السلام کی کئی صفات کا ذکر ہے ۔ وہ رسول ہیں ، وہ کریم ہیں ، وہ قوت والے ہیں ، وہ عرش والے کے نزدیک بلند مرتبہ ہیں وہ آسمانوں میں اطاعت کئے گئے ہیں ، وہ وحی لانے میں امین ہیں ۔[2]

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری ، ص 24/152
2 علی بن محمد (المتوفی 450ھ)، تفسیر ماوردی ، ص 6/86

اسی آیہ مبارکہ کی ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ یہ صفات مبارکہ حضور ﷺ کے بارہ میں ہیں ، آپ رسول کریم بھی ہیں ، قوت والے بھی ہیں کہ قرآن مقدس اگر پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ، حضور ﷺ نے اسے برداشت فرمایا معلوم ہوا حضور ﷺ کی قوت پہاڑ سے زیاد ہے ۔ اللہ رب العزۃ کی تجلی کو طور پہاڑ برداشت نہ کر سکا ، حضور ﷺ نے اس تجلی کو برداشت کیا ، اطاعت کئے گئے بھی ہیں کہ پوری کائنات حضور کے تابع فرمان ہے کہ جن و انس ، پتھر درخت سبھی تابع ہیں ، امین بھی ہیں حضور ﷺ نے وحی الٰہی کو بندوں تک صحیح پہنچایا ۔[1]

آیہ مبارکہ میں فرمایا تمہارے نبی مجنون نہیں یہ رد ہے اُن لوگوں کا جنہوں نے حضور ﷺ کو مجنون کہا ۔

"اور نبی غیب کی خبریں دینے پر بخیل نہیں" یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ "الغیب" سے مراد قرآن حکیم ہے حضور ﷺ نے اس کے پہنچانے میں کوئی بخل نہیں کیا۔[2]

جن لوگوں نے کہا قرآن شیطان کا قول ہے ان کا رد فرمایا گیا کہ یہ شیطان مردود کا قول نہیں ، کفار کہتے تھے شیطان آپ کے پاس آتا ہے اور یہ کلمات کہلاتا ہے ، فرمایا گیا تم کہاں جا رہے ہو؟ سیدھی راہ کو چھوڑ کر گمراہی میں پڑ رہے ہو ۔ قرآن مقدس تو واضح ہدیات ہے مگر فائدہ وہی اُٹھائے گا جو سیدھی راہ پر چلنا چاہتا ہے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری ، ص 167/ 24

2 محمد بن عمرو (المتوفی 538ھ)، تفسیر زمخشری ، ص 4/ 711

مقاتل بن سلیمان (المتوفی 150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان ، ص 4/ 602

سورۃ الانفطار

یہ سورۃپاک مکی ہے اس کی انیس(۱۹)آیات ہیں اور ایک رکوع اس سورۃ پاک میں مرنے کے بعد جی اُٹھنے کے دلائل دیئے گئے ہیں اور قیامت کے ہولناک مناظر کا ذکر فرمایا گیا ہے ، مشرکین و کفار کو ایک وحدہٗ لا شریک کی ذات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے یہ فرمایا گیا ہے کہ ہر اچھے برے کام کی جزا سزا ہو گی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ ہی کے نام سے شروع جو نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝١ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ
انْتَثَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا
الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝٤ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا
قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝٥ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا
غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝٦ الَّذِيْ خَلَقَكَ
فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝٧ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا
شَآءَ رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ
۝٩ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝١٠ كِرَامًا
كَاتِبِيْنَ ۝١١ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝١٢

جب آسمان پھٹ جائے گا(۱)اور جب ستارے جھڑ جائیں گے(۲)اور جب سمندر(اپنی جگہ سے) بہا دیئے جائیں گے(۳)اور جب قبریں شق کر دی جائیں گی(۴)تو ہر شخص جان لے گا اس نے پہلے کیا کیا تھا اور بعد میں کیا کیا تھا(۵)اے انسان ! تجھے اپنے رب کریم سے کس شئ نے دھوکے میں رکھا تھا(۶)جس نے تجھے پیدا کیا پھر درست کیا پھر مناسب بنایا(۷)پھر جس صورت میں چاہا تجھے بنا دیا(۸)بے شک !تم جزا کے دن کو جھٹلاتے ہو(۹)اور بے شک !تم پر محافظ مقرر ہیں(۱۰)معزز لکھنے والے(۱۱)وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو(۱۲)

صدق اللہ العظیم

رب کے دروازے سے نہ ہٹو

اس سورۃ پاک میں بھی قیامت کے ہولناک مناظر کو بیان فرمایا گیا تا کہ انسان آنے والے دن سے ڈرے اور اُس دن اپنے بچنے کی تیاری کرے ۔ اس سورۃ کے آغاز میں کفار و مشرکین کے ایک سوال کا جواب دیا گیا ہے وہ پوچھتے تھے قیامت آئے گی کب ؟ تو فرمایا جب آسمان پھٹ جائے گا ، ستارے جھڑ جائیں گے سمندر بہا دیئے جائیں گے ، پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے چلا دیئے جائیں گے قبریں شق کر دی جائیں گی ان کی ہیبت کا ذکر ہے کہ اس دن بڑی بڑی طاقت ور چیزیں بھی اپنی جگہ بر قرار نہیں رہیں گی اور انسان جو پہاڑوں سمندرون کے مقابلہ میں کمزور ہے تو اس کا کیا حال ہو گا ۔

قیامت کے منظر کو بار بار فرمانے میں یہی حکمت ہے کہ انسان ڈرے اور اثر لے ، ستاروں کے جھڑنے ، سمندروں کو بہا دینے میں بھی یہ حکمت ہے کہ جب انسان ہی نہیں رہیں گے تو انہیں فائدہ پہنچانے والی چیزوں کی کیا ضرورت ۔

سمندروں کے بہانے کا یہ معنی ہے کہ زمین تمام سمندروں کے پانی کو جذب کر لے گی ۔[1]

اب تمام لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ انہوں نے کیا کیا عمل کئے تھے ، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ ہر فرد کو پتہ چل جائے گا اس کے کن کن فرائض کو نبھایا ہے اور کن کن فرائض کو نظر انداز کیا ہے ۔[2]

آیہ پاک میں انسان کو تنبیہ کی گئی ہے تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے دھوکے میں رکھا ، جس رب نے تجھے پیدا کیا پھر درست کیا پھر جس صورت میں چاہا تجھے بنا دیا ۔

یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اے مشرک تجھے کس چیز نے دھوکہ دیا کہ تو نے بت پرستی شروع کر دی اور بے حیائی پر ڈٹ گیا کیا تیری طرف رسول نہیں بھیجے گئے تھے کیا تیری طرف کتاب نہیں آئی تھی ۔[3]

---

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص24/ 174
2 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص24/ 175
3 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص24/ 177
محمد بن حموش (437ھ)، تفسیر الھدایۃ الی بلوغ النہایۃ، ص12/ 810

ان آیات مبارکہ میں رب قدوس جل مجدہٗ نے اپنی قدرت قوت کا ذکر فرمایا ہے کہ انسان کی پیدائش کے کئی مرحلوں کو بیان فرمایا ، حسین صورت بنائی کسی جانور کی شکل نہیں بنائی ، انسانوں کو فرمایا تم قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہو ، سیدھی راہ سے نفرت کرتے ہو ، تمہارا گمان تم پر غالب ہو گیا کہ مرنے کے بعد جی اُٹھنا نہیں تم پر تمہارے اعمال کو لکھنے والے معزز فرشتے'' کراماکاتبین '' موجود ہیں جو تمہارے ہر کام کو محفوظ کر رہے ہیں ۔

وَصلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ﴿۱۴﴾ یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآىِٕبِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۱۸﴾ یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْــٴًـا ؕ وَالْاَمْرُ یَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

صدق اللہ العظیم

بے شک اچھے کام کرنے والے(جنت) کی نعمت میں ہیں(۱۳)اور بے شک بدکردار دوزخ میں ہیں(۱۴)اور وہ روز جزا کو اس میں پہنچیں گے(۱۵)اور وہ اُس سے چھپ نہیں سکیں گے(۱۶)آپ نے کیا جانا کہ روز جزا کیا ہے(۱۷) پھر آپ نے کیا سمجھا کہ روزجزا کیا ہے(۱۸)جس دن کوئی شخص کسی شخص کیلئے کسی چیز کا مالک نہیں ہو گا اور اس دن تمام اللہ ہی کیلئے ہوں گے(۱۹)

کن اعمال کے ساتھ جنت یقینی ہے

اس سے پہلے آیات مبارکہ میں تھا کہ کراماً کاتبین اولاد آدم کے تمام اعمال لکھ رہے ہیں ۔ان آیات مبارکہ میں ان عمل کرنے والوں کے اخروی اعمال کو بیان کیا گیا ہے نیک لوگ وہ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے یوم آخرت کو مانا فرشتوں پر ایمان لائے کتابوں اور نبیوں کو مانا یہ لوگ جنت کی نعمت میں ہوں گے اور بد کردار لوگ دوزخ میں ہیں اور وہ اس روز جزا کو اس میں پہنچیں گے اور وہ اس سے غیب نہیں ہو سکیں گے جنتی جنت میں غیب نہیں ہو سکیں گے اور جہنمی جہنم میں غیب نہیں ہو سکیں گے ۔

اگلی آیت کریمہ میں روز جزا کا ذکر فرمایا گیا اس کی ہیبت کا یہ عالم ہے کوئی شخص کسی شخص کیلئے کسی چیز کا مالک نہیں ہو گا اس دن سارے احکام اللہ کیلئے ہوں گے ۔اس دن اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر شفاعت نہیں ہو گی انبیاء علیہ السلام اللہ کی اجازت سے بہت سے لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے ۔

وَصلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

سورۃ المطففین

یہ سورۃ پاک مکی ہے اس کی چھبیس آیات ہیں اور ایک رکوع ہے بعض مفسرین نے اسے مدنی بھی کہا ہے اس سورۂ پاک میں اسلام کے بنیادی عقائد کا ذکر کیا گیا ہے ، قیامت کے حالات کا ذکر ہے کم تولنے کی مذمت فرمائی گئی ہے کہ اس کمی میں دوسرے کا حق مارا جاتا ہے ، کفار و مشرکین کے بارہ میں بتایا گیا ہے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے نیکوں کا ٹھکانا جنت ہے اس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ کفار مومنین کو دیکھ کر مذاق کرتے تھے قیامت کے دن جب ایماندار کفار کو دوزخ میں دیکھیں گے تو ہنسیں گے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ ہی کے نام سے شروع جو نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى
النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ
وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝٣ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ
اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝٥ يَّوْمَ
يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ كَلَّآ اِنَّ
كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝٧ وَمَآ اَدْرٰىكَ
مَا سِجِّيْنٌ ۝٨ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ
الدِّيْنِ ۝١١

صدق اللہ العظیم

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے شدید عذاب ہے (۱)وہ لوگ جب دوسروں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں (۲)اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں(۳)کیا انہیں یہ گمان ہیں کہ انہیں مرنے کے بعد اُٹھایا جائے گا(۴)بہت بڑے دن میں(۵)جب سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے(۶)بے شک کفار کا صحیفہ اعمال سجین میں ہے(۷)اور آپ !کیا جانیں کہ سجین والا صحیفہ کیا ہے(۸)وہ مہر لگایا ہوا صحیفہ ہے(۹)اس دن تکذیب کرنے والوں کیلئے سخت عذاب ہے(۱۰)جو روز جزا کی تکذیب کرتے ہیں(۱۱)

تول میں کمی کا گناہ

لین دین کے موقع ناپ تول میں کمی کرنے سے حقوق العباد شدید متاثر ہوتے ہیں ، اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے اس آیہ مبارکہ میں کمی کرنے والوں کیلئے شدید عذاب کا ذکر فرمایا ہے ۔

اس آیہ کریمہ کے اُترنے کا سبب یہ بنا جب حضور ﷺ مدینہ منورہ آئے تو اہل مدینہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے تو یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی اگر کوئی شخص ناپ تول میں کمی کرنے والے کو ملازم رکھے تو اُس کے اس جرم کا گنا ملازم رکھنے والے پر ہو گا ۔[1]

اس عنوان پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اس طرح ملتی ہے ، حضور ﷺ نے فرمایا جس قوم میں بے حیائی ہو جائے اُس پر طاعون پھیل جاتا ہے ، جو قوم ناپ تول میں کمی کرے اس پر قحط آجاتا ہے ، جو لوگ زکوۃ نہ دیں وہ بارش سے محروم ہو جاتے ہیں جو لوگ خدا اور رسول سے کیئے گئے عہد توڑتے ہین ان پر اُن کا دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے ۔[2]

ناپ تول میں کمی کرنے والوں پر تعجب کا اظہار فرمایا گیا کہ انہیں ناپ تول میں کمی کرنے کے جرم کی سزا کا پتہ نہیں ، انہیں یہ معلوم نہیں کہ انہیں مرنے کے بعد اُٹھایا جائے گا اور جرم کے متعلق سوال کیا جائے گا ایسے لوگوں کو قیامت کے بڑے دن سے ڈرایا گیا ہے ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے" ویل للمطففین "کی تفسیر میں فرمایا اس دن ایک شخص اپنے پسینہ میں آدھے کانوں تک ڈوب جائے گا ۔[3]

آیہ پاک میں فرمایا گیا کفار کا نامہ اعمال سجین میں ہے وہ سجین کیا ہے ، مہر لگایا ہو اصحیفہ ہے جس میں جہنم کا ایک کھلا ہوا کنواں ہے ۔ سجین کے معنی دائمی قید کے بھی ہیں ، حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے سجین ایک خاص مقام کا نام ہے ، کفار و مشرکین کی ارواح کا یہی مقام ہے ۔

---

1 ابن ماجہ محمد بن یزید (المتوفی273ھ)، سنن ابن ماجہ ، باب العقوبات الرقم4019 ص2/ 1332

2 البخاری، الجامع الصحیح ، باب یوم یقوم الناس الرقم 4938ص6/ 167

3 مقاتل بن سلیمان (المتوفی150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان ، ص4/ 622

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی بیان کر دہ ایک حدیث شریف سے اس مقام کا پتہ چلتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا سجین ساتویں زمین کے نیچے ہے اور علیین ساتویں آسمان میں ہے ۔ مہر لگائے ہوئے ہیں یعنی اس کے نامہ عمل میں اب نہ کمی ہو سکتی ہے نہ اضافہ ۔ فرمایا گیا روز جزا کو جھٹلانے والوں کیلئے سخت عذاب ہے ۔

وَصلَّی اللہُ تَعالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿١٢﴾ اِذَا
تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ
﴿١٣﴾ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ﴿١٤﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ
لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ
يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٧﴾ كَلَّآ
اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿١٨﴾ وَمَآ
اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿١٩﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿٢٠﴾
يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢١﴾

صدق اللہ العظیم

اوراس دن تکذیب صرف سرکش گنہگار کرتا ہے(۱۲)جب اس پر ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کے قصے ہیں(۱۳)ہر گز نہیں! بلکہ ان کے بُرے کاموں نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے(۱۴)بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہوں گے(۱۵) پھر بے شک وہ ضرور دوزخ میں پہنچیں گے(۱۶) پھر اُن سے کہا جائے گا یہ ہے وہ عذاب جس کی تم تکذیب کرتے تھے(۱۷)بیشک نیک لوگوں کا صحیفہ اعمال ضرور علیین میں ہے(۱۸)اور تجھے کیا پتہ کہ علیین کیا ہے(۱۹)وہ مہر لگایا ہوا صحیفہ ہے(۲۰)جس پر اللہ کے مقرب بندے گواہ ہیں(۲۱)

قیامت کا انکار

پچھلی آیہ مبارکہ میں فرمایا قیامت کا دن جھٹلانے والوں کیلئے سخت عذاب ہے ، اس آیہ پاک میں فرمایا کہ قیامت کا انکار تو سرکش مجرم گنہگار ہی کرتا ہے یہ آیہ پاک ابوجہل اور اس کے ایسے سرکش ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن تو پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں) معاذ اللہ (ان کی یہ بات قطعی غلط ہے ، قرآن پہلوں کے قصے نہیں ، ایسی باتیں کرنے والے وہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر زنگ چڑھادیا ہے ۔

گناہ کرنے پر دل پر سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر کوئی توبہ استغفار کرے تو وہ نقطہ دھل جاتا ہے اگر وہی گناہ دوبارہ کرے تو یہ سیاہ نقطہ زیادہ ہو جاتا ہے ، حتی کہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے یہ" ران "ہے ایسے لوگ قیامت کے دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہوں گے ۔
اس آیہ مبارکہ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہر انسان اپنے اپنے خیال کے مطابق حق کا متلاشی ہے مگر جو لوگ اپنی صواب دید پر عبادات کرتے ہیں وہ غلط راستہ پر چل جاتے ہیں اور حق کو نہیں پا سکے ، اس آیہ میں فرمایا گیا کفار اللہ کی زیارت سے محروم رہیں گے اگر انہیں زیارت کا شوق نہ ہوتا تو ان کی سزا میں یہ نہ کہا جاتا کہ وہ زیارت سے محروم رہیں گے ۔

فرمایا گیا ایمانداروں کے چہرے تروتازہ ہوں گے وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے مجرم لوگ دوزخ میں پہنچیں گے اور اس سے باہر نہیں آسکیں گے پھر انہیں یہ بات کہی جائے گی یہ ہے وہ عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے نیک لوگوں کا صحیفہ اعمال علیین میں ہے یہ ایک بلند مقام ہے ۔

ابن عباس فرماتے ہیں وہ صحیفہ اعمال جنت میں ہے ۔[1]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایمانداروں کی روحیں ساتویں آسمان میں ہیں بعض نے کہا علیین سدرۃ المنتہیٰ کا ہی نام ہے ایمانداروں کی روحیں وہاں ہو گی ۔[2]

یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ علیین فرشتوں کی صفت ہے اس سے مراد ملائکہ مقربین ہیں ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 محمد بن احمد (المتوفی 671ھ)، تفسیر قرطبی، ص19/ 259
2 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص24/ 209

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾

صدق اللہ العظیم

بے شک نیک لوگ آرام میں ہوں گے(۲۲)عزت والی مسندوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہیں(۲۳)آپ اُن کے چہروں میں نعمت کی تازگی پہچان لیں گے(۲۴)اُن کو مہر لگی صاف ستھری شراب پلائی جائے گی(۲۵)اس کی مہر مشک ہے او راسی میں رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہیے(۲۶)اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہے(۲۷)اس چشمہ سے مقربین پیتے ہیں(۲۸)بے شک مجرمین مومنوں پر ہنستے تھے(۲۹)اور جب ان کے قریب سے گزرتے تو آنکھوں سے اشارے کرتے تھے(۳۰)

جنتی جاذب نظر

اس آیہ مبارکہ میں جنت میں ابرار کیلئے نعمتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ ابرار وہاں پر نعمتوں سے نوازے جائیں گے اور اپنی مسندوں پر بیٹھے انعامات الٰہیہ کو دیکھتے ہوں گے یا اللہ کے جلال ذات کی طرف دیکھتے ہوں گے یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اپنے مسندوں پر بیٹھے ہوئے دوزخ کی طرف دیکھیں گے ۔ ان کے چہروں کی تازگی سے آپ انہیں پہچان لیں گے انہیں شراب طہور پلائی جائے گی یہ عنوان ایک حدیث شریف سے بھی ملتا ہے ، حضور ﷺ نے فرمایا جس مسلمان نے کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ اس کو رحیق مختوم سے پلائے گا ۔[1]

1 عبدالرحمن بن محمد (المتوفی 327ھ)، تفسیر ابن ابی حاتم، ص10/3410

اس حدیث پاک کو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا تسنیم جنت میں ایک چشمہ ہے جس سے صرف مقربین کو پلایا جائے گا۔[1]

پہلی آیات مبارکہ میں تھا کہ آخرت میں نیکوں کو کیا کیا نعمتیں ملیں گی ان آیات میں فرمایا گیا دنیا میں کفار ایمانداروں کا مذاق اڑاتے تھے ، رُسوا کرتے تھے ، آخرت میں معاملہ اُلٹ ہو جائے گا ، اب مومنین کفار کو عذاب میں مبتلا دیکھ کر ان پر ہنسیں گے ۔ ابوجہل ، ولید بن مغیرہ ، عاص بن وائل وغیرہ کفار مکہ فقیر مسلمانوں کا مذاق اُڑاتے تھے تو یہ آیہ پاک نازل ہوئی۔

اس آیہ کریمہ کے شانِ نزول میں ایک روایت یہ بھی بیان کی گئی ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ساتھ جا رہے تھے تو منافقین نے دیکھ کر مذاق کیا اور کہا ہم نے آج ایک گنجے کو دیکھا ہے تب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی ، ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارہ کر کے کہتے تھے دیکھو یہ لوگ جو دنیا میں پریشان ہیں ، کہتے ہیں قیامت کو اُنہیں عزت ملے گی ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿٣٢﴾ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾	اور جب اپنے گھروں کو جاتے تو ہنسی خوشی لوٹتے(۳۱)اور جب وہ(کفار) مومنین کو دیکھتے تو کہتے یہ لوگ گمراہ ہین(۳۲)حالانکہ یہ(کفار) مومنین پر نگہبان نہیں بنائے گئے(۳۳)پس آج مومنین کفار پر ہنس رہے ہیں(۳۴)مسندوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہیں(۳۵)کفار کو اپنے کردار کا کیا بدلہ ملا(۳۶)

صدق اللہ العظیم

1 احمد بن محمد (المتوفی 427ھ)، تفسیر ثعلبی، ص10/157

کفار مؤمنوں کو گمراہ خیال کرتے ہیں

کفار جب اپنے گھروں کو لوٹتے تو مسلمانوں کو دیکھ کر کہتے یہ وہ لوگ ہیں جو سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑ چکے ہیں ، اپنے خاندانی معبودوں سے اپنے تعلقات توڑ بیٹھے ہیں ۔ رب قدوس جل مجدہٗ فرماتا ہے کہ تمہیں ان لوگوں کی کیا فکر ہے ، تم ان کے بارہ میں کیوں پریشان رہتے ہو؟ کیا تم ان کے نگران ہو؟ کیا تم پر اُن کو سیدھی راہ پر چلانے کی ذمہ داری عائد کی ہے؟ تم اپنا خیال کرو اپنا انجام سوچو ، ان فقراء کو تنگ کرنے سے تمہیں کیا فائدہ ، جب قیامت کا دن ہو گا اس دن کفار پریشان ہوں گے اپنی بربادیوں پر روئیں گے اور ایماندار اپنی عزت کے مسندوں پر بیٹھے کفار کی بربادیوں کو دیکھ رہے ہوں گے ، اس وقت انہیں پتہ چل جائے گا کہ انہوں نے جو بدکرداریاں کی تھیں ان کا پورا پورا بدلہ مل رہا ہے دنیا میں کفار مسلمانوں کی تنگ دستی کو دیکھ کر ہنستے تھے آخرت میں ایماندار اُن پر ہنسیں گے ، ایمانداروں کے ہنسنے کا ایک معنیٰ یہ بھی کیا گیا ہے کفار دوزخ سے باہر نکلنے کیلئے کوشش کریں گے جب دروازہ کے قریب آئیں گے تو دروازہ پھر بند ہو جائے گا ایماندار اس منظر کو دیکھ کر ہنسیں گے کفار کو ان کے کئے کا کیسا بدلہ ملا ہے ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سورۃ الانشقاق

یہ سورۃ پاک مکی ہے ، اس کی پچیس آیات ہیں اور ایک رکوع ہے اس سورۃ پاک میں ضروری عقائد کا ذکر ہے قیامت کے ہولناک منظر کا ذکر ہے اس میں بتایا گیا ہے قیامت کے دن جب حساب کتاب لیا جائے گا تو کیا حال ہو گا اس میں بتایا گیا ہے ایمانداروں کے اعمال نامے اُن کے دائیں ہاتھوں میں ہوں گے اور کفار کے بائیں ہاتھوں میں ۔ اس میں قسم اُٹھا کر فرمایا گیا ہے مشرکین قیامت کے ہولناک منظر کا سامنا کریں گے ۔ اس سورۃ میں آخرت کے دو ٹھکانوں جنت اور دوزخ کا ذکر ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ ہی کے نام سے شروع جو نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان ہے ۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۙ﴿۱﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا
وَحُقَّتْ ۙ﴿۲﴾ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ﴿۳﴾ وَاَلْقَتْ
مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۙ﴿۴﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ
ؕ﴿۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ
كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۚ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ
بِيَمِيْنِهٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿۸﴾
ۙ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۹﴾ وَاَمَّا مَنْ
اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا
ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ﴿۱۲﴾

صدق اللہ العظیم

جب آسمان پھٹ جائے گا(۱)اوراپنے رب کا حکم سن کر اطاعت کرے گا اور یہی اس پر حق ہے(۲)اور جب زمین پھیلا دی جائے گی(۳)اور باہر پھینک دے گی جو کچھ اس کے اندر ہے،اور فارغ ہو جائے گی(۴)اور اپنے رب کا حکم سن کر اطاعت کرے گی اور یہی اس پر حق ہے(۵)اے انسان ! تو نے رب تک پہنچنے کیلئے بہت مشقت کر رہا ہے سو تو اس کے ملنے والا ہے(۶)اور جس شخص کو اس کے اعمال کا صحیفہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا(۷)تو اس سے بہت آسان حساب لیا جائے

گا(۸)اور وہ اپنے اہل کی طرف خوشی خوشی
لوٹے گا(۹)اور جس کو نامہ اعمال اس کی
پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا(۱۰)وہ اپنی
موت کو طلب کرے گا(۱۱)اور بھڑکتی آگ
میں پہنچے گا(۱۲)

اعمال دائیں ہاتھ میں

ان آیات کریمہ میں قیامت واقع ہونے کے نشانات کا ذکر فرمایا گیا کہ جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کی اطاعت کرے گا قیامت کی علامات سے ایک ہے زمین کا پھیلایا جانا بھی علامات قیامت سے ہے ، زمین پھیلانے کے متعلق متعدد اراشادت ملتے ہیں ۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ زمین کو پھیلا دے گا ۔[1]

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ اس کا معنی فرماتے ہیں زمین اپنے مردوں کو باہر نکال دے گی ۔[2]

ایک اور بھی حدیث شریف سے یہ عنوان اس طرح ملتا ہے حضور ﷺ نے زمین کو چمڑے کی طرح کھینچ کر پھیلا دیا جائے گا اور اس وقت قیامت اس طرح اچانک آ جائے گی جس طرح گھر والوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ حاملہ عورت کے کب بچہ ہو جاتا ہے ۔[3]

اس حدیث شریف کو ابن ماجہ نے نقل کیا ہے ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن زمین کی وسعت میں اضافہ کیا جائے گا زمین اپنے اندر کا سب کچھ نکال دے گی اور اپنے رب کی اطاعت کرے گی ۔ انسان سے فرمایا گیا تو اپنے رب تک پہنچنے کیلئے مشقت کر رہا ہے تو اس سے ملنے والا ہے جب تو حساب کیلئے پیش ہو گا ، دائیں ہاتھ میں نامہ عمل دئے گئے تو حساب آسان ہو گا نہ اس پر کسی قسم کی سختی ہو گی نہ ہی اس سے کوئی مناقشہ ہو گا نہ

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص 24/ 232
2 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص 24/ 232
3 ابن ماجہ محمد بن یزید (المتوفی 273ھ)، سنن ابن ماجہ، باب فتنۃ الدجال الرقم 4081 ص 2/ 1365

ہی اس سے یہ کہا جائے گا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا ہے نہ ہی یہ کہا جائے گا تو نے فلاں کام کیوں نہیں کیا اس آسان حساب کے بعد وہ خوش خوش اپنے اہل کی طرف لوٹے گا ، عظیم اجر پائے گا جس شخص کو نامہ عمل بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ بھڑکتی آگ میں ڈال دیا جائے گا اس حالت کو دیکھ کر وہ بندہ اپنی موت کو طلب کرے گا اور کہے گا ہائے میرا عذاب اور ہائے میری موت ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیہ کریمہ اسود بن عبدالاسد کے حق میں نازل ہوئی وہ اپنا دایاں ہاتھ کتاب لینے کیلئے بڑھائے گا فرشتہ اس کے بائیں ہاتھ میں کتاب پکڑا دے گا ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ
لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿۱۵﴾
فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ
﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا
عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا
قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلِ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾ اِلَّا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ
غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾

صدق اللہ العظیم

بے شک! وہ دنیا میں اپنے گھر والوں میں خوش تھا(۱۳)اس کا گمان تھا کہ وہ اللہ کی طرف نہیں لوٹے گا(۱۴)کیوں نہیں اس کا رب اس کو اچھی طرح دیکھنے والا تھا(۱۵)پس میں شفق کی قسم کھاتا ہوں(۱۶)اور رات کی اور جن چیزوں کو وہ سمیٹ لے(۱۷)اور چاند کی جب وہ پورا ہو جائے(۱۸)تم ضرور درجہ بدرجہ چڑھو گے(۱۹)انہیں کیا ہوا وہ ایمان نہیں لائے(۲۰)اور جب اُن کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے(۲۱)بلکہ کفار جھٹلا رہے ہیں(۲۲)اور اللہ خوب جاننے والا ہے جس کو یہ اپنے دلوں میں رکھے ہوتے ہیں(۲۳)سو آپ ان کو درد ناک عذاب کی

خوشخبری سنا دیں(۲۴)سوا ان لوگوں کے جو
ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان
کیلئے ختم نہ ہونے والا اجر ہے(۲۵)

چاند کا بڑھنا گھٹنا

ان آیات مبارکہ میں کافر کے بارہ میں فرمایا گیا کہ وہ دنیا میں بہت خوش و خرم تھا اس کا گمان تھا کہ وہ اللہ کے حضور نہیں لوٹایا جائے گا ۔اس کے بعد فرمایا گیا بے شک رب اس کو دیکھنے والا تھا جس طرح اس کا گمان تھا کہ وہ رب کی طرف نہیں لوٹ کر آئے گا ، واقع میں اس طرح نہیں ہے ، شفق کی قسم کھائی گئی شفق کے بارہ میں مختلف آراء ہیں ۔

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں شفق آسمان کے کناروں میں وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد ظاہر ہوتی ہے ۔[1]

رات کی قسم کھاتا ہوں اور جن کو وہ سمیٹے ہوئے ہے اور چاند کی جب وہ ماہ کامل بن جائے ۔ آیہ مبارکہ میں تین چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے ، وسق کی قسم ، رات کی قسم ، چاند کی قسم ان تین قسموں کے بعدفرمایا گیا تم منزل بہ منزل چڑھتے جاؤ گے ماں کے پیٹ سے دنیا میں آئے ، بچپن سے جوانی میں گئے ، جوانی سے بڑھاپے میں گئے یا صحت سے بیماری میں ، قوت سے کمزوری میں ، خوشحالی سے بدحالی میں بالآخر قبر میں آ گئے ۔ اب اُنہیں توجہ دلائی گئی کہ تم کائنات کا مشاہدہ کر رہے ہو اپنی حات کے مختلف حالات تمہارے سامنے ہیں تم اچھی طرح جائزہ لے رہے ہو ، حیرت ہے پھر بھی قیامت پر ایمان نہیں لاتے پھر تمہاری حیران کن حالت یہ ہے کہ قرآن مقدس کی آیات تم پر تلاوت کی جاتی ہیں مگر تم ایسے سخت ہٹ ھرم ہو کہ تم پر ان آیات الٰہیہ کا کوئی اثر نہیں حالانکہ قرآن مقدس وہ کتاب ہے جس کی تاثیر سے پتھر بھی پگھل جاتے ہیں تم دو آیات سن کر بھی اللہ کے حضور سجدہ ریز نہیں ہوئے ، سجدہ

1 قاضی محمد ثناء اللہ المتوفی 1225ھ، تفسیر مظہری، ص 10/ 232

ریز ہونا تو بڑی بات ہے یہ ظالم تو الٹا جھٹلاتے ہیں کبھی کہتے ہیں یہ جادو ہے کبھی کہتے ہیں یہ پرانے قصے ہیں ، محبوب انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنائیں اللہ ان کے دلوں کے معاملات کو جانتا ہے کفار کا تو حشر رسوا کن ہو گا ہاں ایماندار لوگ اچھے کام کرنے والے انسانوں کیلئے ایسا اجر ہے جو ختم نہیں ہو گا ۔ آیہ مبارکہ میں طبقاً عن طبق کی تفسیر میں ابن کثیر نے نقل کیا ہے کہ ان آیات میں غافل انسان کو توجہ دلائی گئی ہے کہ اب بھی وقت ہے کہ اپنے انجام پر غور کر اور آخرت کی فکر کر ۔[1]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

1 قاضی محمد ثناء اللہ المتوفی 1225ھ، تفسیر مظہری، ص 10/ 232

سورۃ البروج

اس سورۃ پاک کی ۲۲ آیات ہیں اور ایک رکوع ، یہ سورۂ پاک مکی ہے اس میں کفار و مشرکین کیلئے دوزخ کے عذاب کی وعید ہے اور ایمانداروں کیلئے جنت کی خوشخبری ہے ۔ رب العزۃ جل مجدہٗ کی ذات و صفات کی عظمت کا ذکر ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں سے انتقام لینے پر قدرت رکھتا ہے۔

اس سورۃ پاک کے بارہ میں حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ عشاء کی نماز میں ''والسماء ذات البروج ''اور'' والسماء والطارق '' کی تلاوت فرماتے تھے۔[1]

اس سورۃ پاک کے نازل کرنے سے مقصد یہ ہے کہ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کو تسلی دی جائے کہ کفار و مشرکین کی سازشوں سے پریشان نہ ہوں پہلے انبیاء علیہم السلام کی اُمتو ں کے کفار کا بھی یہی طریقہ تھا ان کے مظالم میں انبیاء علیہم السلام نے ان کی طرف سے مشکلات و مصائب کو برداشت کیا ۔

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدِدِ خَلْقِہٖ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان ہے

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝١ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝٢ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝٣ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝٤ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝٥ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝٦ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝٧ وَمَا نَقَمُوْا

برجوں والے آسمان کی قسم (۱)اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا ہوا ہے(۲)اور حاضر کی قسم اور جس کو حاضر کیا جائے گا(۳)خندقوں والے ہلاک کئے جائیں(۴) بھڑکتی ہوئی آگ والے(۵)جب وہ ان کے کفار سے بیٹھے تھے (۶)اور جو کچھ وہ اہل ایمان کے ساتھ کررہے تھے

1 احمد بن حنبل (المتوفی 241ھ)، مسند احمد، ص 2/ 327

مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ۙ﴿۸﴾ الَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ؕ﴿۹﴾

صدق اللہ العظیم

اسے دیکھ رہے تھے(۷)او ان کو مومنوں کی صرف یہ بات ناگوار گزری کہ وہ اللہ پر ایمان لائے جو غالب حمد کیا ہوا ہے(۸)جس کی آسمانوں اور زمینوں میں حکومت ہے اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے(۹)

آسمانی برج

آیہ مبارکہ میں برجوں والے آسمان کی قسم کھائی گئی ہے کہ ان برجوں میں سورج حرکت کرتا ہے اور سورج سے نظام دنیا وابستہ ہے ، بعض نے کہا" بروج "سے مراد ستارے ہیں وعدہ کئے ہوئے دن کی قسم ہے ۔[1]

"شاھد ""کی قسم اور" مشھود "کی قسم ہے یہ قسمیں کھا کر کہا گھاٹی والے لوگ جنہوں نے اہل حق کو پکڑ کر دہکتے کوئلوں پر ڈالا ان کا خیال تھا کہ اہل حق کا نام و نشان مٹ جائے ، ایسا کرنے والے بالآخر فوری برباد ہو گئے مگر حق و صداقت کا چرچا اب بھی ہے ۔ آگ میں ڈالے گئے لوگ حق و صداقت کے پرچم کو اونچا کر گئے اور اپنی قربانیوں سے اپنے پیچھے ایک ایسی جاں نثار فوج چھوڑ گئے جن کے اعلان حق سے آج بھی باطل تھرا رہا ہے ۔

"یوم موعود ""سے مراد قیامت کا دن ہے ۔[2] شاھد ""سے مراد حضور ﷺ کی ذات گرامی اور""مشھود "سے مراد قیامت کا دن ۔[3] یہ معنی بھی کیا گیا ہے" شاھد "سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے کراما کاتبین اور مشہود سے مراد اسلام کی صداقتیں اور حقائق ہیں

اصحاب اخدود جن کی بربادی کیلئے قسمیں کھائیں گئی ہیں یہ کون لوگ تھے ؟ یہ سنگ دل ظالموں کی طرف اشارہ ہے جو حق و صداقت کے قائل لوگوں کو تنگ کرنا قتل کرنا اپنا

---

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص 24/ 261
2 مقاتل بن سلیمان (المتوفی 150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان، ص 4/ 647
3 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص 24/ 266

ایک اہم کام سمجھتے تھے دشمنان اسلام سبھی اس میں شامل ہیں مفسرین نے ایک ظالم بادشاہ کا واقعہ بھی پیش کیا ہے جس کے جادوگر نے اُسے کہا: بادشاہ !میں بوڑھا ہو رہا ہوں کسی نوجوان کو خاص کر جو مجھ سے جادو سیکھ لے ،اس نے ایک نوجوان کو منتخب کر دیا ، یہ نوجوان جادو سیکھنے آتا جاتا اس کے راستہ میں ایک راہب رہتا تھا اس کی باتیں اس نوجوان کو اچھی لگیں یہ اس کافرمانبردار ہو گیا اور یہ نوجوان لوگوں میں مقبول ہو گیا کہ اس کی دعا قبول ہوتی ہے ۔

کئی بیماروں کو شفا ملی ، اس نوجوان نے عمل کے کئی لوگ خدا پر ایمان لے آئے ، بادشاہ کو پتہ چلا تو اس نے یہ نوجوان لڑکا بلوایا ، اُسے شدید سزائیں دیں ہلاک کرنے کی تدبیریں کیں مگر نوجوان محفوظ رہا ۔ دریا میں ڈالنے کی کوشش کی اللہ نے پھر بھی اُسے بچایا ، خندق کھدوائی اس میں آگ جلائی اور کہا جو دین سے نہ پھرے اسے اس میں ڈالا جائے ۔ اخدور کا ذکر کیا گیا جس میں ایندھن ڈالا گیا ، ظالمانہ منظر کی ہیبت کا ذکر فرمایا گیا ، سنگدلی کا یہ عالم تھا لوگوں کو آگ میں ڈالا جا رہا اور یہ لوگ بیٹھے دیکھ رہے تھے لوگوں سے یہ ظالمانہ رویہ تھا کیوں ؟ ان کا جرم کیا تھا جس کی سزا دی جارہی تھی ؟ فرمایا گیا ان نیک لوگوں کا اس کے سوا کوئی جرم نہ تھا کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے تھے ، بتوں سے متنفر تھے ۔ اللہ وحدہٗ لا شریک کے ساتھ ہی کسی کو شریک نہ ٹھہراتے تھے ، زمینوں آسمانوں میں اسی کی حکمرانی مانتے تھے ، ان مظلومین کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے ۔[1]

وَصلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ ذٰلِكَ

بے شک جن لوگوں نے ایماندار مردوں ایماندار عورتوں کو تنگ کیا پھر تو یہ بھی نہ کی تو ان کیلئے جہنم کا عذاب ہےاور ان کیلئے جلائے جانے کی سزا ہے(۱۰)جو لوگ ایمان لے آئے اور

1 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب قصة اصحاب الاخدود والرقم 3005ص 4/ 2299

الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ﴿١١﴾ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿١٢﴾ اِنَّهٗ
هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿١٤﴾ ذُو
الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿١٥﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٦﴾ هَلْ اَتٰىكَ
حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿١٩﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ
﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾

صدق اللہ العظیم

اچھے کام کئے ان کیلئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور یہ بڑی کامیابی ہے(۱۱)بے شک آپ کے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے(۱۲)بے شک وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا(۱۳)وہی بہت بخشنے والا ہے بہت دوست رکھنے والا ہے(۱۴)عظمت والے عرش کا مالک ہے(۱۵)جو کچھ چاہتا کرتا ہے(۱۶)کیا آپ کے پاس لشکروں کی خبر پہنچی(۱۷)(یعنی)فرعون و ثمود کے لشکروں کی(۱۸)بلکہ یہ کفار جھٹلانے میں مصروف ہیں(۱۹)اور اللہ انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے(۲۰)بلکہ قرآن بہت عظمت والا ہے(۲۱)لوح محفوظ میں(مکتوب) ہے(۲۲)

توبہ کرنا کیسا؟

پہلی آیات مبارکہ میں اصحاب اخرود کے ظلم و بربریت کا ذکر تھا اس میں ایسے بدکردار لوگ جو ایماندار مردوں عورتوں کو تنگ کرتے ہیں اور پھر اپنے ظلم و ستم اور کئی دہشت گردی کے گناہوں سے توبہ بھی نہیں کرتے انہیں تنبیہ کی جا رہی ہے کہ وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ انہیں ان کے کئے کا بدلہ نہیں دیا جائے گا انہیں معلوم کر لینا چاہئے کہ وہ جہنم کے جلانے والے عذاب میں مبتلا ہوں گے ۔ اصحاب اخدود نے بھی ایمانداروں کو جلانے کا عذاب دیا تھا انہیں بھی اسی کی پاداش میں اُسی جیسا جلانے والا عذاب ہی دیا جائے گا اور پھر یہ بھی جان لیں جہنم کی آگ اُن کی آگ سے کہیں زیادہ سخت ہو گی اور انہیں جہنم کی سزا ہو گی اور اچھے اعمال

کرنے والوں کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور یہ بڑی کامیابی ہے ان بدکار لوگوں کو فور پکڑا نہیں جا رہا تو یہ نہ سمجھ لیں کہ انہیں اس بدعملی کی سزا ملے گی ہی نہیں ایسی بات ہر گز نہیں وہ سزا پائیں گے ۔ محبوب انہیں بتا دیجئے تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے وہ مہربان ہے بخشنے والا ہے مہلت دیتا ہے کہ توبہ کر لیں معافی مانگ لیں ۔ اُن کا یہ خیال کہ موت کے بعد پھر جی اُٹھنا نہیں ، مرنے کے بعد حیات نہیں ۔ لیکن جو پہلی مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ بھی قادر ہے وہ عرش کا مالک ہے ، تمام بڑائیاں تمام عظمتیں اسی کے ساتھ ہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔ محبوب انہیں بتا دیجئے کہ سرکش متکبر صرف یہی لوگ ہیں ان سے پہلے بھی فرعون ثمود کے لشکر گزر چکے ہیں جب ان کی سرکشی بڑھ گئی کہ بے گناہوں کو قتل کرنا معمولی کام سمجھتے ، قتل و غارت کو اپنا شیوہ بنا لیں تو وہ برباد کر دیئے گئے اُن قوموں کا یہ نظریہ تھا کہ اُنہیں لوٹایا نہیں جا سکتا ، ان کی گرفت کرنے والا کوئی نہیں مگر جب وقت آ گیا تو آناً فاناً برباد کر دئے گئے اور وہ لوگ طاقت قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھے جو نہ رہے انہیں چاہئے سب حقائق سامنے رکھیں اور اپنی اصلاح کریں ۔ قرآن مجید کے ارشادات کو سامنے رکھیں یہ مقدس کتاب لوح میں محفوظ ہے ، اس کتاب کو کسی قسم کی بیرونی دخل اندازی کا خطرہ نہیں ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سورۃ الطارق

یہ سورۃ پاک مکہ میں نازل ہوئی ، اس میں سترہ آیات ہیں اور ایک رکوع ، اس سورت میں قیامت قائم ہونے کے دلائل ہیں ۔ منکرین قیامت کو بتا دیا گیا ہے کہ قیامت کا انکار کرنے سے پہلے اپنی پیدائش پر نظر کرو کہ اس نے تمہیں پانی کے ایک قطرے سے پیدا کیا ، کئی مراحل سے گزرا جو ذات ایک قطرہ سے حسین شکل پیدا کر سکتی ہے وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے ۔ منکرین کو تنبیہ کی گئی ہے اگر تم سیدھی راہ پر نہیں چلو گے تو تمہیں کوئی اللہ کے قہر و غضب سے نہیں بچا سکے گا ، اس چند روزہ زندگی پر مغرور نہ ہو جاؤ آخرت کو یاد کرو۔ اس سورت پاک میں قسم کھا کر فرمایا گیا ہے کہ ہر نفس پر فرشتے نگہبان ہیں ، قسم کھا کر فرمایا گیا کہ قرآن اللہ کی سچی کتاب ہے اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی ہے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ
۝٢ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝٣ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا
حَافِظٌ ۝٤ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝٥ خُلِقَ
مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝٦ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ
وَالتَّرَآئِبِ ۝٧ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝٨ يَوْمَ
تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝٩ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ
۝١٠ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝١١ وَالْاَرْضِ ذَاتِ

آسمان کی قسم اور رات کو طلوع ہونے والے (ستارے) کی " ۱"اور آپ کیا سمجھے رات کو طلوع ہونے والا کیا ہے"۲ (وہ روشن ستارہ ہے"۳ "بے شک ہر نفس کے اوپر ایک محافظ ہے"۴ "سو انسان کو غور کرنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے"۵ "وہ اُچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا(٦)جو پیٹھ اور سینوں کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا

الصَّدۡعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ﴿۱۳﴾ وَّ مَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ
﴿۱۴﴾ اِنَّهُمۡ یَكِیۡدُوۡنَ كَیۡدًا ﴿۱۵﴾ وَّ اَكِیۡدُ كَیۡدًا ﴿۱۶﴾
فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِیۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَیۡدًا ﴿۱۷﴾

ہے(۷) بے شک اللہ اس کو لوٹانے پر قادر ہے(۸) جس دن سینہ کی چھپی باتیں ظاہر کر دی جائیں گی(۹) اس وقت اس کی کوئی طاقت ہو گی اور نہ کوئی مددگار(۱۰) بارش والے آسمان کی قسم(۱۱) اور پھٹنے والی زمین کی قسم(۱۲) بے شک یہ قرآن(حق اور باطل میں) فیصلہ کرنے والا کلام ہے(۱۳) اور مذاق نہیں(۱۴) بے شک کفار سازش کر رہے ہیں(۱۵) اور میں اپنی خفیہ تدبیر کر رہا ہوں(۱۶) آپ کافروں کو چھوڑ دیں اور ان کو تھوڑی مہلت دیں(۱۷)



مذاق کی کیفیت

قرآن مقدس میں چاند ، سورج اور ستاروں کا ذکر بتاتا ہے انعامات الٰہیہ میں سے بندوں پر یہ انعامات کافی اہم دکھائی دیتے ہیں ۔ سورج کا طلاع وغروب ہونا ، چاند کی روشنی ، ستاروں کی چمک دمک سے انسانی زندگی کے بے شمار مفادات ہیں یہ انعامات زندگی کا حسن ہیں ۔ ''نجم ثاقب'' یہ وہ ستارہ ے جس سے خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں ہدایت حاصل کی جاتی ہے ۔ بعض نے کہا اس تارہ سے مراد زحل ہے بعض نے کہا ثریا ہے ۔ ہر جان پر ایک محافظ ہے وہ اللہ ہے جو کائنات کا رب ہے زمین وآسمان چاند تارے ساری کائنات اسی کے قبضہ قدرت میں ہے ، ہر شے کی تربیت فرماتا ہے اس کی حفاظت کا انتظام کرتا ہے ، ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے اس سے مراد وہ فرشتہ ہے جو نامہ اعمال لکھتا ہے ۔

جیسے حدیث شریف سے یہ عنوان ملتا ہے ، حضور ﷺ نے فرمایا نیک کاموں کے لکھنے والا مرد کی دائیں جانب اور برے کاموں کے لکھنے والا مرد کی بائیں جانب ہوتا ہے ۔ اور نیک

کاموں کے لکھنے والے برے کاموں کو لکھنے والے پر امین ہوتا ہے ۔ فرشتے کس شے کی حفاظت کرتے ہیں ۔[1]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عمل ، رزق اور مدت حیات کی حفاظت کرتے ہیں صرف دو حالتوں میں الگ رہتے ہیں قضاء حاجت کے وقت اور جماع کے وقت ۔[2]

یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ انسان کی اور آفتوں ، مصیبتوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔ کلبی کہتے ہیں وہ انسان کی قبر میں پہنچنے تک حفاظت کرتے رہتے ہیں ۔ اس صورت حال میں جب محافظ نگرانی کرتا رہتا ہے تو انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے اصل مقصد کی طرف توجہ دے ، عبادات کا خیال کرے ، توحید کا اقرار کرے ، مرنے کے بعد جی اُٹھنے اور حساب و کتاب پر ایمان لائے ۔ انسان کو اس تخلیق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ نطفہ سے پیدا ہوا ۔ نطفہ جو پیٹھ اور سینہ کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے ۔

پھر شکل و صورت اختیار کی ، کئی حالتیں بدلیں ،جو رب قدوس اتنی مختلف حالتوں کے بدلنے پر قادر ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ مرنے کے بعد زندہ کرے ۔ انسان کے اعمال قیامت کے دن اس کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور اس کے صحیفہ اعمال میں غور کیا جائے گا ، جس میں فرشتوں نے اس کے اعمال کی تفصیل لکھی ہے ۔ ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے جو افعال اللہ اور بندوں کے درمیان راز ہیں ان کو قیامت کے دن ظاہر کر دیا جائے گا ۔ اس اظہار کی وجہ سے کچھ چہرے خوش ہوں گے کچھ مرجھائے ہوئے ہوں گے ۔ اس دن نہ اس کی کوئی طاقت ہو گی نہ کوئی مددگار ہو گا ۔

اگلی آیہ مبارکہ آسمان و زمین کی قسم کھا کر جواب قسم ذکر کیا کہ قرآن حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا کلام ہے ، آسمان کو" ذات الرجع "اس لئے فرمایا گیا کہ بارش کو برسانے والا ہے کیونکہ بارش بار بار لوٹ کر آتی ہے۔کفار و مشرکین لوگوں کے دلوں میں اسلام کے خلاف

---

1 سلیمان بن احمد (المتوفی 360ھ)، المعجم الکبیر، الرقم 7971 ص 8/ 247

2 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری ، ص 24/ 292

نفرت پیدا کرتے تھے ، شکوک و شبہات ڈالتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے سارے مکر و فریب شک و شبہات کو ختم کر دیا اور نبی کریم ﷺ کی مدد فرمائی اور اسلام کو سربلند اور غالب کر دیا ۔ حضور ﷺ سے فرمایا گیاآپ کفار کو چھوڑ دیں تھوڑی سی مہلت دیں چنانچہ کفار کی سرکشی ختم ہو گئی انہیں کچھ مہلت مل گئی۔ جنگ بدر میں انہیں ان کے کبر و غرور کا جواب دے دیا گیا ۔ دشمن کو مہلت کے حکم میں حضور ﷺ کو صبر و تحمل کی تلقین ہے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سورۃ الاعلیٰ

یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ۔ اس میں ۱۹ آیات ہیں اور ایک رکوع ہے ، اس سورۃ پاک کے بارہ میں مختلف احادیث مبارکہ سے عظمت کے دلائل ملتے ہیں ۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ سورۃ الاعلیٰ سے پیار فرماتے تھے ۔[1]

ابن ماجہ روایت فرماتے ہین کہ نبی کریم ﷺ عیدین اور جمعہ کے دن یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے ۔ سورۃ الاعلیٰ اور ہل اتٰک حدیث الغاشیہ ۔[2]

متعدد روایات سے یہ مضمون ملتا ہے حضور ﷺ نماز میں سورۃ الاعلیٰ تلاوت فرماتے تھے ۔[3]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں" سورۃ الاعلیٰ "دوسری میں" قل یایہا الکافرون "اور تیسری میں" قل ھو اللہ احد "پڑھا کرتے تھے ۔[4]

اس سورۃ پاک میں بھی اپنے نفس کی اصلاح کی تلقین فرمائی گئی ہے ، کفر و شرک سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ اس سورۃ میں خوشخبری سنائی گئی ہے کہ قرآن پاک کا حفظ کرنا آسان بنا دیا ہے اس سورۂ پاک میں اللہ کے نام پاک کی تسبیح پڑھنے اور اس کی حمد کا حکم دیا گیا ہے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

1 احمد بن حنبل (المتوفی 241ھ)، مسند احمد ، الرقم 742 ص 2/ 142

2 ابن ماجہ محمد بن یزید (المتوفی 273ھ)، سنن ابن ماجہ ، باب ما جاء فی القرائۃ فی الصلوۃ الرقم 1119 ص 1/ 355

3 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب القراءۃ فی الصبح الرقم 460 ص 1/ 338

4 محمد بن عیسیٰ ترمذی (المتوفی 279ھ)، الجامع ترمذی ، باب ما یقرا فی الوتر الرقم 463 ص 2/ 326

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم فرمانے والا ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ﴿١﴾ الَّذِي خَلَقَ
فَسَوَّى ﴿٢﴾ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى ﴿٣﴾ وَالَّذِي
أَخْرَجَ الْمَرْعَى ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَى
﴿٥﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى ﴿٦﴾ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ
إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى ﴿٧﴾ وَنُيَسِّرُكَ
لِلْيُسْرَى ﴿٨﴾ فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى
﴿٩﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَخْشَى ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى
﴿١١﴾ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوتُ
فِيهَا وَلَا يَحْيَى ﴿١٣﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ
اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ
الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى ﴿١٧﴾ إِنَّ هَذَا لَفِي
الصُّحُفِ الْأُولَى ﴿١٨﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى ﴿١٩﴾

صدق اللہ العظیم

اپنے رب کے نام کی تسبیح پڑھئے جو سب سے
بلند ہے(۱)جس نے پیدا کیا پھر اس کو درست
بنایا(۲)اور جس نے (صحیح) اندازہ کیا پھر
ہدایت دی(۳)اور جس نے چراگاہ بنائی(۴)پھر (
تازہ)گھاس کو خشکی مائل سیاہ کیا(۵)ہم
عنقریب آپ کو پڑھائیں گے تو آپ بھولیں
گے نہیں(۶)مگر جو اللہ چاہے بے شک وہ ہر
ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے(۷)اور ہم آپ کیلئے
آسانی کر دیں گے(۸)آپ نصیحت کرتے رہئے
اگر نصیحت فائدہ دے(۹)نصیحت وہی شخص
قبول کرے گا جو اللہ سے ڈرتا ہے(۱۰)اور اس
نصیحت سے بڑا بدبخت دور رہے گا(۱۱)جو بڑی
آگ میں جائے گا(۱۲)پھر وہ اس میں نہ مرے
گا نہ جئے گا(۱۳)بے شک! جس نے اپنا (
باطن)صاف کر لیا وہ کامیاب ہو گیا(۱۴)اور
جس نے اپنے رب کا نام ذکر کیا پھر وہ نماز
پڑھتا رہا(۱۵)بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے
ہو(۱۶)اور آخرت ہی بہت عمدہ اور ہمیشہ باقی
رہنے والی ہے(۱۷)بے شک یہ نصیحت کیلئے
پہلے صحیفوں میں بھی ہے(۱۸)ابراہیم اور موسیٰ
کے صحائف ہیں(۱۹)

آخرت کی بہتری

ان آیات مبارکہ میں رب قدوس جل مجدہٗ کے نام مبارک کی تسبیح پڑھنے کا حکم دیا جا رہا ہے ۔ اللہ رب العزۃ جل مجدہٗ کے تمام اسماء گرامی اس انداز سے لئے جائیں کہ نقص ، کمی ، بے عزتی ، کمزوری کا شائبہ تک نہ ہو ۔ خدا کا نام لینے میں اس کی عظمت چمکتی ہو ۔ غفلت لاپرواہی کو دخل نہ ہو کسی برے کام کو اسکے نام سے شروع نہ کیا جائے ۔ کسی گندی بری جگہ پر اس کا مقدس نام نہ لیا جائے ، ایسا کیوں ضروری ہے اس لئے کہ وہ خالق مالک ہے پھر اس نے درست بنایا ۔ اللہ رب العزۃ کے سارے نام اسماء حسنیٰ ہیں اس کی ذات کے ساتھ اس کے اسماء گرامی کے ساتھ کوئی ایسی بات نہ کہی جائے جو اس کی شان کے لائق نہیں ۔

آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت" الاعلیٰ "ذکر ہوئی ، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر حمدو ثنا کرنے والے کی حمد و ثنا سے اعلیٰ ہے ، ہر ذکر سے بلند ہے اللہ کی ذات گرامی ہمارے علم، ادراک اور تصور سے بہت بلندو بالا ہے ۔ حضور ﷺ خود بارگاہ قدس میں عرض کرتے ہیں ، اے اللہ میں تیری حمد ایسی نہ کر سکا جیسی حمد و ثناء خود تو نے اپنی کی ہے ۔[1]

تسبیح کا حکم دینے کے بعد اپنی الوہیت کا ذکر فرمایا کہ اُسی نے ہی مخلوق کو پیدا کیا ، اسی نے ہی ہدایت دی انسان کو حسین انداز میں پیدا اُسی نے کیا، ہر شے کو اس کی صلاحیت کے مطابق اُسی نے رنگ بخشا ۔ انسان کو ہدایت دینے کا یہ معنی ہے کہ انسان کو غذا حاصل کرنے کا طریقہ سکھایا ۔ یہ ایک فطری ہدایت ہے جو انسانوں کے علاوہ تمام حیوانات میں بھی ہے ، ہدایت کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے انسان کو اچھا برا راستہ بتا دیا ہے یہ معنی بھی کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی قدرت پر مطلع فرما دیا ہے کہ وہ اپنی عقل و فکر سے دیکھ سکتا ہے کام کر سکتا ہے ۔ ہدایت کا جامع معنی یہ کیا گیا ہے کہ ہر انسان حیوان کو زندگی گزارنے کھانے پینے رہنے سہنے کے طریقے بتائے ہیں ، انسانوں کو کتابوں رسولوں کے ذریعے آخرت کی

1 ابوداؤد سلیمان بن اشعث (المتوفی 275ھ)، سنن ابو داؤد، باب القنوت فی الوتر الرقم 1427 ص 2/64

ہدایت دے دی ہے ۔ ایک اور قدرت کا ذکر فرمایا کہ اللہ نے انسانوں حیوانوں کیلئے چراگاہ بنائی ہے جس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں ۔

حضور ﷺ پر کرم کا ذکر فرمایا گیا کہ ہم آپ کو قرآن پڑھائیں گے تو آپ بھولیں گے نہیں ، آپ کا سینہ کھول دیں گے ، قوت حافظہ مضبوط کر دیں گے ۔مگر جو اللہ چاہے گا آپ کو بھلا دے گا ، اس کا معنی یہ ہے کہ جو چاہے گا منسوخ کر دے گا ۔ اسی ارشاد میں حضور ﷺ کی عظمت پر واضح دلیل ہے کہ آپ نے کسی انسان سے نہیں پڑھا ، آپ کو پڑھانے والی ذات خدا ہے ، اتنی بڑی ضخیم کتاب کو حفظ کر لینا آپ کا عظیم معجزہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے ، ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ جبریل کے ساتھ جو قرآن پاک پڑھتے تھے یہ ظاہر ہے اور جو تنہائی میں اکیلے پڑھتے تھے وہ پوشیدہ ہے ۔ حضور ﷺ کیلئے کاموں میں سہولت دینے کا ایک معنی یہ ہے کہ قرآن حفظ کرنے میں آسان طریقہ کی توفیق دیں گے ۔ یہ معنی بھی ہے کہ جو شرعی احکام نازل کریں گے ان پر عمل آسان کر یں گے ، یہ معنی بھی ہے نزول وحی کو آسان کر دیں گے محبوب لوگوں کو اس آسان دین پر عمل کی دعوت دیں اُنہیں نصیحت کریں جنہیں نصیحت فائدہ دے ۔ اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے حضور ﷺ کو بتایا گیا ہے ، کفار کو نصیحت فائدہ نہیں دے گی ، نصیحت وہی قبول کرے گا جو خدا سے ڈرنے والا ہے اور اسی نصیحت سے بڑا بدبخت دور رہے جو بڑی آگ میں جائے گا ۔ کامیاب وہی ہے جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور اپنے رب کا نام لیا اور نما زپڑھتا رہا ، تزکیہ نفس کے سلسلہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ملتی ہے تزکیہ کیا ہے ؟جس نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی اور میرے نبی ہونے کی گواہی دی ۔[1]

''فصلّی'' کے ارشاد مبارکہ میں پانچ نمازوں کی حفاظت کا مفہوم ملتا ہے ، تزکیہ کا معنی یہ ہے کہ دل سے باطل عقائد کو نکالے کبیرہ گناہوں سے بچے عجز و انکساری سے نماز پڑھے

1 مجمع الزوائد، ص 7/137

۔ آیہ مبارکہ میں دنیا کی لذتوں کو آخرت پر ترجیح دینے کی مذمت کی گئی ہے دنیا کی لذتوں سے مذمت کے عنوان میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد ملتا ہے مجھے یہ خطرہ نہیں کہ میرے بعد تم مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے یہ خطرہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے ۔[1]

فرمایا آخرت ہی بہتر ہے عمدہ ہے باقی رہنے والی شے ہے ، یہ نصیحت پہلے صحیفوں ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام میں بھی مذکور ہے ۔

وَصلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

1 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ) الجامع الصحیح للبخاری، باب الصلوٰۃ علی الشهيد الرقم 1343 ص 2/91

سورۃ الغاشیہ

یہ سورۃ پاک مکی ہے اس میں ۲۶ آیات ہیں اور ایک رکوع ہے ، اس سورۃ پاک میں دوزخ اور دوزخیوں کی صفات ذکر ہیں ۔

حضرت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں حضور ﷺ جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ کے ساتھ سورۃ الغاشیہ پڑھتے تھے ۔[1]

اس سورۃ پاک میں بھی اسلام کے بنیادی اُصول فرمائے گئے ہیں ، قیامت کی ہولناکیوں کا فرمایا گیا ہے جنتیوں اور دوزخیوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں ۔عقیدۂ توحید کا ذکر ہے زمین و آسمان کی تخلیق کا ذکر ہے لوگوں کو آخرت یاد دلائی گئی ہے ، توجہ دلائی گئی ہے سب نے بارگاہ قدس میں حاضر ہونا ہے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان بہت رحم فرمانے والا ہے

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴿۱﴾ وُجُوْهٌ
يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ﴿۲﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿۳﴾ تَصْلٰى
نَارًا حَامِيَةً ﴿۴﴾ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿۵﴾ لَيْسَ
لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿۶﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا
يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاعِمَةٌ
﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿۹﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۱۰﴾ لَّا
تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ﴿۱۱﴾ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿۱۲﴾

کیا آپ کے پاس چھا جانے والی شے کی خبر آچکی ہے(۱)اس دن بہت چہرے ذلیل ہوں گے(۲)کام کرنے والے مشقت کرنے والے (۳)وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے(۴)انہیں کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلایا جائے گا(۵)ان کا کھانا خاردار خشک زہریلے درخت سے ہو گا(۶)جو نہ موٹا کرے گا نہ بھوک دور کرے گا(۷)بہت چہرے اس دن

1 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب یقرء فی صلاۃ الجمعۃ الرقم 878 ص 2/598

خوش ہوں گے(۸)اپنے اچھے کاموں پر خوش
رہیں گے(۹)بلند و بالا جنت میں(۱۰)جس میں
کوئی شخص بے ہودہ بات نہیں سنے گا(۱۱)اس
میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے(۱۲)

جنت کے کھانوں سے موٹا پا

اس آیہ مبارکہ میں قیامت کے دن کی ہولناکیوں کا ذکر فرمایا گیا ہے قیامت کو'' الغاشیہ'' کہا گیا ہے ڈھانپنے والی ، وہ دن عذاب سے ڈھانپ لے گا وہ انکو گھیر لے گا اس دن کے دہشت ناک حالات لوگوں کو ڈھانپ لیں گے ۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے دوزخ کی آگ چہروں کو ڈھانپ لے گی ، کفار کے چہرے اس دن ذلیل ہوں گے ان پر مشقت ہو گی دوزخ میں مشقت والے کام کریں گے ، زنجیروں میں جکڑے ہوں گے ، رسوا ہوں گے ، ان کے متعلق حکم ہو گا انہیں پکڑو ، طوق پہناؤ آگ میں ڈالو ۔

سیدنا حسن بصری فرماتے ہیں جب حضرت عمر شام گئے تو ایک عیسائی راہب عبادت و ریاضت کرتے کرتے بوڑھا ہو گیا تھا ، محنت سے اس کا چہرا بگڑا ہوا تھا آپ اُسے دیکھ کر روئے ، لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا ، فرمایا مجھے اس بوڑھے پر رحم آیا ہے کہ جس مقصد کیلئے اس نے محنت کی اس میں کامیاب نہ ہوا اور رضائے الٰہی کو نہ پا سکا ۔[1]

ان کی مشقت والا عمل یہ ہو گا ، دوزخ کے شعلوں کی لپیٹ سے کبھی اوپر کبھی نیچے جائیں گے ۔ حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ انہیں ذلت و مشقت دنیا میں حاصل ہو گی ۔

ایک معنی یہ ہے کہ کفار و مشرکین اپنے دین سے جو عبادات کرتے رہے کہ خدا مل جائے ان کی یہ ریاضتیں قیامت کو ان کے کام نہیں آئیں گی انہیں کھولتا پانی پلایا جائے گا یہ پانی اس قدر قرم ہے اگر اس کا ایک قطرہ پہاڑ پر ڈال دیا جائے تو وہ پگھل جائے گا ، خاردار زہریلا

---

1 احمد بن محمد (المتوفی 427ھ)، تفسیر ثعلبی ، ص10/187

گھاس خوراک ہو گی ۔ ان کیلئے عذاب کی ایک صورت یہ ہو گی وہ خوراک نہ انہیں موٹا کرے گی نہ بھوک دور کرے گی اس دن ایمانداروں کے چہرے تروتازہ ہوں گے ، ہشاش بشاش ہوں گے اور وہ اپنے کئے پر خوش ہوں گے ۔ جنت کو ایسے حسین بلند و بالا انعامات میں ہوں گے کہ وہاں کسی قسم کی کوئی لغویات نہیں ہوں گی ، وہاں دانائی کی باتیں ہوں گی کوئی ایسی بات نہیں ہو گی جس سے دوسرے کو دیکھ پہنچے ان کیلئے وہاں ٹھنڈے میٹھے چشمے ہوں گے ۔

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

فِیْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ
﴿۱۴﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَّزَرَابِیُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿۱۶﴾ اَفَلَا
یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَاِلَى
السَّمَآءِ كَیْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَیْفَ
نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَاِلَى الْاَرْضِ كَیْفَ سُطِحَتْ
﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَیْهِمْ
بِمُصَیْطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَیُعَذِّبُهُ اللّٰهُ
الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَیْنَاۤ اِیَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ
عَلَیْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾

صدق اللہ العظیم

اس میں اونچے تخت بچھے ہوں گے(۱۳)اور ساغر (قرینے سے) رکھے ہوں گے(۱۴)اور گاؤ تکیے قطاروں میں لگے ہوں گے(۱۵)اور قیمتی قالین بچھے ہوں گے(۱۶)کیا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کیا گیا(۱۷)او آسمان کی طرف نہیں دیکھتے اُسے کیسے بلند کیا گیا(۱۸)اور پہاڑوں کو کیسے گاڑا گیا ہے(۱۹)اور زمین کو کیسے بچھایا گیا ہے(۲۰)آپ انہیں ہدایت کرتے رہیں آپ کا کام تو سمجھانا ہے(۲۱)آپ نے اُنہیں زبردستی منوانا نہیں(۲۲)مگر جس نے منہ پھیرا اور کفر کیا(۲۳)تو اللہ اس کو سخت عذاب دے گا(۲۴)بے شک! انہوں نے آخر کار ہماری طرف لوٹنا ہے(۲۵)پھر یقینا ہمارے ذمہ ان کا حساب لینا ہے(۲۶)

پہاڑوں اور آسمان کا قرار

ان آیات کریمہ میں جنتیوں کیلئے انعامات کا ذکر فرمایا گیا ہے جنت میں ان کیلئے بلندوبالا تخت بچھے ہوں گے یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جنت شرف و عظمت کے لحاظ سے بلند ہو گی یہ بھی معنی ہے کہ اس کے درجات بہت بلند ہوں گے کئی اقسام کے بہتے ہوئے چشمے ہوں گے ، ان کیلئے گلاس قطار در قطار رکھے ہوں گے جب کوئی چاہے گا تو پی لے گا جب وہ پینا چاہے گا تو گلاس خود بخود بھر جائے گا ۔ وہاں کے انعامات میں سے یہ بھی ہے کہ گاؤ تکیے صف بہ صرف رکھے ہوں گے فرش بچھے ہوں گے ۔

آیہ مبارکہ میں اونٹ کی تخلیق کا ذکر فرما کراپنی قدرت کاملہ کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے ،اونٹ کی تخلیق ذکر کی گئی کہ یہ جانور انسانوں کیلئے کئی فوائد اپنے اندر رکھتا ہے ۔ سواری کا کام بھی دیتا ہے ، دودھ بھی اس سے ملتا ہے ، گوشت بھی اس کا استعمال ہوتا ہے ، سامان لاد کر لے جانے کا کام بھی دیتا ہے ۔ جانوروں میں اونٹ کی کچھ ایسی خصوصیات ہیں جو غور کرنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ کی حکمت کا آئینہ بن سکتی ہیں ، عرب میں زیادہ بڑا جانور یہی ہے ہاتھی وہاں ہے نہیں اتنے بڑے جانور کو پالنے کیلئے امیر غریب کوئی مشکل محسوس نہیں کرتا ، اس کے پیٹ میں قدرت نے ایسا نظام رکھا ہے اسے کئی دن پانی نہ ملے تو یہ گزارا کر لیتا ہے ۔

آسمان کی بلندی کے زکر سے بھی قدرت کاملہ کی طرف واضح اشارہ ہے ، پہاڑوں کے نصب کرنے ، زمین کے بچھانے میں کمال قدرت ہے ، اونٹ آسمان ، پہاڑ ، زمین چار چیزوں کے ذکر سے انسان کو توجہ دلائی جا رہی ہے کہ جو خالق و مالک ایسی حیران کن چیزوں کے بنانے پر قادر ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ مرنے کے بعد زندہ کرے اور حساب کتاب لے ، اچھے کام کرنے والوں کو جنت ، بد اعمال والوں کو جہنم دے ۔ حضور ﷺ سے فرمایا گیا آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہیں ، محبوب ! آپ ان کے ایمان نہ لانے سے پریشان نہ ہوں یہ ارشاد آپ کی تسلی کیلئے فرمایا گیا ، محبوب منکرین کیلئے ہم نے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے ، انہوں نے بالآخر ہماری طرف لوٹنا ہے اور ہم حساب لیں گے ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سورۃ الفجر

یہ سورۃ پاک مکی ہے اس میں تیس آیات ہیں اور ایک رکوع ۔ اس آیہ پاک میں اللہ تعالیٰ نے فجر کی ذوالحجہ کی دس راتوں کی قسم کھا کر فرمایا ، کفار کو عذاب ہو گا اس سورۂ پاک میں کفار کی بعض قوموں کا ذکر فرما کر بتایا کہ ان پر عذاب نازل ہوا ،اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کسی کا امیر ہونا یہ نہیں بتاتا کہ وہ حق پر ہے ، نہ ہی کسی کا غریب ہونا بتاتا ہے کہ وہ حق پر نہیں ۔ اس میں قیامت کے ہولناک مناظر بیان کئے گئے ہیں جنتیوں اور جہنمیوں کا ذکر کیا گیاہے ایمانداروں کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ کی نعمتوں سے نوازے جائیں گے ، کفار محروم رہیں گے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَالْفَجْرِ ①وَلَيَالٍ عَشْرٍ ②وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ
③وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ④هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ
حِجْرٍ ⑤اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ⑥اِرَمَ
ذَاتِ الْعِمَادِ ⑦الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي
الْبِلَادِ ⑧وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ
⑨وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ⑩الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي
الْبِلَادِ ⑪فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ⑫فَصَبَّ
عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ⑬اِنَّ رَبَّكَ
لَبِالْمِرْصَادِ ⑭ صدق اللہ العظیم

فجر کی قسم(۱)اور اُن (مقدس)دس راتوں کی قسم(۲)اور قسم ہے جفت اور طاق کی(۳)اور رات کی قسم جب وہ گزرے(۴)بے شک اس میں عقل والے کیلئے بہت بڑی قسم ہے(۵)کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیسا معاملہ کیا(۶)وہ ارم کے لوگ تھے ستونوں جیسے لمبے قد والے(۷)ان کی مثل شہروں میں کوئی پیدا نہیں کیا گیا(۸)اور ثمود کے لوگ تھے جنہوں نے وادی میں پتھروں کی چٹانیں تراشیں(۹)اور میخوں والا فرعون تھا(۱۰)ان لوگوں نے شہروں

میں بہت سرکشی کی(۱۱) پھر ان (شہروں) میں
فساد کیا(۱۲) پھر آپ کے رب نے ان پر
عذاب کا کوڑا برسایا(۱۳) بے شک آپ کا رب
ان کی تاک میں ہے(۱۴)

جفت طاق کی اصل

ان آیات میں رب قدوس جل مجدہٗ نے فجر کی قسم کھائی ، دس راتوں کی قسم کھائی ، جفت اور طاق کی قسم کھائی ۔ اس انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں اللہ کے نزدیک عظمت والی ہیں اور عرب ان چیزوں کی قسم کھاتے ہیں جو ان کے نزدیک عظمت والی ہوں ۔ فجر سے مراد صبح ہے کہ صبح کے وقت انسان حیوان چرند پرند سبھی تلاش رزق میں نکل جاتے ہیں ۔ فجر کی عظمت اس لئے بھی ہے کہ فرشتے صبح اور عصر میں اکٹھے ہو جاتے ہیں ۔ رات کو رہنے والے فرشتے آسمانوں پر چلے جاتے ہیں ، رات والے فرشتے آسمانوں سے آجاتے ہیں ۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے فجر سے مراد دس ذوالحجہ کی فجر ہے ، وہ عظیم دن ہے کہ ہم قربانی ادا کرتے ہیں ایک معنی یہ بھی ہے کہ فجر سے مراد محرم الحرام کی صبح ہے ۔ دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس ارشاد سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے ، حضور ﷺ نے فرمایا ذوالحجہ کے دس دنوں میں نیک عمل کرنے سے زیادہ اور کسی دن نیک عمل کرنا اللہ کو محبوب نہیں ۔[2]

"ولیال عشر "کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ ان سے مراد محرم کے دس دن ہیں{' ولیال عشر}کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اس سے مراد رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہے ۔ شفع سے مراد وہ نمازیں ہیں جو جوڑا) جفت (ہیں جیسے ظہر عصر عشاء اور وتر سے مراد وہ نماز ہے جو

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص344/24
2 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب فضل العمل فی ایام التشریق الرقم 969 ص20/2

طاق ہے جیسے مغرب ۔ عقل مند آدمی سمجھ لے گا جن کی قسم کھائی گئی ہے ان میں اللہ کی توحید ہے اور اس کے رب ہونے کے دلائل ہیں ۔ قوم عاد و ثمود پر عذاب کا ذکر کر کے اپنی قوت قدرت کا اظہار فرمایا کہ وہ قومیں طاقت میں تم سے زیادہ تھیں ، جو برباد کر دی گئیں اگر تم بھی سرکشی پرڈٹے رہے تو عذاب پکڑ لے گا ۔ ان کے لمبے قد ان کی مالی طاقت انہیں بچا نہ سکی ، ان کی مثال شہروں میںپیدا نہیں کی گئی ۔ صالح علیہ السلام کی قوم ثمود نے پہاڑوں کو تراشا ، مکان بنائے ، برباد کر دئے گئے ۔ فرعون ربوبیت کا دعویٰ کرنے والا نہ رہا اور بری طرح مار کھا گیا ، شدت کے عذاب میں مبتلا ہوا اور خدائے وحدہٗ لا شریک کی پکڑ سے بچ نہ سکا ۔ محبوب تیرا رب مشرکوں مفسدوں کی تاک میں ہے ۔

آیہ پاک میں فرعون کو میخوں والا کہا گیا کہ وہ اپنے لشکر کے خیموں کو نصب کرنے کیلئے میخوں کا بڑا ذخیرہ ساتھ رکھتا تھا ۔

وَصلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكۡرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ اَكۡرَمَنِ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّاۤ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيۡهِ رِزۡقَهٗ ۙ فَيَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكۡرِمُوۡنَ الۡيَتِيۡمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوۡنَ عَلٰى طَعَامِ الۡمِسۡكِيۡنِ ﴿۱۸﴾ وَتَاۡكُلُوۡنَ التُّرَاثَ اَكۡلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوۡنَ الۡمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّاۤ اِذَا دُكَّتِ الۡاَرۡضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالۡمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾

صدق اللہ العظیم

لیکن جب انسان کو اس کا رب عزت اور نعمت دے کر آزمائے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی(۱۵)اور جب اس کو مصیبت سے آزمائے اور اس پر اس کا رزق تنگ کر دے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا(۱۶)یہ بات نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے(۱۷)اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے (۱۸)اور تم وراثت کا مال کھا جاتے ہو(۱۹)اور تم مال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو(۲۰)بے شک جب زمین ریزہ ریزہ کر دی جائے گی(۲۱)اور آپ کا رب جلوہ فرما ہو گا اور فرشتے صف بہ صف حاضر ہوں گے(۲۲)

رب کی بے قدری کا انجام

پہلی آیہ مبارکہ میں ارشاد تھا رب دیکھ رہا ہے اس کے بندے آخرت کیلئے کیا عمل کرتے ہیں ، اس آیہ میں فرمایا انسان کا یہ حال ہے اس کی نظر صرف دنیا پر ہے ، مال عزت مل جائے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی اگر خواہشات پوری نہ ہوں تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ، انسان کو ایسا نہیں سمجھنا چاہیئے کہ نعمت مل جائے تو عزت ہے نہ ملے تو بے عزتی ہے ، نعمت یا مصیبت آئے تو اسے کسی اپنے عمل کا نتیجہ نہ سمجھا جائے یہ اللہ کا نظام قدرت ہے جسے چاہے جتنا چاہے دے دیے یا اس کا رزق تنگ کر دے کسی بھی شخص کو مالدار ہونے کی صورت میں آخرت سے غفلت نہ چاہیئے اگر ایک نعمت سے محرومی ہے تو اور کئی نعمتیں موجود ہوں گی ، ان پر شکر کرے جس قدر نعمتوں میں توجہ کم ہو گی آخرت کا جذبہ یاد رہے گا ۔ جس قدر مال و دلت میں دل چسپی ہو گی آخرت سے غفلت بڑھتی جائے گی ۔

مال ملنے پرشکر ادا نہ کرنا اور رزق کی تنگی پر اللہ کی طرف سے توہین سمجھنا ایمانداروں کا شیوہ نہیں ۔ ایماندار مال ملنے پر شکر ادا کرتا ہے تنگی پر اللہ کی طرف سے توہین سمجھنا ایمانداروں کا شیوہ نہین ایماندار مال ملنے پر شکر ادا کرتا ہے تنگی رزق پر صبر کرتا ہے ۔

اگلی آیہ کریمہ میں یتیم کی عزت نہ کرنے پر تنبیہ کی گئی ہے فرمایا گیا کہ یتیم کے امل کو حسب ضرورت خرچ کرے ، فضول خرچی سے بچے اس کے مال کی حفاظت کی جائے اُسے اعمال صالح کی توجہ دلائے ، یتیم سے حسن سلوک اس کی برتری کا سبب ہے اوریتیم کے ساتھ حسن سلوک نہ کرنے کی مذمت کی گئی ہے یتیم کے مال کو برباد نہ کیا جائے اس کے مال میں نجات کے ذریعہ نفع کا اہتمام کیا جائے ۔ دور جاہلیت میں یتیم کے مال کی پرواہ نہ کرتے تھے ، اس کے جوان ہونے سے پہلے پہلے اس کے مال کو ختم کر دیتے اس عمل کی مذمت کی گئی ہے ۔ مال کی اندھی محبت میں حق تلفیاں لوگوں سے زیادتیاں، آخرت سے غفلت رُسوائی اور ذلت کا باعث ہے قیامت کے منظر کو یاد دلایا جا رہا ہے ، زمین کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا کہ زمین کی ہر شے ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گی ، پہاڑ برباد ہوں گے اس دن تمہارا رب

معبود فرمائے گا ، فرشتے قطار در قطار کھڑے ہوں گے ۔

آیہ مبارکہ میں زکر ہے تیرا رب آئے گا ایسا آنا جانا جو اس کی شان کے شایاں ہے انسانوں کی طرح آنے جانے کا مفہوم نہیں ، بلکہ رب کے آنے سے یہ بھی مراد لی گئی ہے جزا و سزا کیلئے اللہ کا حکم آئے گا یہ معنی بھی ہے کہ اللہ کا قہر آئے گا۔

وَصلَّی اللہُ تَعَالیٰ علیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

وَجِایۡٓءَ یَوۡمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ۬ یَوۡمَىٕذٍ یَّتَذَكَّرُ
الۡاِنۡسَانُ وَاَنّٰی لَهُ الذِّكۡرٰی ﴿۲۳﴾ یَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِیۡ
قَدَّمۡتُ لِحَیَاتِیۡ ﴿۲۴﴾ فَیَوۡمَىٕذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ
اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا یُوۡثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ یٰۤاَیَّتُهَا
النَّفۡسُ الۡمُطۡمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ
رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ
﴿۲۹﴾ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ﴿۳۰﴾

صدق اللہ العظیم

اس دن دوزخ کو لایا جائے گا اس دن انسان یاد کرے گا اب یاد کرنے کا کہاں وقت ہے (۲۳)وہ کہے گا کاش میں نے زندگی میں کوئی نیکی آگے بھیجی ہوتی(۲۴)تواس دن اس کے عذاب کی طرح کوئی عذاب نہ دے گا(۲۵)اور نہ کوئی اس کے پکڑنے کی طرح پکڑ سکے گا(۲۶)اے نفس مطمئنہ(۲۷)تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ جا کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی(۲۸)پھر تو میرے(نیک) بندوں میں داخل ہو جا(۲۹)اور میری جنت میں داخل ہو جا(۳۰)

خدا کے بندوں میں دخول جنت کا سبب

قیامت کے دن ایک اور منظر بیان کیا گیا ، اس دن دوزخ کو لایا جائے گا ، دوزخ کے لانے کا عنوان عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح ملتا ہے ، ستر ہزار فرشتے جہنم کو ہانکتے ہوئے لائین گے اور جہنم غیض و غضب سے چنگھاڑ رہی ہوں گی ۔[1]

سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کی حضور جہنم کو کیسے لایا

1 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب فی شدۃ حر نار جھنم الرقم 2842 ص4/ 2184

جائے گا فرمایا اس کو ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جائے گا وہ اس طرح بدک رہی ہو گی اگر اُسے چھوڑ دیا جائے تو وہ تمام اہل محشر کو جلا ڈالے ۔[1]

اس ہولناک دن شرمندگی اور توبہ کام نہیں آئے گی ، کافر شرمندہ ہو گا تو بہ کرے گا مگر کہا جائے گا یہ توبہ کا وقت نہیں ، کافر کہے گا کاش کوئی نیکی آگے بھیجتا ، کوئی ایسا عمل کیا ہو گا جس کی وجہ سے جہنم سے بچ سکتا۔ اس دن کے عذاب کی طرح کوئی عذاب نہیں دے گا جس طرح اللہ اُسے عذاب دے گا جس طرح اُسے زنجیروں سے جکڑا جائے گا ، ایسی جکڑ کوئی نہیں کر سکے گا ۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اللہ کے بغیر کوئی عذاب دینے کا مالک نہیں ، اس دن نیک اور پاکیزہ روحوں کیلئے محبت کا انداز ہو گا ، اے نفس مطمئنہ اللہ کے حضور راضی راضی حاضر ہو جا ۔ وہ تجھ سے راضی تُواس سے راضی ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب یہ آیت پاک نازل ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ! کس قدر خوبصورت خطاب ہے تو آپ نے فرمایا ابو بکر عنقریب یہ خطاب تم سے کیا جائے گا ۔[2]

اس آیت کا شان نزول یہ بھی بیان کیا گیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا رومہ کے کنوئیں کو کون کون خریدے گا ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اُسے خرید لیا پھر حضور ﷺ نے فرمایا عثمان تم اس کنوئیں کو لوگوں کیلئے وقف کر رہے ہو عرض کی جی ہاں یارسول اللہ ، تب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ۔[3]

نفس کی تین قسمیں ہیں ،" نفس امارہ "جو برے کام کرنے کا حکم دے ،" نفس لوامہ "جو انسان کو برے کام کرنے پر ملامت کرے" نفس مطمئنہ "جو ہمیشہ نیک کام کرنے کا

1 احمد بن محمد (المتوفی 427ھ)، تفسیر کشف والبیان ، ص202/10
2 عبدالرحمن بن محمد (المتوفی 327ھ)، تفسیر ابن ابی حاتم ، ص3431/10
3 عبدالرحمن بن محمد (المتوفی 327ھ)، تفسیر ابن ابی حاتم ، ص3431/10

حکم دے ۔ نفس مطمئنہ'' وہ نفس ہے جو پر سکون ہو شک میں مبتلا نہ ہو اللہ رب العزۃ کے احکام بجا لائے توحید پر مطمئن ہو ۔

مومن سے کہا جائے گا میرے مخلص بندوں میں شامل ہو ، سلیمان علیہ السلام نے اپنی دعا میں کہا ، اللہ اپنی رحمت کے ساتھ مجھے اپنے صالح بندوں میں شامل فرما ، یوسف علیہ السلام نے عرض کی'' والحقنی بالصالحین ''اللہ مجھے صالحین سے ملا ۔ جس سے پتہ چلتا ہے صحبت صالحین اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہے ، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس کا جنازہ قبر میں رکھا جانے لگا تو کسی غیبی آواز نے یہ آیہ پاک پڑھی '' یایتھاالنفس المطمئنہ ارجعی الی ربك '' یہ نہ پتہ چل سکا پڑھی کس نے ؟[1]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

1 عبدالرحمن بن محمد (المتوفی 327ھ)، تفسیر ابن ابی حاتم، ص10/ 3431

سورۃ البلد

یہ سورۂ پاک مکی ہے اس کی بیس آیات اور ایک رکوع ہے اس سورۃ پاک میں مومن اور کافر کے الگ الگ ٹھکانوں کا ذکر فرمایا گیا ہے ، ایک کیلئے جنت ہے دوسرے کیلئے دوزخ ہے قیامت کے دن کی مشکلات کا ذکر فرمایا گیا ہے اور اُن مصائب ومشکلات سے محفوظ رہنے کا طریقہ فرمایا گیا ہے ۔ اس سورۂ پاک میں فرمایا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل، فکر ، سمجھ ، آنکھ ، کان ، ناک ، زبان کی نعمتوں سے نوازا ہے کہ وہ اپنے لئے اچھا راستہ اختیار کرے اس میں بتایا گیا ہے انسان دھوکے میں مبتلا ہے ۔ فضولیات ، لغویات میں پھنسا رہتا پھر سمجھتا ہے اُسے کوئی دیکھنے والا نہیں حالانکہ اللہ رب العزۃ سب کچھ دیکھ رہا ہے ۔ اس سورۃ پاک میں مکہ مکرمہ کی قسم کھائی گئی ہے جس میں داخل ہونے والے کو امن ملتا ہے ، قسم اس لئے کھائی گئی ہے کہ محبوب اس میں چلتے ہیں ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ﴿۵﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ؕ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ﴿۹﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ﴿۱۰﴾ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۖ﴿۱۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ؕ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ

میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں(۱)اس حال میں کہ آپ اس میں مقیم ہیں(۲)والد کی قسم اور اس کی اولاد کی قسم(۳)بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا(۴)کیا وہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قادر نہ ہو سکے گا(۵)وہ کہتا ہے میں نے اپنا بہت مال خرچ کر دیا ہے کیا وہ گمان کرتا ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں(۷)کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں

﴿١٣﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ﴿١٤﴾ یَّتِیْمًا ذَا
مَقْرَبَةٍ ﴿١٥﴾ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿١٦﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا
بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ
﴿١٨﴾ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ
﴿١٩﴾ عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾

صدق الله العظيم

بنائیں(۸)اور زبان اور دو ہونٹ (نہیں بنائے) (۹)اور ہم نے اس کو (نیکی اور بدی کی)دو راہیں دکھا دیں(۱۰)پس وہ مشکل مرحلہ سے نہیں گزرا(۱۱)آپ کیا سمجھے وہ مشکل مرحلہ کیا ہے(۱۲)(غلامی یا قرض سے) گردن چھڑانا(۱۳)یا بھوک کے دن کھانا کھلانا(۱۴)اسے یتیم کو جو رشتہ دار بھی ہو (۱۵)یا کسی مسکین کو جو مٹی والا ہو(۱۶)پھر وہ ان لوگوں میں سے ہو جو ایمان لائے اور انہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی اور ایک دوسرے کو رحم کی نصیحت کی(۱۷)وہی لوگ دائین طرف والے(عزت والے) ہیں (۱۸) اور جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا وہ لوگ بدبخت ہیں(۱۹)ان پر(ہر طرف سے) بند کی ہوئی آگ ہو گی(۲۰)

باقی اعضاء دودو ، زبان ایک کیوں ؟

مکہ مکرمہ باپ اور اولاد کی قسم کھا کر فرمایا جا رہا ہے ، سبھی نے کہا ہے کہ یہاں "البلد "سے مراد مکہ مکرمہ ہے ، اس شہر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں بیت اللہ شریف ہے ، اسے قرآن مقدس نے برکت والا شہر فرمایا ہے امن والا ہے فرمایاا س گھر کا حج لوگوں پر فرض فرمایا گیا ہے اس شہر کی قسم کھانے کی وجہ یہ فرمائی گیء کہ حضور ﷺ اس میں مقیم ہیں - یہ معنی بھی کیا گیا کہ آپ اس میں کوئی ایسا کام کرنے والے نہیں جو آپ پر حرام ہو اس شہر کی قسم کھا کر اس شہر کی عظمت کو بیان فرمایا گیا ہے اور یہ عظمت حضور ﷺ کی

ذات پاک سے وابستہ ہوئی جہاں قیام کیا اُسے فضیلت نصیب ہوئی ۔ مدینہ منورہ کی فضیلت بھی اس لئے ہے کہ حضور جلوہ فرما ہیں ۔رب قدوس جل مجدہ کو عرش کرسی لوح و قلم مشرق و مغرب ، چاند سورج کے پیدا کرنے پر ناز نہیں ، ناز ہے تو محبوب کے خالق و مالک ہونے پر ہے ۔ مجدد الف ثانی شیخ سرہندی علیہ الرحمہ نے اس طرح فرمایا ہے ، عبادت خدا بایں سبب ---کہ او رب محمد است میں خدا کی عبادت اس وجہ سے کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ کا رب ہے ۔ فرمایا ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے ، اس سے مراد اس کی پیدائش میں کئی مشکل مراحل ہیں یہ معنی بھی ہے کہ موت قبر حشر کی مشقت مراد ہے یہ معنی بھی ہے کہ دکھوں پریشانیوں مشکلات میں پیدا کیا ہے ، انسان پر اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ اسے آنکھیں دی ، زبان دی ، ہونٹ دیئے ، حق و باطل کی باتیں واضح کیں پھر اس کا یہ خیال کہ ہم اسے زندہ کر کے اس سے حساب کتاب نہیں لے سکیں گے اس کا یہ خیال کہ ہم اس پر عجز ، بیماری ، فقر طاری نہیں کر سکیں گے ۔

آیہ مبارکہ میں قرض اُتارنے ، غلام آزاد کرنے ، یتیم کو کھانا کھلانے یا کسی خاک نشین مسکین کی پرورش کرنے کی فضیلت واضح طور پر ملتی ہے ۔ غلام کو آزاد کرنے کے عنوان پر حضور ﷺ کا یہ ارشاد ملتا ہے" غلام کا آزاد کرنا اپنے کو دوزخ سے چھڑانا ہے " ۔[1]

حضور ﷺ سے عرض کی گئی یارسول اللہ اسلام کے کون سے حکم پر عمل کرنا افضل ہے فرمایا کسی کو جانتے ہو یا نہیں کھانا کھلاؤ ، خصوصا یتیموں کی پرورش کا سبق ملتا ہے ۔[2]

حدیث شریف میں یہ عنوان اس طرح ہے " میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا قیامت کے دن ایک ساتھ ہوں گے " اگر رشتہ دار کو صدقہ دینا ہے تو دو ثواب ہوں گے ،ایک صدقہ کا ثواب اور دوسرا رشتہ دار کی حمایت کا ثواب ۔ وہ لوگ جو ایک دوسرے کو صبر ، محبت کا درس دیتے ہیں وہ بابرکت ہیں اور ہماری آیات کے منکر لوگ جہنمی ہیں ۔[3]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 محمد بن عیسیٰ ترمذی (المتوفی 279ھ)، الجامع ترمذی ، باب ما جاء فی ثواب من اعتق رقبۃ الرقم 1541ص 4/ 114

2 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ) الجامع الصحیح للبخاری، باب اطعام الطعام من الاسلام الرقم 12ص 1/ 12

3 ابوداؤد سلیمان بن اشعث (المتوفی 275ھ)، سنن ابوداؤد ، باب فی من ضم الیتیم الرقم 5150ص 4/ 338

سورۃ الشمس

یہ سورۃ پاک مکی ہے ، اس میں پندرہ آیات اور ایک رکوع ہے ۔ اس میں چاند ، سورج ، دن ، رات کی قسم کھائی گئی ہے قوم ثمود کی مثال دے کر بتایا گیا ہے کہ سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے پر قوم عذاب میں مبتلا ہو گئی ، انسانوں کو ڈرایا گیا ہے کہ وہ اپنے نفس گناہوں سے آلودہ نہ کریں ، توجہ دلائی گئی ہے انسانوں کو چاہئے وہ پاکیزہ کردار کے حامل ہوں ۔

اس سورۃ کی فضیلت حدیث شریف سے اس طرح واضح ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ عشاء کی نماز میں" والشمس وضحھا " پڑھا کرتے تھے۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نماز میں" والشمس وضحھا "اور" والسماء والطارق "پڑھا کرتے تھے ۔[2]حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ چاشت کی نماز میں" والشمس "اور" الطارق "پڑھا کریں ۔[3]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ١ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا
٢ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ٣ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا
٤ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ٥ وَالْاَرْضِ وَمَا
طَحٰهَا ٦ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ٧ فَاَلْهَمَهَا

چاند اور)۱(کی روشنی کی اس اور قسم کی سورج
کی دن اور)۲(آئے پیچھے کے اس وہ جب کی
اور)۳(کرے نمایاں کو سورج وہ جب قسم
اور)۴(چھپائے کو اس وہ جب قسم کی رات

---

1 محمد بن عیسیٰ ترمذی (المتوفی 279ھ)، الجامع ترمذی ، باب القرائۃ فی صلاۃ العشاء الرقم 309 ص 2/ 114
2 سلیمان بن احمد (المتوفی 360ھ)، معجم الکبیر، الرقم 1958 ص 2/ 231
3 عبدالرحمن بن ابی بکر (المتوفی 911ھ)، تفسیر در منثور ، ص 8/ 527

فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰىهَا ۞ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا
۞ وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا ۞ كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ
بِطَغۡوٰىهَاۤ ۞ اِذِ انۡۢبَعَثَ اَشۡقٰىهَا ۞ فَقَالَ لَهُمۡ
رَسُوۡلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقۡيٰهَا ۞ فَكَذَّبُوۡهُ
فَعَقَرُوۡهَا ۙ فَدَمۡدَمَ عَلَيۡهِمۡ رَبُّهُمۡ بِذَنۡۢبِهِمۡ
فَسَوّٰىهَا ۞ وَلَا يَخَافُ عُقۡبٰهَا ۞

صدق الله العظیم

اور)۵(بنایا کو اس نے جس اور قسم کی آسمان
اور)٦(پھسلایا کو اس نے جس اور قسم کی زمین
درست کو اس نے جس اور قسم کی نفس
ان اور کام برے کے اس کو اُس پھر)۷(بنایا
اپنے نے جس)۸(سمجھایا طریقہ کا بچنے سے
کامیاب وہ لیا کر پاک)سے گناہوں(کو نفس
گناہوں (کو نفس اپنے نے جس اور)۹(گیا ہو
ثمود قوم)۱۰(گیا ہو ناکام وہ لیا کر آلودہ)سے
)کو رسول اپنے (سبب کے سرکشی اپنی نے
بدبخت بڑا سے قوم اس جب)۱۱(جھٹلایا
اللہ کہا سے ان نے رسول کے تواللہ)۱۲(اُٹھا
حفاظت کی باری(کی پینے پانی اسکے اور اونٹنی کی
اور جھٹلایا کو رسول اپنے نے انہوں) کرو)(۱۳
نے رب کے ان تو دیں کاٹ کونچیں کی اونٹنی
کے کر ہلاک کو ان سے وجہ کی گناہ کے ان
اس کواُن اور)۱۴(دیا کر ہموار)کو بستی کی ان(
)۱۵(نہیں ڈر کوئی سے لینے انتقام سے

انتقام لینا کیسا ہے

اس سورة کی پہلی آیات مبارکہ میں رب قدوس جل مجدہٗ نے سورج ، چاند ، دن ، رات ، آسمان ، زمین اور نفس انسان کی قسمیں اُٹھا کر اس بات کی وضاحت فرمائی کہ جس شخص نے اپنے نفس کو گناہوں سے پاک کر لیا وہ عظمت و کامیابی سے نوازا گیا اور جس نے اپنے نفس کو لہو و لعب اور گناہوں سے آلودہ کر لیا وہ ناکام ہو گیا ۔ جن چیزوں کی قسم کھائی گئی

ان میں سب سے پہلے سورج کا ذکر ہے کہ یہ طلوع ہونے کے ساتھ ہی کائنات کو روشن کر دیتا ہے ، لوگ اس کی روشنی میں کاروبار میں لگ جاتے ہیں اس کی روشنی سے کھیتیاں پروان چڑھتی ہیں ، انسانوں جانوروں کے کھانے کے سامان مہیا ہوتے ہیں اس کے طلوع و غروب میں ہزاروں حکمتیں ہیں پھر چاند کی قسم اُٹھائی ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد اس کی روشنی کام آتی ہے بہت سے فائدے چاند میں رکھ دئے گئے ہیں پھر رات کا ذکر فرمایا گیا کہ ان کی مصروفیتوں کے بعد تھکاوٹ دور کرنے کیلئے رات کا وجود کس قدر عظیم نعمت ہے پھر آسمان کی قسم کا ذکر فرمایا اور اس کے بنانے والے کا پھر زمین کو پھیلانے کا ذکر کیا گیا ۔

نفس انسان کی قسم اُٹھائی اس سے مراد انسان کامل" حضور ﷺ " ہیں ۔ اگر اس سے مراد عام نفس لیا جائے تو پھر اس لئے قسم ہے کہ پوری کائنات میں اشرف المخلوقات انسان ہے پھر انسان کو ہر اچھے برے کام کی ہدایت دے دی کہ وہ اپنی زندگی کو اچھائی پر لا سکے اور برائی سے بچا سکے ۔ یہ ہدایت اسی وقت مفید ہو گی جب حضور ﷺ کے ارشادات کے تابع ہو گی ورنہ وہ ہدایت نہیں فساد ہے ۔

اگلی آیات کریمات میں قوم ثمود کی بربادی کی وجہ فرمائی گئی کہ اس قوم کے ایک بدبخت نے اللہ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹیں اور اپنے دور کے سچے نبی کو جھٹلایا ، نبی کے حکم کو پس پشت ڈالا کہ اونٹنی کی حفاظت کرو اور اس کے پانی پینے کی باری کا خیال کرو قوم نے سرکشی کی حالانکہ قوم نے خود ہی صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ سچے نبی ہیں تو چٹان سے اونٹنی نکال کر دکھائیں ، اونٹنی کو ہلاک کرنے والا بندہ قداء بن سالف تھا ۔ قوم کے اس جرم کی پاداش میں ساری بستی برباد کر دی گئی ، زمین سے ملا دی گئی حضرت صالح علیہ السلام کو قوم کے برباد ہونے کا کوئی خوف نہ تھا ،نہ ہی یہ ڈر تھا کہ قوم پر عذاب آنے سے اُنہیں کوئی نقصان پہنچے گا۔

وَصلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سورۃ اللیل

اس سورۃ پاک میں رات دن کی قسمیں کھا کر یہ فرمایا گیا ہے کہ بعض لوگ مومن ہیں بعض کافر ہیں اور ان دو گروہوں کے کارنامے الگ الگ ہیں کوئی برائی کا ارتکاب کر کے دوزخی ہے کوئی اعمال صالحہ اپنا کر جنت کا وارث ہے کوئی اپنے مال کو اچھی جگہ پر خرچ کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے کوئی حرام کاری میں لگا کر دوزخی بن جاتا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ آخرت میں مال کام نہیں آئے گا۔ بتایا گیا ہے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو ماننے والا قیامت کو سرخرو ہو گا اور جھٹلانے والا رُسوا و ذلیل۔ یہ سورۃ پاک مکی ہے اس میں اکیس آیات اور ایک رکوع ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان بہت رحم فرمانے والا ہے

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ① وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ② وَمَا
خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ③ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى
④ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ⑤ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى
⑥ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ⑦ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ
وَاسْتَغْنٰى ⑧ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ⑨ فَسَنُيَسِّرُهٗ
لِلْعُسْرٰى ⑩ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى
⑪ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ⑫ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ
وَالْاُوْلٰى ⑬ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ⑭ لَا

اور رات کی قسم! جب وہ (دن کو) چھپائے(۱)اور دن کی قسم جب وہ روشن ہو(۲)اور اس رات کی قسم جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا(۳) بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے(۴) پس جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اللہ سے) ڈر کر(گناہوں سے) بچتا رہا(۵)اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا رہا(۶) تو ہم اس کے لیے راحت والی خصلت کو آسان کر دیں گے (۷) رہا وہ شخص جس نے بخل سے کام لیا، اور (اللہ سے) بے نیازی اختیاری کی (۸) اور سب سے اچھی بات کو

یَصۡلٰىهَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِىۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰىؕ
﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِىۡ يُؤۡتِىۡ مَالَهٗ يَتَزَكّٰىۚ
﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ نِّعۡمَةٍ تُجۡزٰٓى ﴿۱۹﴾ اِلَّا
ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِ الۡاَعۡلٰى ﴿۲۰﴾ وَلَسَوۡفَ يَرۡضٰى ﴿۲۱﴾



جھٹلایا (۹) تو ہم اس کے لیے مصیبت والی خصلت اختیار کرنا آسان کردیں گے (۱۰)اور جب وہ ہلاکت کے گڑھے میں گرے گا تو اس کا مال اس کے کام نہیں آئے گا(۱۱) سیدھی راہ دکھانا ہمارے(ذمہ کرم) پر ہے(۱۲)بے شک! آخرت اور دنیا کے ہم ہی مالک ہیں(۱۳) میں تمہیں بھڑکتی آگ سے ڈرا چکا ہوں(۱۴)اس میں بڑا بد بخت ہی جھونکا جائے گا(۱۵)جس نے قوم کو جھٹلایا اور اس سے پیٹھ پھیر لی(۱۶)اور عنقریب اس دوزخ سے سب سے زیادہ ڈرانے والے کو دور رکھا جائے گا(۱۷)جو اپنا مال اپنے کو پاک کرنے کیلئے دیتا ہے(۱۸)اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہین جس کا بدلہ دیا جائے(۱۹) مگر اس کا مال اللہ کی رضا کیلئے ہے(۲۰)اور عنقریب اس کا رب ضرور راضی ہو گا(۲۱)

شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اس آیہ مبارکہ میں رات اور دن کی قسم کھائی گئی کہ رات کو ہر جاندار اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر آرام کرتا ہے ، تھکاوٹ دور کرتا ہے ، نیند پوری کرتا ہے رات سے بدن کو سکون ملتا ہے ۔ دن کی قسم کھائی ہے کہ دن کو کام کاج کئے جاتے ہیں ، پرندے گھونسلوں سے باہر آجاتے ہیں اگر رات ہی رہتی تو معاش ، آرام ، سکون ، راحت کے معاملات مشکل ہو جاتے ۔

رات اور دن کا آنا جانا ، طلوع و غروب رب قدوس کی توحید اور الوہیت پر واضح دلالت ہے یہ نظام مسلسل چل رہا ہے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کبھی دن نہ آیا ہو یا رات نہ گئی ہو ۔ نراور مادہ کو پیدا کرنے والی ذات کی قسم کھائی گئی ہے کہ نر اورمادہ کی تخلیق کا تعلق پوری مخلوق سے ہے انسان ، حیوان ، چرند ، پرند کیڑے مکوڑے سبھی شامل ہیں ۔ یہ بھی الوہیت اور توحید کے دلائل ہیں کہ ایک ہی طریقہ سے تخلیق ہو رہی ہے کئی خدا ہوتے تو تخلیق کے طریقے بھی بدلتے. لوگوں کی کوششیں مختلف ہیں کوئی اچھے کام کر کے جنت کا حق دار بن جاتا ہے کوئی برے کام کر کے جہنم کا ایندھن بنتا ہے جو اللہ کی نافرمانی سے بچتا رہا احکام الٰہی بجا لاتا رہا ، حشر و نشر کی تصدیق کی ہم اس کیلئے احکام پر عمل کرنا آسان کر دیں گے اور بخل کرنے والے خدا سے بغاوت کرنے والے لوگوں کیلئے ہم دشواریاں کر دیں گے۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ ہم مومن پر اپنا کرم کریں گے تو اس کیلئے نیک کام آسان ہو جائیں گے ۔ کافر پر کرم نہیں ہو گا تو اس کیلئے نیک کام مشکل ہو جائیں گے ، کافر جب ہلاکت کے گڑھے میں گرے گا تو اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا ، ہلاکت کے گڑھے میں گرنے کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ قبر یا جہنم میں جب ڈالا جائے گا تو اس کا مال اس کے کام نہیں آئے گا ۔

یہ آیات مبارکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں بیان کی گئی ہے جب آپ نے حضرت بلال کو اُمیہ سے خرید کر آزاد کیا تو یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں ، سیدھی راہ دکھانا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے ۔[1]

یہ معنی بھی کیا گیا ہے جو لوگ ہم سے ہدایت طلب کرتے ہیں انہیں ہدایت دینا ہمارا کرم ہے ، فرمایا دنیا و آخرت کے مالک ہم ہی ہیں ، بتوں کے مِلک میں نہیں ۔ اس ارشاد میں بت پرستوں کی مذمت کی گئی ہے جہنم کی آگ میں بدبخت ، سرکش ، حق کو جھٹلانے والے کو ہی جھونکا جائے گا جو اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں اس سے اس کا رب راضی ہو گا ۔

1 عبدالرحمن بن محمد (المتوفی 327ھ)، تفسیر ابن ابی حاتم، ص 10/3441

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیہ کریمہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ، انہوں نے اللہ کی رضا کیلیے کئی غلام آزاد کئے ۔ ان علاقوں کا ابوبکر پر کوئی احسان نہیں تھا ، ان غلاموں کو اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا ، ان غلاموں میں حضرت بلال ، عامر بن فہیرہ ، حضرت نہدیہ ، زنیرہ ، ام عیسیٰ رضی اللہ عنہم شامل ہیں ۔[1]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

1 اسماعیل بن عمر (المتوفی 744ھ)، تفسیر ابن کثیر، ص 8/ 407

سورۃ الضحیٰ

یہ سورۃ پاک مکی ہے اس میں گیارہ آیات اور ایک رکوع ہے ۔ اس سورۃ پاک میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر نہ ناراض ہوا نہ چھوڑا اور آپ پر بعد والی گھڑی پچھلی سے عظمت والی ہے اور آپ پر مسلسل رحمات و برکات کی بارش رہتی ہے ۔

اس میں حضور ﷺ خوشخبری دی گئی ہے کہ آپ کو شفاعت کی بڑی دولت دی جائے گی کہ آپ راضی ہو جائیں گے ۔ اس سورۃ پاک میں حضور ﷺ پر شفقت کا اظہار فرمایا گیا ہے کہ آپ یتیم تھے تو اللہ نے آپ کو پناہ دی ، مالی لحاظ سے کمزور تھے تو غنی کر دیا اس میں آپ کو یتیموں، سائلوں سے محبت کا حکم فرمایا گیا ۔ رب قدوس نے محبوب پر بے پناہ عنایات اور بے پایاں احسانات کا ذکر فرمایا ہے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَالضُّحٰى ﴿١﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿٢﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿٣﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿٤﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿٥﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿٦﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿٧﴾ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿٨﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿٩﴾ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿١٠﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿١١﴾

صدق اللہ العظیم

چاشت کے وقت کی قسم(۱)اور رات کی قسم جب وہ پھیل جائے(۲)آپ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا(۳)اور بے شک! بعد والی ساعت آپ کیلئے پہلی ساعت سے بہتر ہے(۴)اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے(۵) کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا؟ پھر آپ کو ٹھکانا دیا(۶)اور آپ کو(اپنی محبت میں) خود رفتہ پایا تو (منزل مقصود تک) پہنچا دیا(۷)اور اس نے

آپ کو ضرورت مند پایا تو غنی کر دیا(۸)پس
کسی یتیم پر سختی نہ کیجئے(۹)اور جو مانگنے آئے اُ
س کو مت جھڑکئے(۱۰)اور اپنے رب کی نعمتوں
کا ذکر کیا کیجئے(۱۱)

حسن مصطفیٰ ﷺ

اس سورۃ پاک میں دن اور رات کی قسم کھائی کہ یہ دونوں اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں اور دونوں انسانی زندگی کی اہم ضرورتیں ہیں ، ان کو کسب معاش کا مسئلہ ہے اور رات کو تھکاوٹ دور کرنے کی بات ہے ۔ اس سے پہلی سورۃ پاک" واللیل "میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے اور اس میں سید عالم ﷺ کا ذکر ہے ، اس انداز سے حضور ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قرب اور پیار کا پتہ چلتا ہے ۔ حضرت جبریل علیہ السلام کئی روز تک دربار نبوی میں حاضر نہ ہوئے تو کفار مکہ نے کہا محمد (ﷺ) کو محمد (ﷺ) کے رب نے چھوڑ دیا ہے ۔ ان کا ردّ فرمایا کہ ایسا ہر گز نہیں ، محبوب تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ تجھ سے ناراض ہوا ہے ، وحی نہ آنے پر ابولہب کی بیوی نے ایسا کہا ، محمد (ﷺ) میرا گمان ہے تمہارے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے تو اس کے ردّ میں یہ آیہ پاک نازل ہوئی ۔[1]

آپ پر کئی دن وحی نہ آنے کی حکمت یہ تھی کہ آپ وحی کا انتظار کریں اور آپ کے دل میں شوق پیدا ہو چنانچہ جب جبریل حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا جبریل تم اب تک نہیں آئے حتی کہ میں تمہارا مشتاق ہو گیا ، جبریل عرض کرتے ہیں حضور میں آپ سے زیادہ آپ کا مشتاق تھا ۔ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کہا اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا[2]

1 محمد بن عمر (المتوفی 606ھ)، تفسیر کبیر، ص31/ 192
2 انجیل باب 28

قربان جائیں عظمت مصطفیٰ ﷺ پر رب قدوس قسمیں اُٹھا کر فرماتا ہے تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا نہ ناراض ہوا ہے ۔ عظمت کا دوسرا پہلو اور زیادہ نمایاں ہے تیرے لئے ہر پچھلا لمحہ پہلے سے بڑھ چڑھ کر افضل و اعلیٰ ہو گا ۔ دنیا سے آخرت اور زیادہ بہتر ہو گی ، یہ معنی بھی کیا گیا ہے تیرا دین ترقی کرتا رہے گا تیری عزت بڑھتی رہے گی ۔ آج یورپ کی ہزار تنظیمیں اسلام کے خلاف کام کر رہی ہیں مگر اسلام آئے دن بڑھتا ہی جا رہا ہے ۔2004 ء میں ایک سال کے اندر بیس ہزار روسی مسلمان ہوئے ، دنیا بھر میں ایسی مثال کسی مذہب میں نہیں ملتی ۔

عظمت کا ایک اور پہلو اس طرح فرمایا گیا کہ آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے حضور ﷺ نے خود فرمایا " مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔

آپ پر مزید ایک فضل کا ذکر فرمایا کہ آپ ہماری محبت میں وارفتہ تھے تو ہم نے آپ کو منزل مقصود تک پہنچایا'' ووجدك ضالا فهدىٰ '' کے ارشاد سے کئی لوگوں کو دھوکا ہو گیا کہ خدا پناہ حضور بھٹک گئے تو اللہ نے سیدھی راہ دکھائی حالانکہ " ضال "عرب میں اس اونچے بلند و بالا درخت کو بھی کہا جاتا ہے جسے دور سے دیکھ کر لوگ راہ پالیں ، حضور کو دیکھ کر کائنات نے راہ پائی ۔[1]

حضرت جنید بغدادی نے" ضال "کا معنی متحیرہ کیا ہے اللہ نے آپ کو قرآن کے بیان میں حیران پایا تو اس کے بیان کی تعلیم فرما دی ۔[2] "ضلال "کا معنی محبت بھی کیا گیا ہے جیسے یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے والد گرامی یعقوب علیہ السلام سے کہا'' انك لفی ضلالك القدیم "تو یوسف کی پرانی محبت میں مبتلا ہے ۔[3]

---

1 محمد بن عیسیٰ ترمذی (المتوفی 279ھ)، الجامع ترمذی، الرقم 2687 ص 5/51

2 احمد بن محمد (المتوفی 427ھ)، تفسیر ثعلبی، ص 10/229

3 یوسف، 12:95

مزید عظمت کا ذکر اس طرح فرمایا تجھے غنی کر دیا ، بظاہر تو سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے امسے صدیق اکبر نے اپنا سارا مال پیش کر دیا ، آپ کے بے نیاز ہونے کا پتہ اس ارشاد سے بھی چلتا ہے اگر میں چاہتا تو پہاڑ سونا بن کر میرے ساتھ چل جاتے ۔ آیہ مبارکہ میں سائلوں سے حسن سلوک اور اُنہیں نہ جھڑکنے کا حکم دیا گیا ۔ سائل سے تنگ وہ ہو جسے مال ختم ہو جانے کا ڈر ہو جب رب نے آپ کو بے پناہ خزانے بخشے ہیں تو سائلوں سے گھبراہٹ کیوں ؟ محبوب! اپنے رب کی نعمت کا ذکر کیا کیجئے ۔ اپنے رب کی بے شمار نعمتوں کا ذکر کیا کیجئے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سورۃ الانشراح

یہ سورۃ پاک مکی ہے اس میں آٹھ آیات اور ایک رکوع ہے ۔ سورۃ الضحیٰ میں بھی حضور ﷺ پر انعامات کا ذکر تھا اس سورۃ میں بھی حضور ﷺ پر انعامات کا ذکر موجود ہے اس سورۃ پاک میں حضور ﷺ کے سینہ مبارک کو ایمان ، حکمت اور انوار کیلئے کھولنے کا ذکر فرمایا گیا ہے اس میں محبوب سے فرمایا گیا محبوب تجھے دینی تبلیغ کے سلسلہ میں مشکلات آئیں گی مگر ہم آسانیاں پیدا کر دیں گے اس میں حضور ﷺ کو اللہ کی طرف رجوع کرنے اور مہمات میں اس پر توکل کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان بہت رحم فرمانے والا ہے

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ۙ۝١ وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ
وِزۡرَكَ ۙ۝٢ الَّذِيۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ ۙ۝٣ وَرَفَعۡنَا
لَكَ ذِكۡرَكَ ؕ۝٤ فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۙ۝٥ اِنَّ مَعَ
الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ؕ۝٦ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ۝٧ وَاِلٰى
رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ۝٨

صدق اللہ العظیم

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کھول نہیں دیا(۱)اور آپ سے(مشکل) چیزوں کا بوجھ اُتار دیا(۲)جس نے آپ کی پیٹھ کو گراں بار کرایا تھا(۳)اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا(۴)بے شک! ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے(۵)بے شک! ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے(۶)توجب آپ فارغ ہوں تو (عبادت پر) کمر بستہ ہوں(۷)اور اپنے رب ہی کی طرف راغب ہوں (۸)

حضور کا سینہ مرکز تجلیات

اس سے پہلی سورۃ والضحیٰ میں بھی حضور ﷺ پر انعامات کا ذکر تھا اس سورۃ میں بھی محبوب کریم ﷺ پر انعامات کا ذکر فرمایا گیا ، پہلا ارشاد ہے کیا ہم نے آپ کیلئے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا ،" شرح "کا معنی یہ کہ نورالہٰی کیلئے سینہ کشادہ کر دیا جس سے دل کو سکون و اطمینان میسر ہو ۔" شرح صدر "کا یہ معنی بھی بیان کیا گیا ہے کہ سینہ انوار و تجلیات کیلئے مرکز ثابت ہو سینہ میں حاضر و غیب دونوں جمع ہوں اور معرفت الہٰی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو ۔[1]

آپ کے شرح صدر کا اشارہ اس حدیث پاک سے بھی ملتا ہے جب حضور ﷺ بچپن میں اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کیلئے گئے تھے دو آدمیوں نے میرا سینہ چاک کیا دل نکالا گیا ، دھویا گیا پھر اس میں شفقت و رحمت بھر دی گئی پھر میرے دل میں چھوٹوں کیلئے بہت رحمت اور بڑوں کیلئے دل میں نرمی تھی ۔[2]

اس کیفیت کی صورت میں یہاں شرح صدر سے مراد شق صدر ہو گی آپ کے اس شرح صدر کی کیفیت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ دنیا و آخرت کے کمالات سے نوازا گیا یہ بھی ہے کہ لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے ۔ شرح صدر کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ آپ نے کس قدر مشکلات و مصائب کو دین کی اشاعت کیلئے حوصلہ ہمت سے برداشت کیا ۔ شرح صدر کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ آپ کو منصب نبوت پر فائز کیا اور دین اسلام جیسا عظیم نظام حیات بخشا جس سے قوم کی گمراہی ، بت پرستی ، شراب نوشی اور دوسری بدکاریوں کا بوجھ اُتر گیا ۔ بوجھ اُتارنے کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ کمالات و مقامات تک پہنچنے کیلئے جو دشواریاں محسوس ہوتی تھیں وہ جاتی رہیں اور بوجھ ہلکا ہو گیا ۔

حضور ﷺ کے ذکر پاک کے بلند ہونے کی ایک صورت اس حدیث شریف سے واضح ہوتی ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل آئے

1 اسماعیل بن عمر (المتوفی 744ھ)، تفسیر ابن کثیر، ص 8/418
2 محمد بن عمر (المتوفی 606ھ) تفسیر کبیر، ص 32/205

اور کہا آپ کا رب پوچھتا ہے آپ کے ذکر بلند و بالا ہونے کی کیفیت کیا ہے ، میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے اللہ نے فرمایا تیرے ذکر کی بلندی کی کیفیت یہ ہے جہاں میرا ذکر ہوا وہاں تیرا بھی کیا جائے گا ۔[1] آپ کے ذکر بلند ہونے کی کیفیت یہ بھی ہے کہ پہلی کتب سماویہ میں بھی ذکر فرمایا گیا ۔ کفار و مشرکین مسلمانوں کی حالت پر مذاق اُڑاتے، طنز کرتے حضور ﷺ سے فرمایا محبوب ! آپ پریشان نہ ہوں ، ہر دکھ کے بعد سکھ ہوتا ہے جب آپ نبوت کے فرائض سے فارغ ہوں تو حسب معمول ریاضت میں لگ جائیں اور اپنے رب کی طرف راغب رہا کریں اس کے رب ہونے کا جو تعلق تیرے ساتھ ہے وہ کسی اور کے ساتھ نہیں ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص 24/ 494

سورۃ التین

یہ سورۃ پاک مکی ہے کہ اس میں بلد الامین کا لفظ واضح طور پر موجود ہے اور بلد الامین سے مراد مکہ مکرمہ ہی ہے ۔[1]

اس سورۃ کی عظمت اس حدیث سے بھی واضح ہے ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ایک سفر میں عشاء کی نماز کی ایک رکعت میں والتین پڑھی ، اس سورۃ پاک میں انسان کا اشرف المخلوقات ہونا بیان فرمایا گیا ہے ۔[2]

اس میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ عدل سے کفار کو عذاب دے گا اور اپنے فضل سے مومنین کو ثواب سے نوازے گا ،نیز اس میں فرمایا گیا انسان کو بہترین تقویم میں پیدا کیا ہے لیکن اگر وہ توحید پر ایمان نہ لایا اور رسول اللہ کی تصدیق نہ کی تو دوزخ میں ڈالا جائے گا ۔ اس سورۃ پاک میں یہ قیامت برپا کرنے کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے انسان کی عظمت کے باوجود اُسے پھر پست ترین حالت کی طرف لوٹا دیا ۔ ایمانداروں اور اعمال صالح والے لوگوں کیلئے اجر عظیم ہے ۔ دنیا کی زندگی میں رحمت الٰہیہ سے نوازے جائیں گے آخرت کو اپنے رب کے حضور اس حالت میں جائیں گے کہ وہ رب سے راضی ہوں گے اور رب اُن سے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدِدِ خَلْقِهٖ

---

1 مقاتل بن سلیمان (المتوفی 150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان، ص 4/751

2 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب قول النبی ﷺ الرقم 7546 ص 9/158

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑامہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ
﴿۲﴾ وَھٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدۡ خَلَقۡنَا
الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ
اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ؕ﴿۶﴾ فَمَا
یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ؕ﴿۷﴾ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ
الۡحٰکِمِیۡنَ ﴿۸﴾ صدق اللہ العظیم

قسم ہے! انجیر اور زیتون کی(۱)اور قسم ہے! طور سینا کی(۲)اور اس امن والے شہر کی(۳)بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا(۴)پھر ہم نے اُسے پست ترین حالت میں لوٹا دیا(۵)سو ا ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کیلئے نہ ختم ہونے والا اجر(۶)اس کے بعد آپ کو جزا سزا کے معاملہ میں کون جھٹلا سکتا ہے(۷)کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں(۸)

انسان درجہ احسان تقویم پر

انجیر ، زیتون ، طور سینین اور بلد الامین (مکہ مکرمہ) کی قسم کھانے کے بعد انسان کی تخلیق کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ ہم نے اُسے بہترین ساخت میں پیدا کیا پھر اس کو نچلے طبقہ میں لوٹا دیا ۔ انجیر اور زیتون دو پھل ہیں جن میں قدرت نے کئی خوبیاں رکھی ہیں انجیر کئی بیماریوں کا علاج ہے ، بواسیر سے نجات دیتا ہے مثانے کی پتھری سے بچاتا ہے قبض کشا ہے کھانا ہضم کرتا ہے ۔

حضور ﷺ کے ہاں انجیر لایا گیا آپ نے اس سے کھایا اور پھر فرمایا اگر میں یہ کہوں کہ جنت کا پھل ہے تو کہہ سکتا ہوں ایسے ہی زیتون میں بھی قدرت نے کئی خوبیاں ہیں ، اس کا تیل جوڑوں کی درد کیلئے مفید ہے ۔[1]

1 احمد بن محمد (المتوفی 427ھ)، تفسیر کشف والبیان، ص10/238

حدیث شریف سے اس کی اہمیت ثابت ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا زیتون مبارک درخت ہے اس کی مسواک بہت اچھی ہے یہ میری مسواک ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء کی(مسواک) ہے ۔[1]

"طور سینین "کی قسم یہ وہ مقدس پہاڑ ہے جس پر اللہ رب العزۃ نے موسیٰ علیہ السلام کو ندا دی تھی یہ پہاڑ شام میں ہے۔[2]

امن والے شہر مکہ مکرمہ کی قسم کھائی ہے اتنی قزموں کے بعد انسان کی تخلیق کا ذکر اس کی عظمت کی واضح دلیل ہے ۔ اسے سیدھی قامت میں پیدا کیا ہے ، باقی حیوان جھکے ہوئے ہیں یہ اپنے ہاتھوں سے کھاتا ہے جبکہ باقی حیوانات اپنے منہ کو کھانے کی طرف جھکاتے ہیں۔

"پھر اسے نچلے طبقہ میں لوٹا دیا "یعنی کافر کو دوزخ میں لوٹا دیا اور مومن کو جنت کی طرف لوٹا دیا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ کافر کو اس کے بداعمال کفر و شرک کی طرف لوٹا دیا اور مومن کو اس کے بلند و بالا اعمال کی طرف لوٹا دیا ۔ محبوب کریم ایسے واضح دلائل کے ہوتے ہوئے کون ہے جو آپ کی تکذیب کرے گا ۔ پانی کے قطرہ سے تخلیق ہوئی جوان ہوا ، بوڑھا ہوا ، کمزور ہوا جو ذات ایسے مراحل گزارنے پر قادر ہے وہ مرنے کے بعد زندہ کرنے پر بھی قادر ہے ۔ آخر میں فرمایا گیا کیا اللہ تعالیٰ تمام حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے یہ آیہ پڑھی" الیس اللہ باحکم الحاکمین "اسے چاہئے کہ یہ پڑھے" بلیٰ وانا علی ذالک من الشاھدین "کیوں نہیں میں بھی اس پر گواہ ہوں ۔[3]

وَصلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

1 سلیمان بن احمد (المتوفی 360ھ)، المعجم الاوسط ، الرقم 678ص 1/ 210
2 مقاتل بن سلیمان (المتوفی 150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان ، ص 4/ 751
3 محمد بن عیسیٰ ترمذی (المتوفی 279ھ)، الجامع ترمذی ، باب سورۃ التین الرقم 3347ص 5/ 443

سورۃ العلق

یہ سورۃ پاک مکی ہے اس میں ۱۹ آیات اور ایک رکوع ہے ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے پہلی آیہ جو مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی وہ " اقراٗ باسم ربک الذی خلق " ہے ۔[1]

اس میں انسانی تخلیق کی حکمت فرمائی گئی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ انسان اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا اور مال پر تکبر کرتا ہے اس میں ابوجہل کی مذمت کی گئی ہے جو حضور ﷺ کو نماز پڑھنے سے منع کرتا تھا اور حضور ﷺ سے فرمایا گیا کہ ابوجہل کی دھمکیوں کی پرواہ نہ کریں ۔ اس سورۃ کا پہلا حصہ جبریل امین غار حرا میں لائے اور دوسرا حصہ جب حضور ﷺ نے نماز پڑھنا شروع کیا تو لوگوں کیلئے یہ انداز عبادت حیران کن تھا حضور ﷺ کو برا کہا جانے لگا تو ان کی مذمت کی گئی ۔

وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ﴿۸﴾ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ﴿۱۰﴾

اے رسول مکرم (اپنے رب کے نام سے پڑھیئے جس نے پیدا کیا ہے(۱)انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا(۲)پڑھیئے اور آپ کا رب ہی سب سے زیادہ کریم ہے(۳)جس نے قلم سے لکھنا سکھایا(۴)انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا(۵)بے شک انسان غرور و سرکشی کرتا ہے(٦)اس نے اپنے آپ کو بے

1 عبدالرحمن بن ابی بکر(المتوفی 911ھ)، تفسیر در منثور ، ص 8/ 560

نیاز سمجھ لیا ہے(۷) بے شک آپ کے رب
کی طرف ہی لوٹنا ہے(۸) کہا آپ نے اس
کو دیکھا جو کو روکتا ہے(۹) (ہمارے) بندے
جب وہ نماز پڑھے(۱۰)

قلم سے علم کیوں

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ پر وحی کا آغاز اس صورت میں ہوا کہ آپ جو خواب رات کو دیکھتے اس کی تعبیر روشن صبح کی طرح ظاہر ہو جاتی ، پھر آپ کو تنہائی پسند آنے لگی ، اور آپ نے تنہائی میں عبادت کیلئے غار حرا کا انتخاب کیا ۔ قرب و جوار میں غار تو اور بھی تھے مگر اس غار کے انتخاب میں کچھ حکمتیں تھیں ایک تو اس کی اونچائی تھی لوگ مداخلت نہیں کر سکیں گے ، ایک وجہ اور تھی کہ اس غار کے دروازے پر کھڑا ہو کر کعبہ کی زیارت کی جا سکتی تھی تیسری بات یہ تھی کہ یہ غار مشرق کی جانب تھا ، مادی آفتاب مشرق سے طلوع ہوتا ہے قدرت کو منظور تھا روحانی آفتاب بھی مشرق سے ہی طلوع ہو ۔ آپ گھر بھی آتے جاتے رہتے تھے کھانے پینے کا سامان لے جاتے ۔ ایک دن اچانک جبریل حاضر ہوئے اور پوری قوت سے دبایا اور کہا آپ پڑھئے ، حضور ﷺ نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ، اسی طرح دبانا ، تین مرتبہ اسی طرح ہواآپ نے وہی جواب دیا پھر جبریل نے کہا" اقرأباسم ربك الذی خلق "اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا ہے ، تو آپ نے پڑھنا شروع کر دیا سب سے پہلے حکم اقرأ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ علماء حافظ قاری خوش قسمت ہیں کہ رب قدوس کے سب سے پہلے حکم کی تعمیل میں زندگی گزار رہے ہیں ۔[1]

" اقرأ "فعل کا مفعول ذکر نہیں کہ پڑھیں کیا؟ پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے پڑھنے کا حکم دیا ہے جو چاہو پڑھو جتنا چاہو پڑھو جہاں چاہو پڑھو ، بس ایک بات کا خیال رکھا جائے پڑھائی

1 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب بدء الوحی الرقم3ص1/7

کے آخر پر مُہر خدا کے نام کی ہو ، دین کا خیال کر کے کسی سے بھی پڑھ لیا جائے ، حرج نہیں اگر کسی سے پڑھنے میں دین برباد ہوتا ہے تواس سے بچا جائے ۔ اقبال مرحوم نے اچھا کہا

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ   سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

لفظ" اقرأ "سے یہ بھی پتہ چلتا ہے قرآن مقدس پڑھی ہوئی کتاب ہے جبکہ قاری ساری کتابیں لکھی ہوئی نازل ہوئیں ، پڑھی ہوئی شے برباد نہیں ہوتی فضا میں رہتی ہے ، مکمل ہوئی شے کے فنا ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ جبریل علیہ السلام کا حضور ﷺ کو پوری قوت سے دبانا حضور ﷺ کا برداشت کر لینا بتاتا ہے ، طاقت حضور کی زیادہ ہے کچھ لوگوں نے کہا حضور ﷺ جبریل علیہ السلام کو دیکھ کر ڈر گئے تھے اس لئے گھر آ کر فرمایا مجھے چادر اوڑھاؤ۔ مولانا جلال الدین رومی نے لوگوں کے اس نظریہ پر دل چسپ بات فرمائی

احمد اربکشاید یدآں آن پر جلیل   تا ابد بے ہوش ماند جبرائیل

یہ حضور ﷺ کا ہی کمال تھا کہ جبریل کو دیکھ لیا اگر حضور اپنی حقیقت کھول دیتے تو قیامت تک جبریل کو ہوش نہ آتی ۔ انسان کو جمے خون سے بنایا ، وہ سکھایا جو نہ جانتا تھا یہاں انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہیں یا حضور ﷺ یا عام انسان ۔ آیہ مبارکہ میں انسان کی سرکشی کا ذکر فرمایا اس انسان سے مراد ابوجہل ہے جو حضور ﷺ کو تکلیف دینے کیلئے طرح طرح کی باتیں کرتا تھا وہ اپنے کو بے نیاز سمجھتا ہے اُسے پتہ ہونا چاہئے آخر اُس نے تیرے رب کی طرف لوٹنا ہے ابوجہل کی ایک بری عادت کا ذکر فرمایا گیا وہ ہمارے بندہ کو نماز سے روکتا ہے ۔[1]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 عبدالرحمن بن ابی بکر (المتوفی 911ھ)، تفسیر در منثور، ص 8/565

اَرَءَيۡتَ اِنۡ كَانَ عَلَى الۡهُدٰٓى ۝١١ اَوۡ اَمَرَ
بِالتَّقۡوٰى ۝١٢ اَرَءَيۡتَ اِنۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى
۝١٣ اَلَمۡ يَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝١٤ كَلَّا لَئِنۡ لَّمۡ
يَنۡتَهِ ۙ لَنَسۡفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۝١٥ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ
خَاطِئَةٍ ۝١٦ فَلۡيَدۡعُ نَادِيَهٗ ۝١٧ سَنَدۡعُ
الزَّبَانِيَةَ ۝١٨ كَلَّا ؕ لَا تُطِعۡهُ وَاسۡجُدۡ وَاقۡتَرِبۡ
۝١٩

صدق اللہ العظیم

آپ بتائیں گے اگر وہ (منع کرنے والا)ہدایت پر ہوتا(۱۱)یا وہ (اللہ سے) ڈرنے کا حکم دیتا(۱۲)اگر وہ(حق کو) جھٹلائے اور پیٹھ پھیرے(۱۳)کیا اس نے یہ نہیں جانا کہ اللہ (سب کچھ) دیکھ رہا ہے(۱۴)بیشک !اگر وہ باز نہ آیا تو ہم ضرور اس کو اس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر کھینچیں گے(۱۵)وہ پیشانی جو جھوٹی ہے گناہگار ہے(۱۶)اُسے چاہئے کہ کسی ایسے مددگار کو بلائے(۱۷)توہم بھی(دوزخ کے)مقرر کئے ہوئے فرشتوں کو بلائیں گے(۱۸)ہر گز نہیں آپ اس کی نہ مانیں اور آپ سجدہ کریں اور زیادہ قریب رہیں(۱۹)

مجرم کی پکڑ پیشانی سے

"ارأیت" کے ارشاد میں کافر مخاطب ہے ، اے کافر تو بتا جو نماز پڑھ رہے ہیں وہ تو اللہ کی عبادت میں مصروف ہین اور دین کی تبلیغ کر رہے ہیں اور بندوں کو اللہ کے قریب کر رہے ہیں اور تو انہیں نیک کاموں سے ڈرا رہا ہے ، ابوجہل جو کتاب اللہ کی تکذیب کر رہا ہے اور ایمان لانے سے گریز کر رہا ہے کیا اس نے یہ نہ جانا کہ اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اگر وہ(ابوجہل) باز نہ آیا تو ہم اسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر کھینچیں گے وہ پیشانی جو جھوٹی ہے گناہگار ہے اُسے چاہئے کہ وہ اپنے مددگاروں کو بلائے ہم بھی دوزخ کے مقرر کردہ فرشتوں کو بلائیں گے ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابوجہل حضور ﷺ کے پاس سے گزرا ، آپ مقام ابراہیم پر نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل نے کہا اے محمد (ﷺ) میں نے آپ کو نماز

پڑھنے سے روکا نہیں تھا ؟ حضور ﷺ نے اُسے اللہ کے عذاب سے ڈرایا ، ابو جہل نے کہا آپ مجھے کس چیز سے ڈرا رہے ہیں ، اس وادی کے اکثر لوگ میری مجلس میں بیٹھے ہیں ۔ تب یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔[1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ابوجہل نے قسم کھا کر کہا اگر میں نے آپ یعنی)محمد (ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو گردن اُڑا دوں گا ، ایک دن اس نے حضور ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا اپنی قسم پوری کرنے کیلئے آگے بڑھا تو لوگوں نے دیکھا ، پیچھے ہٹ گیا اس سے پوچھا گیا پیچھے کیوں ہٹا ہے تو کہا مجھے اپنے اور محمد کے درمیان خندق دکھائی دی جو آگ سے بھری ہوئی تھی شعلے اُٹھ رہے تھے حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ میرے قریب آنے کی جرأت کرتا تو فرشتے اُس کو برباد کر دیتے ۔[2]

حضور ﷺ سے فرمایا گیا آپ اس کی پرواہ نہ کریں سجدہ کریں اور زیادہ قریب ہوں ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا بندے کا رب سے زیادہ قرب اس وقت ہوتا ہے جب وہ اپنی پیشانی کو زمین پر رجھ کر اللہ کیلئے سجدہ ریز ہوتا ہے اللہ کے حضور عاجزی و انکساری سے قرب زیادہ ہوتا ہے۔[3]

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے محبوب ! آپ نماز سے قرب حاصل کرتے رہیں اور ابوجہل دوزخ کے قریب ہوتا رہے ۔ اس آیہ کریمہ کو پڑھنے والے پر سجدہ تلاوت لازم ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کی روایت کے مطابق حضور ﷺ کا اس آیہ پر سجدۂ تلاوت کرنا ثابت ہے ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 عبدالرحمن بن ابی بکر (المتوفی 911ھ)، تفسیر در منثور، ص 8/565

2 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص 24/537

3 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب ما یقال فی الرکوع والسجود الرقم 482ص 1/350

سورۃ القدر

یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس میں پانچ آیات ہیں اور ایک رکوع ہے ۔
اس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ قرآن مقدس کا نزول لیلۃ القدر میں ہوا اس سے پہلی سورۃ العلق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم سے فرمایا تھا آپ اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے پیدا کیا ہے اس سورۂ پاک میں قرآن مقدس کے نزول کو لیلۃ القدر میں فرمایا گیا جس رات میں فرشتے نازل ہوتے ہیں ، صبح تک عبادت کرنے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں ، اس رات میں بہت برکات و انوار کا نزول ہوتا ہے اس رات میں نزول قرآن کا معنی یہ ہے کہ قرآن مقدس لوح محفوظ سے آسمان اول تک اس رات اُتارا گیا اور پھر آسمان اول سے زمین تک حسب ضرورت آیات کا نزول ہوتا رہا اس رات کو" لیلۃ القدر "اس لئے کہا جاتا ہے کہ اُن لوگوں کی قدر و منزلت ہوتی ہے جو اس رات کو عبادت میں گزارتے ہیں یا اس لئے کہ اس رات میں اُترنے کلام تقدیر بدل دیتا ہے یا اس لئے کہ اس رات اس قدر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے ، اس رات کی برکتیں ہزار ماہ کی عبادت سے برتر ہیں یا اس لئے کہ اس میں سلامتی کی بشارتیں دی جاتی ہیں ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ①وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ② لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ③ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ④ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ⑤

بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا(۱)آپ کیا جانتے ہیں کہ شب قدر کیا ہے؟(۲)شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (۳)اس بات میں فرشتے اور جبریل اپنے رب کے حکم سے ہر کام کیلئے نازل ہوتے ہیں(۴)یہ (رات)طلوع فجر ہونے تک سلامتی ہے(۵)

صدق اللہ العظیم

لیلۃ القدر کی فضیلت

قرآن مقدس لوح محفوظ سے آسمان اول تک اس مقدس رات نازل ہوا ، پھر امر ، نہی ، حلال ، حرام حسب ضرورت حضور ﷺ پر تئیس سال تک جبریل کے ذریعہ سے اُترتے رہے ۔[1]

لیلۃ القدر ماہ رمضان میں ہے اور ماہ رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس کے متعلق ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ آسمانی کتابیں ۲۴ رمضان کو نازل ہوئیں ۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر جو صحائف اُترے وہ یکم رمضان کی شب اُترے ، زبور چھ رمضان کو ، انجیل ۱۸ رمضان کو ۔[2] اورقرآن پاک ۲۷ رمضان نازل ہوا

لیلۃ القدر اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں تقدیر بدلتی ہے یا اس لئے کہ آئندہ سال کیلئے جو اُمور چاہتا ہے وہ مقرر فرما دیتا ہے عکرمہ فرماتے ہیں اس رات میں بیت اللہ شریف کا حج کرنے والوں کے نام لکھ دئے جاتے ہیں یا اس لئے کہ اس میں عظمت و منزلت ہوتی ہے یا اس لئے کہ اس میں عبادت کرنے کی بہت قدر ہے یا اس لئے کہ اس میں بہت قدر و منزلت والی کتاب اتاری گئی ہے یا اس لئے کہ اس میں مومنین کیلئے رحمت کو مقدر کر دیا ہے ۔ قدر کا معنی تنگی کا بھی آتا ہے یااس لئے کہ فرشتے اس قدر نازل ہوتے ہیں کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔

اس سورۃ پاک کے اُترنے کا سبب یہ بنا، حضور ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا جو ایک ہزار سال تک اللہ کی راہ میں ہتھیار پہنے رہا ۔ صحابہ کو اس پر تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ پاک نازل فرمائیں ۔[3]

لیلۃ القدر رمضان شریف کے تیسرے عشرہ کی کسی طاق رات میں ہے ، جمہور علماء کا فیصلہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں(۲۷) رات ہے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ستائیسویں کا استدلال اس طرح فرمایا ہے کہ لیلۃ القدر کے حرف نو(۹) ہیں اور یہ لفظ قرآن

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری ، ص 3/ 190

2 ابوبکر بن ابی شیبہ (المتوفی 235ھ)، مصنف ابن ابی شیبہ ، الرقم 30191 ص 1436

3 عبد الرحمن بن محمد (المتوفی 327ھ)، تفسیر ابن ابی حاتم ، ص 10/ 3452

پاک میں تین مرتبہ ذکر ہوا ہے جس کا حاصل یہ ہے نو کو تین سے ضرب دیا جائے تو ۲۷ بنتے ہیں ۔[1]

اس مقدس رات کی عظمت حضور ﷺ کے ایک ارشاد سے واضح ہے فرمایا جس شخص نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ اجر وثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا جس شخص نے شب قدر میں عشاء اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی اُس نے بھی رات کا ثواب پا لیا ۔

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدِدِ خَلْقِہٖ

---

1 محمد بن عمر (المتوفی 606ھ)، تفسیر کبیر، ص 32/ 230

141 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب قیام لیلۃ القدر الرقم 35 ص 1/ 16

سورۃ البینہ

یہ سورۃپاک مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں آٹھ آیات اور ایک رکوع ہے ۔ اس سورۃ پاک میں یہود و نصاریٰ کے باطل عقائد کا رد فرمایا گیا نیز اس میں ایمانداروں کو اللہ کی بہترین مخلوق فرمایا گیا اور کفار و مشرکین کو بدترین ۔

اس سورۃ پاک کی عظمت اس حدیث پاک سے واضح ہے جسے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ، حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ مجھے رب نے حکم دیا کہ میں تیرے سامنے یہ سورۃ پاک پڑھوں" لم یکن الذین کفروا "حضرت ابی نے پوچھا یارسول اللہ (ﷺ) اللہ نے میرا نام لیا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں ، اس جواب پر حضرت ابی رونے لگے اس میں فرمایا گیا ہے کہ تمام انبیاء و رسل ایک ہی دین کی دعوت دینے کیلئے بھیجے جاتے رہے ۔[1]

جیسے اس حدیث شریف سے واضح ہے ، حضور ﷺ نے فرمایا"نحن محشر الانبیاء ابونا واحد و امھاتنا شتیٰ "ہم انبیاء کا گروہ ہیں ہمارا باپ ایک ہے مائیں مختلف ہیں یعنی ہمارا دین ایک ہے اور شریعتیں مختلف ہیں۔[2]

اس میں بتایا گیا ہے کہ نماز ، زکوۃ اور فرائض کی ادائیگی میں جو قائم رہے وہ اللہ کی بہترین مخلوق ہیں جنت کے مستحق ہیں اور جو دین سے بیزار رہے وہ اللہ کی بدترین مخلوق ہیں ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، الرقم 4960 ص 6/175

2 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب واذکر فی الکتاب مریم الرقم 3443 ص 4/167
مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب فضائل عیسی علیہ السلام الرقم 2365 ص 4/1837

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَالۡمُشۡرِکِیۡنَ مُنۡفَکِّیۡنَ حَتّٰی تَاۡتِیَہُمُ الۡبَیِّنَۃُ ۙ﴿۱﴾ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً ۙ﴿۲﴾ فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ ؕ﴿۳﴾ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡہُمُ الۡبَیِّنَۃُ ؕ﴿۴﴾ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۙ حُنَفَآءَ وَیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ ؕ﴿۵﴾

صدق اللہ العظیم

جن لوگوں نے اہل کتاب میں سے کفر کیا وہ اور مشرکین کفر سے الگ ہونے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس روشن دلیل آجائے(۱)وہ اللہ کی طرف سے رسول ہیں جو پاک صحیفوں کی تلاوت کرتے ہیں(۲)ان میں احکام الٰہیہ ہیں(۳)اوراہل کتاب میں اس وقت تفرقہ ہوا جب ان کے پاس واضح دلیل آ چکی تھی(۴)اور ان کو بھی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اخلاص کے ساتھ اطاعت کرتے ہوئے اللہ کی عبادت کریں ملّت حنفیّہ پر قائم رہتے ہوئے اور نماز قائم کریں زکوۃ ادا کریں اور یہی دین مستقیم ہے(۵)

کتب صحائف سماویہ

اس سے پہلی آیہ مبارکہ میں حضور ﷺ کی جلوہ گری سے پہلے کفر و شرک اور جہالت کا ذکر کر کے فرمایا گیا ہے ۔ قدرت کا تقاضا تھا کہ ایسی اندھیری رات کو دور کرنے اور اس شدید مرض کے خاتمہ کیلئے بھی کسی خاص کامل اکمل ماہر معالج کو بھیجا جائے کہ عالمگیر بیماری کیلئے بھی کسی عالمگیر طبیب کا ہی انتخاب ضروری تھا جس کا وجود بیماریوں کیلئے زبردست دلیل ہو ۔ آگے فرمایا اس معالج سے مراد اللہ کا وہ رسول مراد ہے جو قرآن کریم کی واضح دلیل لے کر ان کے پاس آیا ، حضور ﷺ کی جلوہ گری سے پہلے انسانیت دو گروہوں میں بٹی ہوئی تھی ، ایک گروہ وہ تھا جو کسی نبی پر ایمان ہیں رکھتا تھا نہ اس کے پاس کوئی آسمانی کتاب تھی وہ اپنی عقل کے مطابق ہی خدا کا متلاشی تھا ، کوئی ستارہ پرست کوئی بت پرست کوئی آگ کی پوجا کرتا

تھا ، دوسرا گروہ وہ تھا جو کسی نبی کے اُمتی ہونے کا تو دعویٰ کرتا تھا مگر گمراہی میں مبتلا ہو چکا تھا کسی صحیفہ پر عقیدہ تھا تو وہ صحیفہ تحریف کاشکار ہو چکا تھا خود ساختہ نظریات کی پیروی اس کا مشن بن چکا تھا، کسی نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہا ، کسی نے خدا کا بیٹا مانا ، کسی نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں مانا ، کسی نے عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانا ۔

اس آیہ پاک میں فرمایا گیا دونوں گروہوں میں کفر و شرک اس قدر رچ چکا ہے کہ ان کی شدید گمراہیوں کو کوئی معمولی مصلح درست نہیں کر سکتا ۔ ان گھٹا ٹوپ اندھیروں کو دور کرنے کیلئے تو کسی زبردست آفتاب کی ضرورت ہے جو ان کے ذہنوں ، دلوں کو روشن کر دے ۔

اگلی آیہ پاک میں اس عالمگیر مصلح کی صفات کا ذکر فرمایا گیا " البینہ "سے مراد حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے جسے گمراہوں کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا ۔[1]

یہ رسول روشنی کا عظیم مینار ہے جس سے انسانیت کے نشیب و فراز جگمگا رہے ہیں اس لئے کہ رسول ایسی کتاب کی تلاوت کرتا ہے جو کتاب ہر قسم کے نقص عیب سے پاک ہے ، ان پاک صحیفوں میں اچھی بہترین عمدہ باتیں ہیں ۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے راست مستحکم حضور ﷺ کی ذات ہے جو ہر خامی نقص عیب سے پاک ہے جس ذات گرامی کا نام ہی " محمد " ہے سیرت طیبہ کے ہر عمل میں حمد ہی حمد ہے ۔ کفار کے ایک گھناؤنے کام کا ذکر فرمایا گیا حضور ﷺ کی آمد سے پہلے تمام اہل کتاب حضور کے منتظر تھے جب دشمنوں سے لڑتے تو حضور کے نام پاک کے وسیلہ سے فتح حاصل کرنے کی دعائیں کرتے مگر جب وہ محبوب آ گئے تو ان کے مزاج بگڑ گئے حضور ﷺ کی مخالفت میں کمربستہ ہو گئے ۔ یہ قومیں جو کفر و شرک میں مبتلا ہیں ان میں کوئی بھی ایسی قوم نہیں جس کو اللہ کے نبی نے توحید پر ایمان لانے ، اِخلاص سے عبادت کرنے ، سیدھی راہ پر چلنے ، نماز پڑھنے ، زکوۃ دینے کا حکم نہ دیا ہو ۔ یہی سچا دین ہے یہی واضح اور پسندیدہ دین ہے جس میں نہ کوئی ٹیڑھا پن ہے نہ کوئی خامی ہے نہ کمی ہے ۔

وَصلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدِدِ خَلْقِہٖ

1 علی بن محمد (المتوفی 450ھ)، تفسیر ماوردی، ص 6/316

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ أُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۞ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۞ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا ۖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۞

صدق اللہ العظیم

بے شک! اہل کتاب میں سے جو کفار ہیں اور مشرکین ہیں وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں رہنے والے ہیں ، وہی تمام مخلوق میں بدترین ہیں (۶) بے شک! جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وہ تمام مخلوق میں بہترین ہیں (۷) ان کی جزا ان کے رب کے پاس جو ہمیشہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے یہ جزا اس کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے (۸)

مقام رضا

حضور ﷺ کی جلوہ گری کے بعد آفتاب ہدایت کی روشنی کے بعد جو لوگ سرکش ہو گئے حق سے منہ موڑ لیا اور محبوب کریم کے دامن میں پناہ نہ لی وہ مخلوق کے بدترین لوگ ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں جلیں گے ، مخلوق کا دوسرا گروہ جو ایمان لے آیا اچھے کام کئے حضور ﷺ کے دامن میں پناہ لے لی یہی وہ مبارک نفوش ہیں جو کائنات کی بہاریں ہیں پوری کائنات میں ان کا کوئی ہمسر نہیں ان کے دل ، دماغ ، اعضاء ، سبھی طیب طاہر پاک انہیں لوگوں کیلئے جنت منتظر ہے ۔ یہ لوگ جنت کے مقدس مقامات میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہاں سے کبھی بھی انہیں محروم نہیں کیا جائے گا جنت کے بلند ترین مقامات میں رہنے سے ایک اور بڑا انعام انہیں نصیب ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوگا ۔ اور یہ لوگ اللہ رب العزۃ کے پاس سے بے پایاں کرم پر راضی ہوں گے ۔ روحانیت کا یہ مقام "مقام رضا" بہت سے روحانی درجات سے بہت آگے ہے ۔

اس مقام رضا کو امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم میں ایک روایت سے اس طرح بیان کیا ہے ، قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد ایک جماعت کو حکم ہو گا وہ جنت میں چلی جائے یہ جماعت جنت میں چلی جائے گی جنت کے محافظ فرشتے ان سے پوچھیں گے تم سب سے پہلے آگئے ہو ، دنیا میں کیا کرتے تھے ؟ وہ کہیں گے نماز ، روزہ ، حج ، زکوۃ فرشتے کہیں گے باہر والے لوگ بھی تو یہی کچھ کرتے تھے کوئی اور بات ہو گی یہ جنتی کہیں گے ایک کام اور بھی تھا شائد اس وجہ سے ہمیں نوازا گیا ہو وہ کیا تھا ؟ تو یہ جماعت کہے گی جب بیمار ہو جاتے تھے علاج کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے ، بھوکے ہوتے تو کھانے کا خیال نہ کرتے ، فرشتے کہیں گے یہ کام تو جائز تھا اسلام نے اجازت دی تھی بیمار ہو تو علاج کرو ، بھوکے ہو تو کھاؤ ، یہ جماعت کہے گی ہم اس لئے علاج نہ کرتے تھے کہیں ہمارا رب یہ نہ کہے بیماری بھی تو میں نے بھیجی تھی ، اس سے کنی کیوں کتراتے ہو؟ فرشتے کہیں گے سب سے پہلے جنت میں آنے کی وجہ یہی ہے کہ تم ہر حال میں اللہ کی رضا چاہتے تھے ۔[1]

مقام رضا کی اہمیت ایک اور حدیث شریف سے اسی طرح واضح ہے ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت کو پکارے گا جنتی عرض کریں گے، اللہ ہم حاضر ہیں ، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب تم راضی ہو ، جنتی عرض کریں گے اللہ ہم راضی ہیں تو نے ہمیں بے پناہ رحمات سے نوازا اللہ فرمائے گا میں اس سے بھی بڑا انعام عطا نہ کروں ، ہمارے اللہ اس سے زیادہ اور کیا ہے اللہ فرمائے میں تمہیں اپنی رضا سے اس طرح سرفراز کر دوں اس کے بعد میری ناراضگی کا تمہیں کوئی فکر نہ رہے ۔[2]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

1 محمد بن محمد الغزالی (المتوفی 505ھ)، احیاء العلوم، ص4/345
2 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب صفۃ الجنۃ والنار الرقم 6549ص8/114

سورۃ الزلزال

یہ سورۃ پاک مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں آٹھ آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔

اس سورۃ پاک کی عظمت متعدد احادیث مبارکہ سے واضح ہوتی ہے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس نے " اذازلزلت الارض "پڑھی وہ نصف قرآن کے برابر ہے اور جس نے" قل ھواللہ احد "پڑھی وہ تہائی قرآن کے برابر ہے ، جس نے" قل یایھاالکافرون "پڑھی وہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے ۔

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں حضور ﷺ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے اور اس میں" اذازلزلت الارض "پڑھتے تھے اس سورۂ پاک میں جب قیامت کے جھٹکوں سے زمین پھٹ جائے گی زمین میں چھپی ہر شے ظاہر ہو جائے گی ، ہر شے چشم دید گواہوں کی طرح بول کر انسان کے اعمال کو بتائے گی اس وقت اسے احساس ہو گا کہ میں نے کیا کیا مگر قیامت کے دن یہ احساس بے فائدہ ہو گا ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ①وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ②وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ③يَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ④بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا⑤يَوْمَىِٕذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ⑥فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

جب زمین زلزلہ کی شدت سے ہلا دی جائے گی(۱)اور زمین اپنا تمام بوجھ باہر نکال دے گی(۲)اور انسان کہے گا اسے کیا ہوا(۳)اس دن زمین اپنی تمام خبریں بیان کر دے گی(۴) کیونکہ آپ کے رب نے اُسے حکم دیا ہے(۵)اس دن لوگ مختلف حالات میں لوٹیں

خَيْرًا يَّرَهٗ ⑦ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ⑧

گے تا کہ انہیں ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں(۶)جو زیادہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کا صلہ دیکھے گا(۷)او رجو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اس کا عذاب دیکھے گے(۸)



اسباب زلزلہ

منکرین قیامت کا سوال تھا جس قیامت کا ذکر کیا جاتا ہے وہ آئے گی کب؟ تو اس کا جواب دیا گیا ہے جب زمین شدت سے ہلا دی جائے گی ، پہاڑ زمین بوس ہو جائیں گے اور زمین اپنے تمام بوجھ باہر نکال دے گی جو مردے دفن ہیں وہ سب باہر نکل آئیں گے زمین خزانوں کو باہر نکال دے گی اور خالی ہو جائے گی ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا زمین چاندی سونا اُگلے گی ، چور کہے گا زمین کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا ، قاتل کہے گا زمین کی وجہ سے میں نے قتل کیا ، پھر سب اس مال کو چھوڑ دیں گے اور کوئی ان میں سے کچھ نہیں لے گا اس وقت ہر انسان یہ کہے گا اسے کیا ہوا وہ انسان مومن ہے یا کافر ۔[1]

یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ یہاں انسان سے مراد کافر انسان ہے کہ مومن کو تو پہلے ہی پتہ تھا کہ قیامت کے وقت زلزلہ آئیگا۔[2]

زمین تمام خبریں دے گی حضور ﷺ نے اس آیہ کو پڑھ کر فرمایا کیا تم جانتے ہو زمین کیا خبر دے گی ۔ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول کو بھی زیادہ علم ہے فرمایا اس کی خبر یہ ہے کہ وہ ہر بندے کے متعلق بتائے گی ، اس نے فلاں دن زمین کی پشت پر یہ کام کیا تھا اور فلاں دن یہ کام کیا تھا ۔

---

1 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم ، باب الترغیب فی الصدقة الرقم 1013 ص 2/ 701

2 مقاتل بن سلیمان (المتوفی 150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان ، ص 4/ 791

اس دن اللہ تعالیٰ زمین کو حیوان ناطق بنا دے گا ، پھر وہ کلام کرے گی یا اس میں کلام پیدا کردے گا یا اس سے جو چیز صادر ہو گی وہ کلام کے قائم مقام ہو گی اس دن لوگ مختلف احوال میں روئیں گے تا کہ انہیں ان کے اعمال دکھا دئے جائیں ۔ حساب کے بعد دائیں ہاتھ والے جنت کی طرف روانہ ہوں گے اور بائیں ہاتھ والے دوزخ کی طرف ۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ جب لوگ قبروں سے نکلیں گے تو ان کو حساب کی جگہ لایا جائے گا تا کہ اپنے اعمال دیکھ لیں ، حساب کی جگہ سے مختلف ٹولیوں میں روانہ ہوں گے ہر انسان کو اس کی نیکی کا اجر دے دیا جاتا ہے اگر کوئی کافر اچھا کام کرے تو اس کا اجر اُسے دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے ۔ آخرت میں کوئی اجر نہیں ملے گا اگر کوئی مومن ذرہ برابر بھی برائی کرے گا تو اس کی سزا اُسے دنیا میں ہی دے دی جائے گی ، قیامت کے دن اُسے اس برائی کی سزا نہیں ہو گی ۔ مومن نے ذرہ برابر نیکی کی تو اس کو قبول کر لیا جائے گا اور قیامت میں اس کا اجر زیادہ کر دیا جائے گا ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سورۃ العادیات

یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ، حدیث شریف میں ہے ۔حضور ﷺ نے فرمایا "العادیات "نصف قرآن کے برابر ہے۔

اس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ انسان دولت حاصل کرنے کی شدید حرص رکھتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے گھوڑوں کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ انسان اپنے رب کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے اس سورۃ میں انسان کو توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ نیک کام کرے برے کاموں سے بچے تا کہ قیامت کے دن عذاب سے بچ سکے ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا
﴿۲﴾ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا
﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ﴿۵﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ
لَكَنُوْدٌ ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ
الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ﴿۸﴾ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي
الْقُبُوْرِ ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ
بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

صدق اللہ العظیم

ان گھوڑوں کی قسم جو بہت تیز دوڑتے ہیں ہانپتے ہیں(۱)پھر پتھر پر سم مار کر چنگاریاں اُڑاتے ہیں(۲)پھر صبح کے وقت دشمن پر حملہ کرتے ہیں(۳)پھر اس وقت وہ گردو غبار اڑاتے ہیں (۴)پھر دشمن کی فوج میں گھس جاتے ہیں (۵)بے شک انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے (۶)اور بے شک وہ اس پر گواہ ہے(۷)اوروہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے(۸) کیا وہ نہیں جانتا جو قبروں میں ہیں وہ اٹھائے جائیں گے(۵)بے شک انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے(۶)اور بے شک وہ اس پر گواہ ہے(۷)وہ

مال کی محبت میں بہت سخت ہے(۸) کیا وہ نہیں
جانتا جو قبروں میں ہیں وہ اٹھائیے جائیں
گے(۹)اور سینوں کی باتوں کو ظاہر کر دیا جائے
گا(۱۰)بے شک ان کا رب اس دن ان کی خبر
رکھنے والا ہے(۱۱)

کمال نسبت

اس سورۃ پاک کا آغاز قسم کھا کر کیا جا رہا ہے اس سورۃ پاک میں مجاہدین کے گھوڑوں کی قسم کھائی گئی ہے ، ان گھوڑوں کی صفات بیان کی گئی ہیں ، ایک صفت یہ فرمائی کہ وہ تیز دوڑتے ہیں دوسری بات فرمائی گئی جب وہ گھوڑے دوڑتے ہیں تو ان کے سینوں سے ایک آواز نکلتی ہے جو دشمن کو مرعوب کرتی ہے ، تیسری بات فرمائی گئی جب وہ گھوڑے اپنی طاقت سے پتھروں پر سم مارتے ہیں تو آگ نکلتی ہے چوتھی بات فرمائی گئی جب وہ دشمن پر صبح حملہ کرتے ہیں تو فضا ان کے گرد و غبار سے بھر جاتی ہے ، پانچویں صفت فرمائی گئی وہ دشمن کے لشکر میں گھس جاتے ہیں ، اتنی قسموں کے بعد فرمایا گیا انسان بڑا ناشکرا ہے ، وہ اللہ کے احسانات کو بھول جراتا ہے بے شمار انعامات الٰہیہ نظر انداز کر دیتا ہے ۔

ان آیات کی تفسیر کرتے اور قسموں کا ذکر فرماتے ہوئے حافظ ابن عربی نے ایک دل چسپ بات ذک کی ہے وہ کہتے ہیں قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذات با برکات کی بھی قسمیں کھائی ہیں ، ان آیات میں حضور ﷺ کے گھوڑوں کی قسمیں کھائیں جس سے حضور ﷺ کی عظمت برتری اور رب قدوس جل مجدہٗ کے پیار کا پتہ چلتا ہے۔[1]

انسان کے ناشکرے ہونے کا ذکر فرمایا گیا اور بتایا گیا اس کے ناشکرا ہونے کیلئے اس کا اپنا وجود ہی کافی گواہ ہے ، انسان کی ایک اور کمزوری کو فرمایا گیا کہ وہ مال کی محبت میں بڑا سخت

---

1 محمد بن احمد (المتوفی 671ھ)، تفسیر قرطبی، ص 20/154

ہے ۔ یہاں مطلق انسان کی بری خصلتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے اس لئے کہ اکثر انسان ایسے ہی ہیں ورنہ انسانوں میں انبیاء، اولیاء ، بزرگان دین شامل ہیں جو ایسی خصلتوں سے پاک ہیں ۔

لڑائیاں جھگڑے، فتن و فسادات ، خاندانی معاملات میں نفرتیں ، بھائیوں میں تفرقہ ایک دوسرے سے دشمنی ایسے معاملات میں مال و دولت کے واقعات زیادہ دکھائی دیتے ہیں ، کیا انسان جانتا نہیں جب قبروں سے سب کچھ نکال لیا جائے گا اور سینوں کے راز ظاہر کر دیئے جائیں گے ، اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے بندے کی ظاہری اعمال کی ہی بازپرس نہیں ہو گی بلکہ اس کے ارادوں اور نیتوں پر گرفت ہو گی کہ اس نے جو کام کئے ان میں اس کی نیت کیا تھی اسی نیت پر سزا جزا ہو گی ۔ شہید سے پوچھا جائے گا تو نے دنیا میں کیا کیا ، عرض کرے گا تیری راہ میں مرا ، حکم ہو گا دوزخ میں ڈال دیا جائے کہ اس کی نیت یہ تھی مر گیا تو شہید کہیں گے بچ گیا تو غازی ، ایسے ہی عالم سے سوال ہو گیا اللہ تعالیٰ آج بھی حالات سے باخبر ہے لیکن اس دن کی آگاہی کی کیفیت الگ ہو گی ۔

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

سورۃ القارعہ

یہ سورۃ پاک مکہ پاک میں نازل ہوئی ، اس میں گیارہ آیات اور ایک رکوع ہے ، اس سورت پاک میں قیامت کی ہولناکیوں کو بیان کیا گیا ہے تا کہ لوگ اس دن سے ڈریں اور اپنی بچت کا سامان کریں اس دن کی ہیبت کا ذکر کیا گیا کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے ۔

اس میں فرمایا گیا اس دن نیک لوگ کامیاب ہوں گے اور بد اعمال والے دوزخ میں ڈالے جائیں گے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے ناموں میں ایک نام ''القارعہ '' بھی ہے۔[1]

اسی سے پہلی'' سورۃ العادیات ''میں ذکر تھا کہ کیا انسان نہیں جانتا کہ جو قبروں سے اُٹھائے جائیں گے اس سورۃ پاک میں قبروں سے اُٹھنے کی کیفیت کو فرمایا گیا ہے ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان بہت رحم فرمانے والا ہے

اَلْقَارِعَةُ ① مَا الْقَارِعَةُ ② وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا
الْقَارِعَةُ ③ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ
الْمَبْثُوْثِ ④ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ
الْمَنْفُوْشِ ⑤ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ
⑥ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ⑦ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ
مَوَازِيْنُهٗ ⑧ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ⑨ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا
هِيَهْ ⑩ نَارٌ حَامِيَةٌ ⑪

اچانک مصیبت(۱)اچانک مصیبت کیا چیز ہے (۲)آپ کیا سمجھے کہ اچانک مصیبت کیا ہے(۳)جس دن تمام لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے(۴)اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہوں گے(۵)پھر جس کے(اچھے کاموں کے) پلڑے بھاری ہوں گے(۶)وہ عیش و عشرت میں ہو گا(۷)او رجس کی نیکیوں کے پلڑے ہلکے ہوں گے(۸)تو وہ دوزخ میں ہو گا(۹)اور تجھے کیا پتہ ہادیہ کیا ہے(۱۰)وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے(۱۱)

صدق اللہ العظیم

1 عبدالرحمن بن ابی بکر (المتوفی 911ھ)، تفسیر در منثور، ج8/ص605

جہنم کی وادیاں

"القارعہ "قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس دن صور پھونکا جائے گی تو لوگ اہل کرد جائیں گے اس نام کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑ رہے ہوں گے ، تو لوگ دہل رہے ہوں گے آپ کو کیا خبر مصیبت کیا ہے؟ قیامت کی ہولناکیوں کو جان لینا کسی کے بس کی بات نہیں ، ان خطرناک واقعات کا علم اللہ رب العزۃ کے خبر دیے بغیر کسی کو علم نہیں ، اس دن لوگوں کی حالت منتشر پروانوں کی سی ہو گی قیامت کے دن پہاڑوں کی حالت کو مختلف مقامات پر مختلف صورتوں میں فرمایا گیا ہے ، ایک جگہ پر اس طرح ذکر ہے کہ پہاڑ ریت کے ٹیلوں کی طرح ہو جائیں گے ۔ ایک جگہ اس طرح فرمایا گیا قیامت کے دن زمینیں اور پہاڑ تھرا تھرائیں گے ۔

سورۃ الحاقہ شریف میں اس طرح ذکر ہے پہاڑوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔[1]

ان ساری مختلف صورتوں میں اس دن کی ہیبت ہولناکی واضح معلوم ہوتی ہے ایسی ہی صورت حال میں دل دہل جائیں گے ، اس سخت ترین دن میں کامیاب وہی ہو گا جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا اور تمام کفار کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہو گا ۔ قیامت میں انسانوں کے اعمال تولے جائیں گے ، گنے نہیں جائیں گے اور عمل کا وزن بقدر اخلاص بڑھتا ہے جس شخص کے عمل میں اخلاص بھی کامل ہو اور سنت کی مطابقت بھی مکمل ہو اس شخص کے اعمال اگر تعداد میں کم بھی ہوئے تو اس کا وزن اس شخص کے اعمال سے بڑھ جائے گا جس کے عملوں کی مقدار تو زیادہ ہے مگر اخلاص میں کمی رہی ہو۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 الحاقة،69:14

سورۃ التکاثر

یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس کی آٹھ آیات اور ایک رکوع ہے ۔ اس سورۃ پاک کی عظمت اس حدیث سے بہت واضح ہے ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم کوئی شخص طاقت نہیں رکھتا کہ ہر روز ایک ہزار آیات کی تلاوت کرے ، عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ ایک ہزار کون پڑھ سکتا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز'' الھکم التکاثر ''پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔[1]

ایک اور حدیث شریف میں اس سورۃ کا ذکر اس طرح آتا ہے ، حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہارے سامنے " سورۃ الھکم التکاثر ''پڑھ رہا ہوں جو اس کو سن کر رویا اس کیلئے جنت ہے ۔

ابن بریدہ لکھتے ہیں یہ سورۃ انصار کے دو قبیلوں کے متعلق نازل ہوئی وہ دونوں قبیلے ایک دوسرے پر اپنی کثرت سے فخر کرتے تھے ۔ اپنے مال و دولت سے ایک دوسرے پر بلندی ثابت کرتے تھے ، ہر ایک نے اپنے اموال اپنی جائیداد اور اپنے افراد کی کثرت وتعداد کو پیش کیا ۔ تب یہ آیات نازل ہوئیں ۔

اس سورۃ میں انسانوں کے اس گروہ کو آخرت یاد دلائی جا رہاہے جو دنیا کی حرص میں مبتلا ہیں اور حق سے دو رہوتا جا رہا ہے انہیں توجہ دلائی گئی ہے ۔ قبر کا خیال کرو آخرت کو یاد رکھو جس دن قیامت آجائے گی تو پھر تمہارا احساس بے کار ہو گا آج وقت ہے سرکشی سے باز آؤ اس دن تم سے مکمل طور پر حساب لیا جائے گا اور تمہیں اس دن جواب دینا ہو گا ۔

وَصلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

---

1 احمد بن حسین (المتوفی 458ھ)، شعب الایمان، الرقم 2287 ص 4/ 130

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت ہی رحم فرمانے والا ہے

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ① حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ② كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ③ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ④ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ ⑤ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ ⑥ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ ⑦ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ ⑧

صدق اللہ العظیم

تمہیں زیادل مال کی حرص نے غافل کر دیا (۱) حتی کہ تم قبروں میں پہنچ گئے (۲) یقینا تم عنقریب جان لو گے (۳) پھر یقینا تم عنقریب جان لو گے (۴) ہر گز نہیں کاش تم علم یقین کے ساتھ (اپنا انجام) جان لیتے (۵) بے شک تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے (۶) پھر تم ضرور عین الیقین کے ساتھ دوزخ کو دیکھو گے (۷) پھر تم سے اس دن نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا (۸)

مال کی حرص

اس آیہ مبارکہ میں مال جمع کرنے کی حرص کی مذمت فرمائی گئی ہے لوگو ! تمہیں زیادہ مال بنانے کی حرص نے برباد کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ گئے ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں کہ تم مال واولاد کی کثرت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل ہو گے ۔[1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ آیہ مبارکہ قریش کے دو قبیلوں کے متعلق نازل ہوئی ، یہ دونوں قبیلے بنو عبدمناف اور بنو سہم ایک دوسرے سے عداوت رکھتے تھے ، کہتے تھے ہماری اکثریت ہے ہمارے سردار زیادہ ہیں اگرچہ اس کے نزول میں ذکر تو دو قبیلوں کا ہے مگر یہ حکم اُن تمام لوگوں کو ہے جو مال و دولت کی حرص میں خدا کی عبادت سے غافل ہو گئے ۔[2]

1 عبدالرحمن بن علی (المتوفی 597ھ)، تفسیرزادالمسیر، ص 4/485

2 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب مایتقی من فتنۃ المال الرقم 6439 ص 8/93

حضور ﷺ نے انسان کی اس حرص کو ایک ارشاد میں اس طرح فرمایا اگر ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا اس کے پاس دو وادیاں ہوں اور اس کا منہ مٹی کے سوا ہرگز نہیں بھرے گا اور جو توبہ کرے اور اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے ۔[1]

کثرت سے مال طلب کرنے کی مذمت فرمائی گئی ہے مگر اطاعت عبادت میں کثرت کو طلب کرنا معیوب نہیں ۔ حضور ﷺ نے فرمایا صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا مستحسن ہے ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اس مال کو اللہ کی راہ پر خرچ کرتا ہے ، دوسرا وہ جسے اللہ نے علم دیا ہے اور وہ اس علم کے مطابق فیصلے کرتا ہے اس حدیث شریف سے پتہ چلا مطلقاً تکاثر جرم نہیں ۔

کثرت کی حرص اس وقت جرم ہے جب فسق و فجور حرام کاری کیلئے حرص ہو ۔ ان آیات مبارکہ میں فرمایا گیا جن چیزوں ، مال و دولت پر تم فخر کر رہے ہو وہ چیزیں کوئی قابل فخر نہیں اس پر فخر نہ کرو کہ اس فخر پر تمہیں آخرت کو عذاب دیا جائے گا ۔

آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا کاش تم علم الیقین کے ساتھ اپنا انجام جان لیتے تو مال و دولت پر فخر نہ کرتے ۔ کسی شئ کو دلائل کے ساتھ معلوم کرنا یہ علم الیقین ہے ۔ کسی شئ کو دیکھ کر جو یقین حاصل ہو وہ عین الیقین ہے آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے ، مومن بھی دوزخ کو دیکھے گا مگر پل جھپکنے کی مقدار میں پل صراط سے گزر جائے گا ، کافر بھی دوزخ کو دیکھے گا مگر ہمیشہ ٹھہرنے کیلئے مال و دولت پر فخر کرنے والوں سے پوچھا جائے گا ۔ کہا جائے گا تم نے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا اس لئے تمہیں عذاب ہو رہا ہے ، کن نعمتوں کا سوال کیا جائے گا؟ ان میں مال و دولت ، اولاد آنکھ ، کان ، ناک اعضاء سبھی شامل ہیں دنیا کی ہر لذت کے متعلق قیامت کے دن سوال ہو گا ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

1 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب فضل من یقوم بالقرآن الرقم 816 ص 1/559

سورۃ العصر

یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ، اس کی تین آیتیں اور ایک رکوع ہے ۔ اس سے پہلی سورۃ التکاثر میں ذکر تھا کہ مال و دولت کی کثرت ،دنیاوی کاموں میں زیادہ مصروفیت اچھی نہیں ۔ اس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ مومنوں کو ایک دوسرے کی خیر خواہی میں رہنا چاہیئے ۔ اس سورۃ پاک میں اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم کھائی ہے اس میں اختصار کے ساتھ ایمان ، اعمال صالحہ، ایک دوسرے کی خیرخواہی اور صبر کی تلقین کا درس ملتا ہے ، اس چھوٹی سی سورت سے اسرار و معرفت کا عظیم خزانہ ملتا ہے ۔

اس سورۃ کے اترنے کا سبب یہ بنا دور جاہلیت میں ایک شخص اُسید نامی سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دوستانہ تعلق تھا ایک دن اس نے آپ سے کہا ابوبکر !افسوس ہے تو حق کی راہ سے بھٹک گیا اپنے باپ داد کے دین کو چھوڑ دیا ، لات منات کا انکار کر دیا اور اپنا بڑا نقصان کر لیا ۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو بندہ حق قبول کر لیتا ہے وہ نقصان میں نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی جس سے صدیق اکبر کے قول کی تصدیق ہوتی ہے ۔ اس شان نزول کو شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے تفسیر عزیزی میں نقل کیا ہے ۔ اس سورت کی عظمت اس روایت سے ثابت ہوتی ہے عبید اللہ بن حفص فرماتے ہیں جب کبھی دو صحابی ایک دوسرے سے معاملات کرتے تو رخصت ہونے سے پہلے ایک صاحب یہ سورت پڑھ کر سناتے۔

وَصلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدِدِ خَلْقِهٖ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت ہی مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَالۡعَصۡرِۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِىۡ خُسۡرٍۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ﴿۳﴾ صدق اللہ العظیم

زمانہ کی قسم(۱)یقینا ہر انسان خسارہ میں ہے (۲)سوا ان کے جو ایمان لے آئے اور نیک کام کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے(۳)

وقت عصر اہم کیوں

آیہ مبارکہ میں زمانہ کی قسم کھا کر فرمایا گیا کہ انسان خسارے میں ہے ، دنیا میں آنے والے بڑے بڑے بادشاہوں کو دیکھیں فرعون نے رب ہونے کا دعویٰ کیا آخر رُسوا ہو کر مر گیا ، نمرود کی بربادی دیکھیں اللہ کے جلیل القدر نبی ابراہیم علیہ السلام سے دشمنی ان کے جلانے کیلئے آگ کے عظیم شعلے تیار کئے ، اس کا اپنا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک چھوٹی سی مخلوق مچھر سے مار کھا گیا ۔ بڑی بڑی متکبر سرکش باغی قومیں برباد ہو گئیں ۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ ''عصر ''سے مراد نماز عصر کا وقت ہے کہ نماز عصر کے بعد دن کی عبادت ختم ہو جاتی ہے اس لئے بھی'' عصر ''سے مراد نماز عصر کا وقت ہے کہ یہ وقت اللہ کے حضور بابرکت وقت ہے ۔ اس وقت جھوٹ ہو کر سودا بیچنا اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا سبب ہے ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تین بندے اللہ کی رحمت کی نظر سے محروم رہیں گے ۔ ایک جس نے پڑوسی کو پانی دینے سے روکا ، دوسرا جو وقت کے حاکم سے دنیاوی لالچ کیلئے بیعت کرے ، تیسرا جو عصر کے بعد جھوٹ بول کر سودا بیچے ۔

"والعصر "کی ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اس زمانہ سے مراد حضور ﷺ کا زمانہ ہے ، جیسے اللہ نے حضور کے شہر کی قسم کھائی ، آپ کی زندگی کی قسم کھائی ایسے آپ کے زمانہ کی قسم کھائی ، اس قسم کے بعد فرمایا کہ انسان خسارے میں ہے ۔ حضور ﷺ سے عرض کی گئی یارسول اللہ" والعصر"سے کیا مراد ہے ، فرمایا" والعصر "سے مراد دن کا آخری حصہ ہے ۔[1]

"ان الانسان لفی خسر "سے مراد ابوجہل ابن ہشام ہے "الا الذین آمنوا"سے مراد ابوبکر صدیق "عملوا الصالحات"سے مراد عمر بن خطاب ،" وتواصوبالحق "سے مراد عثمان غنی"وتواصوا بالصبر"سے علی بن ابی طالب ہیں۔[2]

یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ الانسان سے مراد ہر کافر ہے چونکہ اس انسان نے اپنی زندگی کوان کاموں میں صرف نہیں کیاجن کاموں کیلئے اُسے پیدا کیا گیا ۔

بندہ خسارے میں ہے ، اس نقصان او ر خسارے سے بچے ہوئے کون ہیں ؟ وہ جو ایمان لائے ، اعمال صالح کئے ایک دوسرے کی خیرخواہی کی ، ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی ۔ ایک دوسرے کی خیرخواہی کا یہ معنی ہے کہ ایمان توحید ، نماز ، روزہ کی ہدایت کرتے رہے ۔ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے اس سے مراد گناہوں سے بچے رہنا ہے ۔ یہ معنی بھی ہے کہ نیکی پر پکے رہیں ، یہ معنی بھی ہے کہ مشکلات و مصائب پر صبر کیں ، صبر کے تینوں معنی مراد ہوں گے ۔ ایک دوسرے کو اچھی باتیں بتانے کا حکم دین کی تبلیغ کا بھی اشارہ کرتا ہے ۔

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

---

1 محمد بن احمد (المتوفی 671ھ)، تفسیر قرطبی ، ص 20/ 180

2 نصر بن محمد (المتوفی 373ھ)، تفسیر سمرقندی ، ص 3/ 615

سورة الہمزہ

یہ سورۃ پاک مکی ہے اس کی نو آیات اور ایک رکوع ہے ۔اس سورۃپاک میں اس بدکردار شخص کی سزا کا ذکر ہے جو لوگوں کو طعنہ مارتا ہے ، مال اکٹھا کرنے پر اس قدر دل دادہ ہے کہ اُسے گن گن جمع کرتا رہتا ہے ایسے شخص کی سزا کا ذکر کیا گیا ہے کہ اُسے دوزخ میں ڈالا جائے گا جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا یہ سورت ایسے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو پس پشت غیبت کرنے کے عادی ہو گئے کہ سامنے بات نہ کہہ سکتے تھے ایسے لوگوں کا سرکردہ اخنس بن شریق تھا جو حضور ﷺ کی مخالفت میں پیش پیش تھا ۔ طعن زنی اس کی عادت تھی غیبت کرنا اس کامشغلہ تھا ، کنجوس تھا دولت کا پجاری تھا ۔اس سورۃ پاک میں لوگوں کو ڈرایا گیا ہے کہ ایسے بدکردار لوگوں سے بچے رہیں قیامت کے دن کو نہ بھولیں آخرت کو یاد رکھیں ۔[1]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت ہی مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿۱﴾ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ﴿۲﴾ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۚ﴿۳﴾ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۖ﴿۴﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ؕ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ﴿۸﴾ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿۹﴾

صدق اللہ العظیم

ہر اس شخص کیلئے بربادی ہے جو طعنے دیتا ہے عیب جوئی کرتا ہے(۱)جومال کو جمع کیا اور گن گن کر رکھتا ہے(۲)وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا(۳)ہر گز نہیں وہ برباد کر دینے والی آگ میں جھونک دیا جائے گا(۴)اور آپ کیا جانیں وہ برباد کرنے والی کیا ہے ؟(۵)وہ اللہ کی آگ ہے جو بھڑکائی ہوئی ہے(۶)جودلوں تک پہنچے گی(۷)بے شک وہ آگ ان پر بند کر دی جائے گی(۸)اور اس کے شعلے لمبے لمبے ستونوں میں(ہوں گے)(۹)

1 حسین بن مسعود(المتوفی 510ھ)، تفسیر بغوی، ج5/ص303

طعنہ دینا

یہ سورۃ پاک اخنس بن شریق کے متعلق نازل ہوئی یہ رسول اللہ ﷺ کو طعنے دیتا تھا اور آپ کی عیب جوئی کرتا تھا اور عام لوگوں کو بھی طعنے دیتا تھا اور عیب جوئی کرتا تھا ۔[1]

مقاتل کہتے ہیں یہ سورت ولید بن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئی ۔[2]

حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تمہیں ایسے لوگوں کی خبر نہ دوں جو تم میں سب سے اچھے ہیں ؟ صحابہ نے عرض کی حضور فرمائیں ، فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آجائے پھر فرمایا تمہیں ایسے لوگوں کی خبر نہ دوں جو تم میں سب سے برے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں ، دوستوں میں پھوٹ ڈالتے ہیں اور جو لوگ عیب سے بری ہوں اُن میں عیب لگاتے ہیں وہ گمان کرتا ہے ، اس کا مال اُسے ہمیشہ ہمیشہ (زندہ) رکھے گا ۔ ایسے شخص کو ’’حطمہ ‘‘ میں ڈالا جائے گا ۔

’’ حطمہ ‘‘دوزخ کو وہ طبقہ ہے جو ہڈیوں کو توڑ دے گا اور گوشت کو کھا جائے گا کیونکہ عیب نکالنے والا ، طعنہ زنی کرنے والا ہی غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھا جاتا ہے ، وہ آگ اللہ کی بھڑکائی ہوئی ہے جو کبھی سرد نہیں ہوتی ، ہماری آگ اس آگ کا سترواں حصہ ہے اس کردار کے لوگوں کو وہاں جھونک دیا جائے گا اس جگہ سے نکلنے کا دروازہ ہو گا لیکن وہ دروازہ ان پر بند کر دیا جائے گا اس سے ان کی نااُمیدی اور بڑھ جائے گی وہ دروازے ایسے مضبوطی سے بند ہوں گے کہ نکلنے کی کوئی صورت نہ ہو گی وہاں آگ کے شعلے لمبے لمبے ستونوں کی طرح بلند ہوں گے نہ وہ بجھیں گے نہ ان لوگوں کی سزا میں کمی ہو گی ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 حسین بن مسعود (المتوفی 510ھ)، تفسیر بغوی، ص 5/303

2 مقاتل بن سلیمان (المتوفی 150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان، ص 4/837

سورۃ الفیل

یہ سورۃ پاک مکی ہے ، اس کی پانچ آیات اور ایک رکوع ہے ۔ اس سورۃ پاک میں کعبہ کو گرانے کی نیت سے آنے والے ابرہہ اور اس کی فوج کی تباہی کا ذکر ہے ، چھوٹے چھوٹے پرندوں نے انہیں کنکریاں مار مار کر برباد کر دیا ۔ ابرہہ نے صنعا شہر کے اندر ایک گرجا بنایا تا کہ عرب لوگ کعبہ کو چھوڑ کر اس طرف آجائیں ، اس خبر کے مشہور ہونے پر ایک شخص نے اس گرجا میں غلاظت پھیلا دی اس سے ابرہہ غضب ناک ہوا اور کعبہ گرانے کا فیصلہ کر لیا ، ہاتھیوں کی ایک بڑی قوت کے ساتھ حملہ کرنے کی غرض سے مکہ آیا اور دو میل دور ڈیرہ لگا لیا ۔ حضرت عبدالمطلب کے دو سو اونٹوں پر قبضہ کر لیا ۔ حضرت عبدالمطلب اس کے پاس آئے اور اپنے اونٹوں کا مطالبہ کیا ابرہہ نے کہا افسوس !آپ اونٹ مانگ رہے ہیں میں تو کعبہ ڈھانے آیا ہوں ،عبدالمطلب نے کہا اونٹ میرے ہیں میں مانگ رہا ہوں ، خانہ کعبہ کا مالک اللہ ہے وہ خود بچائے گا ۔ عبدالمطلب مکہ آئے اور کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ میں گئے اور اللہ سے عرض کی اے اللہ ! ہر شخص اپنا گھر بچاتا ہے تو بھی اپنا گھر بچا ، اس دعا کو شرف قبولیت سے بخشا گیا ، دوسری صبح کو ابرہہ نے ہاتھیوں کا رُخ مکہ کی طرف کیا تو وہ بیٹھ گئے جب ان کا منہ دوسری طرف کیا تو وہ تیز دوڑنے لگے ، ہاتھیوں کا بڑا سربراہ ہاتھی محمود نامی تھا ۔ ابرہہ کے لشکر پر عذاب اس طرح نازل ہوا ، اللہ تعالیٰ نے سمندر کی طرف سے پرندے بھیجے ان کی چونچوں میں کنکریاں تھیں انہوں نے فوج پر گرائیں کنکری جسے لگی وہ مر گیاہر کنکری پر مرنے والے کا نام لکھا ہوا تھا اس طرح ابرہہ کی بربادی ہوئی اور اللہ نے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی یہ واقعہ حضور ﷺ کی ولادت با سعادت سے پچاس دن پہلے ہوا محرم الحرام کی سترہ تاریخ تھی ۔[1]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِ

1 مقاتل بن سلیمان (المتوفی150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان، ص4/847

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت ہی رحم فرمانے والا ہے

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؕ﴿۱﴾ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ﴿۲﴾ وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ﴿۳﴾ تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ﴿۴﴾ فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ﴿۵﴾

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا(۱) کیا اس نے ان کے مکر کو باطل نہیں کر دیا(۲) اور ان پر پرندوں کے جھنڈ بھیج دئے(۳) جو انہیں مٹی اور پتھروں کی کنکریاں مار رہے تھے(۴) سو اُنہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا(۵)



ابرہہ کی بدنصیبی

حضور ﷺ کی ولادت با سعادت سے پہلے اصحاب فیل کا واقعہ نبی پاک ﷺ کا "ارحاص" تھا ، اس سے واضح ہوتا ہے نبی کے اعلان نبوت سے پہلے بھی معجزہ کا ظہور ہو جاتا ہے اسے "ارحاص" کہتے ہیں ۔ اس واقعہ میں حضور ﷺ کی عظمت کا واضح اظہار ہے ، ابرہہ کا لشکر ساٹھ ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا اس میں بارہ ہاتھی تھے یہ ایسا عظیم لشکر تھا کہ عرب حیران تھے انہوں نے نہ کبھی اتنا بڑا لشکر دیکھا تھا نہ سامان جنگ ۔ قرآن مقدس نے ابرہہ کے اس کام کو مکر کہا یہاں مکر تدبیر کے معنی میں ہے ۔ رب کعبہ نے اپنے گھر کی حفاظت اس طرح فرمائی کہ ابرہہ کی ساری کوششیں تدبیریں ناکام ہو گئیں ۔ یہ تضلیل تھی ابرہہ کو ناکام بنانے کیلئے ہوا کیا ، اس کے عظیم لشکر کو برباد کرنے کیلئے رب قدوس جل مجدہٗ نے چھوٹے چھوٹے پرندوں کو بھیج دیا جنہوں نے اس لشکر پر سنگساری کی ۔ عکرمہ فرماتے ہیں سمندر کی سمت سے ادھر ادھر سے مختلف ٹولیوں میں پرندے آ گئے جو کنکریوں سے مسلح تھے ، کنکریاں کیا تھیں وہ تو ایٹم بم ہی تھے جنہیں چلانے کیلئے اللہ نے پرندوں کا انتخاب فرمایا ہر پرندے کے پاس تین

کنکر تھے ۔ ایک چونچ میں دو پنجوں میں ، یہ پرندے آئے اور لشکر پر چھا گئے اور کنکر برسائے جو جرّار لشکر کے آہنی لباسوں کو چیرتے ہوئے ان کے جسموں پر لگے اور جسموں کو چیرتے ہوئے زمین میں دھنس گئے ابرہہ کا لشکر بکھر گیا کچھ لوگ بچ بچا کر صنعا پہنچ گئے جس میں حکمت تھی کہ صنعا والے رب کی گرفت سے سبق سیکھیں اس کے غضب سے بچیں ۔[1]

اللہ رب العزۃ جل مجدہٗ نے جب حملہ آوروں کو برباد کر دیا اور اپنے گھر کو بچا لیا تو جناب عبدالمطلب نے بارگاہ قدس میں حمد کی اور شکر ادا کیا اور عرض کی اللہ تیرا شکر ہے تو نے اپنے گھر کو بچایا اور ہماری حفاظت کی ، ابرہہ کی بربادی کا اثر عرب والوں پر دیر تک تھا اور وہ اللہ کی عبادت کرتے رہے ۔ ابرہہ کی بربادی کو کھائے ہوئے بھوسے سے تعبیر کیا گیا ۔ جانور گھاس کھاتا ہے ، پھر وہ گھاس معدہ میں گوبر بنتی ہے گھاس کا نام و نشان نہیں رہ جاتا ، یہی حالت ابرہہ کے لشکر کی تھی ۔[2]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

1 مقاتل بن سلیمان (المتوفی 150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان، ص4/ 847
2 احمد بن محمد (المتوفی 427ھ)، تفسیر ثعلبی، ص10/ 298

سورۃ القریش

یہ سورۃ پاک مکی ہے چار آیات اور ایک رکوع ہے ، اس سورۃ پاک میں رب قدوس جل مجدہٗ نے اہل مکہ کو اپنی نعمتیں یاد کرائی ہیں پچھلی سورۃ الفیل میں اہل مکہ پر ایک عظیم انعام کا ذکر تھا کہ ابرہہ کے لشکر کو برباد کر دیا اور مکہ والوں کی عزت بن گئی ، اسی سورۃ میں اہل مکہ کو ایک اور نعمت یاد دلائی جا رہی ہے کہ اللہ نے تمہیں تجارت کا ذوق بخشا تم نے گرمیوں سردیوں میں شغل تجارت کو جاری رکھا اللہ نے تمہیں نفع سے نوازا اور یہ لوگ خوش حال ہو گئے ۔

اس سورۃقریش میں انعامات الٰہیہ پر شکر کی دعوت دی گئی ہے قریش عرب کا ایک معزز ترین قبیلہ ہے اس قبیلہ کی غفلت حضور ﷺ کے اس ارشاد سے واضح ہوتی ہے ، حضور ﷺ نے فرمایا اللہ نےاولاد اسماعیل سے کنانہ کو چنا اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو ۔

اس معزز قبیلہ کو بتایا جا رہا ہے تجارت کے ذریعہ تمہاری خوشحالی کا سامان بھی اللہ نے ہی کیا لوگوں کے دلوں میں تمہارا احترام پیدا کر دیا ، تمہاری خوشحالی پر لوگ حیران ہوتے تمہیں سکون امن سے رہنے کا موقع ملا یہ سارے انعامات ہماری طرف سے ہیں ، تمہیں چاہیئے کہ شکر ادا کرو اس کی عبادت کرو۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت ہی رحم فرمانے والا ہے

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ ۚ﴿۲﴾ فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ ہٰذَا الۡبَیۡتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَہُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۬ۙ وَّ اٰمَنَہُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ٪﴿۴﴾

صدق اللہ العظیم

قریش کو رغبت دلانے کیلئے(۱)انہیں سردی اور گرمی میں سفر سے مانوس کیا(۲)انہیں چاہیئے کہ وہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں (۳)جس نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور ان کو خوف سے امن میں رکھا(۴)

بیت اللہ میں عبادت افضل کیوں

قریش کی فضیلت میں حضور ﷺ سے کئی ارشادات ملتے ہیں ، اُم ہانی فرماتی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قریش کو کئی لحاظ سے شرف بخشا ہے ۔ نبوت ان میں ہے ، میں قریش سے ہوں ، زمزم سے پانی پلانے کا منصب ان میں ہے ، اصحاب فیل کے خلاف اللہ کی طرف سے ان کی مدد ہوئی ۔ قرآن مقدس میں سورت ان کے متعلق ہے ۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ الفیل اور القریش دونوں سورتیں مل کر ایک سورت ہیں ۔[1]

قریش کے ساتھ کرم و فضل کی ایک بات یہ بھی ہے کہ ابرہہ کو برباد کیا ، خدا پناہ ابرہہ کامیاب ہو جاتا تو قریش رسوا ہوتے ، اہل حبشہ لوٹ مار کر کے انہیں پریشان کرتے ، ان انعامات کے جواب میں قریش کو چاہیئے کہ وہ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائیں ، اللہ کے سامنے عجز و انکساری سے معافی مانگتے رہیں ، اس کی توحید کا اقرار کریں ایک اور انعام کا ذکر فرمایا کہ قریش کو بھوک میں کھانا کھلایا ۔ یہ بے خوف و خطر وافر رزق حاصل کرتے تھے انہیں چاہیئے کہ رب قدوس کی عبادت کریں ان پر کرم کا ایک بڑا اہم پہلو یہ کہ ان میں نبوت کو رکھا ، دنیا کے مختلف شہروں میں بلا خوف و خطر آتے جاتے تھے ۔ اصحاب فیل کو

---
1 محمد بن عبداللہ (المتوفی 405ھ)، مستدرک حاکم ، الرقم 3969 ص 584/10

ہلاک کر کے ان کے سفروں کو پر امن بنایا ، ان انعامات کے بدلہ میں اللہ کا شکر کریں ۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مکہ والے بہت تنگ دست تھے حضور ﷺ کے جد امجد ہاشم نے قریش کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ دوسرے ملکوں سے تجارت کا کام کریں ، شام ٹھنڈا ملک تھا گرمی کے زمانہ میں وہاں اور یمن گرم ملک ہے سردی کے زمانہ میں اس طرح تجارت کا کام کریں چونکہ یہ لوگ بیت اللہ شریف کے خادم ہونے کی حیثیت سے تمام عرب میں محترم مانے جاتے تھے اس لئے راستہ کے ہر خطرے سے محفوظ رہتے تھے ، پھر اللہ کا اور کرم ہوا کہ ہر سال کے دو سروں کی زحمت سے بھی بچا لیا کہ مکہ مکرمہ سے ملے ہوئے یمن تبالہ اور حرش کو اتنا زرخیز بنا دیا کہ اپنی ضروریات کو وہاں سے پوری کرتے ۔ انعامات الٰہیہ کے جواب میں چاہیے اب بیت عتیق کی عبادت کریں ۔

وَصلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدِدِ خَلْقِهٖ

سورۃ الماعون

یہ سورۃ مبارکہ مکی ہے اس میں سات آیات ہیں اور ایک رکوع ۔ اس سورۃ پاک میں ان لوگوں کی مذمت فرمائی گئی ہے جو مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے ، اس سورۃ میں سستی سے نماز پڑھنے والوں کی مذمت ہے اس میں قیامت کا انکار کرنے والے لوگوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے ۔ اس میں منافق کی تین عادات کا ذکر کیا گیا ہے ، ایک عادت یہ کہ نماز میں سستی کرتا ہے دوسری یہ دکھاوے کے کام کرتا ہے ریاکاری کرتا ہے ، تیسری یہ پڑوسیوں کو عام استعمال کی چیزوں سے روکتا ہے ، اس کے شروع میں دین کو جھٹلانے والے کی مذمت فرمائی گئی ہے ۔ اس میں ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی گئی ہے جو دنیا کی ناز و نعمت کو اہمیت دیتے ہیں اور آخرت کی پرواہ نہیں کرتے ، غریب فاقہ کشوں پر رحم نہیں کھاتے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت ہی رحم فرمانے والا ہے

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝١ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝٢ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝٦ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝٧

صدق اللہ العظیم

کیا آپ نے اُسے دیکھا جو قیامت کے دن کو جھٹلاتا ہے(۱) یہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (۲) اور (کسی کو) مسکین کے کھلانے پر ترغیب نہیں دیتا(۳) ایسے نمازیوں کیلئے ہلاکت ہے (۴) جو نمازوں میں غفلت کرتے ہیں(۵) جو ریاکاری کرتے ہیں(۶) اور استعمال کی معمولی چیز سے منع کرتے ہیں(۷)

استعمال کی عام چیزیں

سورۃ پاک کے آغاز میں دین کی تکذیب کرنے والوں کی مذمت فرمائی گئی ، مکہ مکرمہ میں ایسے لوگ رہتے تھے جو جھٹلاتے تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس جھٹلانے والے سے مراد عاص بن وائل تھا جو دین کو جھٹلاتا تھا مذاق کرتا تھا ، لوگ دین کو جھٹلاتے تھے اور اپنے پیروکاروں پر ظاہر کرتے تھے کہ جو کچھ ان کا موقف ہے وہ درست ہے اور حضور ﷺ کے ارشادت صحیح ہیں ۔ ہم کو پریشان کرنے والا عاص بن وائل سہمی تھا۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیہ پاک ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی ۔[2]

بعض نے اس کا شان نزول یہ بتایا کہ ابوسفیان ہر ہفتہ ایک اونٹ ذبح کرتا اور گوشت تقسیم کرتا ، ایک یتیم نے اس سے گوشت مانگا تو ابوسفیان نے اسے مارا ۔ تو یہ آیہ پاک نازل ہوئی ۔[3]

جو طاقت ہمت ہوتے یتیم کو نہ کھلائے وہ مراد ہے اگر کوئی اپنی غربت کے سبب کھانا نہیں کھلا سکتا تو وہ اس ضابطہ سے الگ ہے ، نماز میں سستی کرنے والوں کی مذمت کی گئی ہے نمازوں کو وقت پر نہیں پڑھتے یہ معنی بھی ہے کہ نماز سے ثواب کی اُمید نہیں رکھتے ، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کبھی نماز پڑھ لی کبھی نہ پڑھی ۔ آیہ مبارکہ میں ریاکاری کی مذمت کی گئی کہ دکھاوے کیلئے نماز پڑھتے ہیں ،ریا کار اپنی عبادت سے دنیا کا طالب ہوتا ہے لوگوں سے اچھائی کی توقع کرتا ہے ۔ عام استعمال کی چیزوں سے روکنے کی مذمت کی گئی ہے کسی بھی معمولی شئ سے روکنا مراد ہے علما کی کثیر جماعت نے اس کا یہی معنی کیا ہے کہ روز مردہ کی استعمال کی چیزیں مراد ہیں جو کوئی پڑوسی ضرورت کے وقت اپنے پڑوسی سے لے لیتا ہے اور اپنی ضرورت پوری کر کے مالک کو واپس کر دیتا ہے ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 مقاتل بن سلیمان (المتوفی 150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان، ص 4/871
2 احمد بن محمد (المتوفی 427ھ)، تفسیر ثعلبی، ص 10/304
3 محمد بن احمد (المتوفی 671ھ)، تفسیر قرطبی، ص 20/210

سورۃ الکوثر

یہ سورۃپاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس میں دو آیات مبارکہ اور ایک رکوع ہے ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک موقع پر حضور ﷺ ہم میں جلوہ گر تھے کہ اچانک آپ کو اونگھ آ گئی آپ نے مسکراتے ہوئے سر پاک اُٹھایا اور فرمایا مجھ پر ایک سورۃ نازل ہوئی ہے پھر آپ نے یہ سورۃپاک پڑھی پھر فرمایا جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ ہم نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے فرمایا یہ وہ نہر ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اس میں خیر کثیر ہے اور وہ حوض ہے جس پر قیامت کے دن میری اُمت وارد ہو گی ۔[1]

کوثر کا ذکر ایک اور حدیث شریف میں اس طرح ملتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ایک نہر پر آیا جس کے کناروں پر موتیوں کے گنبد تھے میں نے جبریل سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو جبریل نے بتایا یہ کوثر ہے۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد خیر کثیر ہے ۔[3]

اس سورۃ سے پہلی سورتوں میں بھی حضور ﷺ کا ذکر خیر واضح نظر آتا ہے ، سورۂ والضحیٰ میں ارشاد ملتا ہے آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے ، یہ واضح عظمت ہے ، سورۂ الم نشرح میں سینہ پاک کے کشادہ کرنے کا ذکر بوجھ اُتارنے کا فرمان عظمت ہے ، سورۂ والتین میں آپ کی مُت کے لئے دوزخ سے نجات کی بشارت آپ کی ہی عظمت ہے ۔ سورۃ العلق میں حضور ﷺ کو پڑھنے کا حکم عظمت ہے ۔ سورۃ القدر میں آپ کی اُمت کیلئے فضیلتیں بیان ہوئیں یہ آپ کی ہی عظمت ہے ، سورۃ العادیات میں حضور ﷺ کی اُمت کے مجاہدوں کے گھوڑوں کی قسم آپ کی ہی عظمت ہے سورۃ القارعہ میں آپ کی اُمت کی تین

---

1 مسلم بن حجاج (المتوفی261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب حجة من قال البسملة اية الرقم400ص1/ 300

2 محمد بن اسماعیل (المتوفی256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب ومن یعمل مثقال ذرة خیرا یره الرقم4964ص6/ 178

3 محمد بن جریر (المتوفی310ھ)، تفسیر طبری، ص24/ 683

فضیلتیں بیان فرمائی گئیں ، اُمت کا یہ اعزا ز حضور کی عظمت ہے ۔ سورۃ الھمزہ میں آپ کے طعنہ زن کو عذاب کا ذکر ہے حضور کی عظمت ہے ۔ سورۃ الفیل میں ابرہہ کے لشکر کی بربادی یہ آپ کے دشمنوں کی تباہی ہے جو حضور ﷺ کی عظمت ہے ، ایسے ہی اس سورۃ الکوثر میں حضور ﷺ کے فضائل و کمالات واضح ہیں ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت ہی رحم فرمانے والا ہے

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣

صدق اللہ العظیم

بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی(۱)آپ اپنے رب کی رضا کیلئے نماز پڑھتے رہے اور قربانی کرتے رہیں(۲)بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہو گا(۳)

خیر کثیر

آیہ مبارکہ میں فرمایا ہم نے تجھے کوثر عطا کر دی ہے ، یہ نہیں فرمایا کہ ہم تجھے کوثر عطا کریں گے گویا آپ کو یہ سعادت برکت ماضی میں حاصل ہو چکی ہے پہلے کوثر عطا فرمانے کا ذکر ہے پھر نماز پڑھنے اور قربانی دینے کا حکم ہے جس سے واضح ہے آپ کو کوثر کی عطا رب قدوس کا عظیم فضل ہے ، کسی عبادت و ریاضت کا صلہ نہیں ۔ کوثر کے بارہ میں مفسرین کرام کے کئی اقوال ملتے ہیں ، عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کوثر جنت میں ایک نہر ہے ۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کوثر یہ وہ حوض ہے جس پر قیامت کے دن میری اُمت واردہو گی ۔[2]

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص 24/679

2 محمد بن احمد (المتوفی 671ھ)، تفسیر قرطبی، ص 20/217

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کوثر سے مراد خیر کثیر ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر خیر کثیر عطا کر دی ۔[1]

قرآن حکیم ، نبوت اور دنیا و آخرت میں تعریف اور تحسین خیرات کثیر ہیں ، یہ بھی کہا گیا ہے کوثر سے مراد" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ "ہے ۔ خیر کثیر سے مراد معجزات بھی لئے گئے ہیں ، قیامت کے دن شفاعت بھی مراد ہے آپ کے ذکر کی بلندی بھی مراد ہے ۔

اسلام بھی مراد ہے ، نبوت و قرآن کریم بھی مراد ہے ، صحابہ کرام کی کثرت بھی مراد ہے ، دل کا نور بھی مراد ہے ظاہری و باطنی خوبیاں بھی مراد ہے مقام محمود بھی مراد ہے ۔

محبوب سے فرمایا آپ اپنے رب کی رضا کیلئے نماز پڑھتے رہئے اور قربانی کرتے رہیں ، اس آیہ کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے نماز سے مراد عید کی نماز ہے" نحر "سے مراد عیدالاضحیٰ کے بعد قربانی کرنا ہے ۔[2]

نماز اور قربانی کے حکم کے بعد فرمایا تیرا دشمن ہی بے نام و نشان ہے اس دشمن سے مراد عاص بن وائل سہمی ہے یہ کہتا تھا حضور ﷺ کی نسل آگے نہیں بڑھے گی وہ ابتر ہیں) معاذ اللہ (اس کا رد فرمایا گیا محبوب تیرا دشمن ہی ابتر ہے۔[3]

اس ارشاد میں رب قدوس جل مجدہٗ کی طرف سے حضور ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے ، محبوب تیرا دشمن ہی ابتر ہے ۔ جب کبھی بھی کفار کی طرف سے حضور ﷺ کی مخالفت کی گئی تو قدرت کی طرف سے اس کا رد کیا گیا جب دشمنوں نے کہا تو رسول نہیں تو جواب فرمایا گیا محبوب بے شک تو رسولوں میں سے ہے ، ابولہب میں سے ہے ، ابولہب نے حضور ﷺ کے متعلق کہا" تبالك "تیرے لئے ہلاکت ہو تو قدرت کی طرف سے جواب ملا ، " ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں " ۔[4]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص 24/ 683
2 محمد بن حموش (437ھ)، تفسیر الهداية الى بلوغ النهاية، ص 12/ 8469
3 مقاتل بن سلیمان (المتوفی 150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان، ص 4/ 88
4 محمد بن عمر (المتوفی 606ھ)، تفسیر کبیر، ص 32/ 320

سورۃ الکافرون

یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس میں چھ آیات اور ایک رکوع ہے ۔ اس سے پہلی سورۃ الکوثر میں حضور ﷺ کو حکم دیا گیا تھا کہ آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں اس سورۃ میں فرمایا گیا ہے محبوب آپ اعلان کر دیں آپ بتوں کی عبادت نہیں کریں گے ، حکم دیا گیا ہے محبوب آپ مشرکین کے اعمال سے بیزاری کا اعلان کر دیں ۔ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس سورۃ کی عظمت ایک حدیث شریف سے اس طرح ملتی ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا

"قل یایھا الکافرون "چوتھائی قرآن کے برابر ہے ۔[1]

ایک اور حدیث شریف میں اس طرح ہے ایک شخص نے عرض کی حضور مجھے کچھ وصیت کیجئے آپ نے فرمایا تم سوتے وقت "قل یایھا الکافرون "پڑھا کرو ، یہ سورۃ پاک شرک سے بری کرتی ہے ۔[2]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 شیرویہ بن شہردار (المتوفی509ھ)، فردوس الاخبار، الرقم4623ص3/216

2 ابوداؤد سلیمان بن اشعث (المتوفی275ھ)، سنن ابوداؤد، باب مایقال عند النوم الرقم5055ص4/313

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت ہی رحم فرمانے والا ہے

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الۡکٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۙ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ ٪﴿۶﴾



(محبوب)آپ کہہ دیجئے اے کافرو(۱)میں (ان بتوں)کی پرستش نہیں کرتا جن کی تم پرستش کرتے ہو(۲)اور نہ ہی تم عبادت کرنے والے ہو اس خدا کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں(۳)اور نہ ہی میں کبھی عبادت کرنے والا ہوں جن کی پرستش تم کرتے رہو(۴)اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کیا کرتا ہوں(۵) تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے(۶)

اپنا اپنا دین

اس سورۃ پاک کے اترنے کا سبب یہ بنا :ولید بن مغیرہ ، عاص بن وائل ، اسود بن عبدالمطلب ، امیہ بن خلف حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا(محمد ﷺ)آپ کی تبلیغ سے امن برباد ہو رہاہے ، افتراق پھیل رہا ہے اگر آپ کا یہ انداز اسی طرح رہا تو حالات خراب ہو جائیں گے ہماری قوت بکھر جائے گی ۔ دشمن قبائل ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں ختم کر دیں گے ، آؤ کوئی ایسی تجویز کریں آپ کی بات بھی رہ جائے اور امن بھی قائم رہے ۔ اس گروپ نے تجویز یہ دی ایک سال ہم آپ کے خدا کی عبادت کیا کریں اور دوسرے سال آپ ہمارے ساتھ مل کر ہمارے معبودوں کی پرستش کیا کرین ، ان کی یہ تجویز سن کر حضور ﷺ نے فرمایا میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراؤں ، اس وقت یہ سورۃ پاک نازل ہوئی جس سے ان کی ساری اُمیدیں خاک میں مل گئیں اور وہ اپنی حیلہ سازیوں سے حق

کو اپنے حرام فریب میں نہ لا سکے ۔ حضور سید عالم ﷺ نے یہ سورۂ پاک بلند آواز میں پڑھ کر انہیں سنا دی کہ آئندہ کیلئے انہیں کسی بھی حرکت کی جرأت ہی نہ ہو۔[1]

یہ سورۃ پاک ان ضدی کفار کے متعلق نازہ ہوئی جس کے متعلق اللہ کو علم تھا کہ وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے ایسا نہیں تھا کہ ہر کافر کے متعلق کہا جائے وہ ایمان نہیں لائے گا ہو سکتا ہے کہ وہ کبھی اسلام لے آئے ۔ قل کے ارشاد سے پتہ چلتا ہے کفار و مشرکین سے بیزاری کا اعلان حضور ﷺ اپنی طرف سے نہیں فرما رہے رب قدوس کی طرف سے ہے یہ سخت ایذا حضور اپنی طرف سے نہیں فرما رہے ، آپ تو رحمت ہیں آپ کو اچھے انداز میں حق کی طرف بلانے کا حکم ہے چونکہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اس لئے حضور ﷺ کی رحمت محبت پر کوئی اعتراض نہیں ۔ سورۃپاک کی ان آیات مبارکہ میں بظاہر محسوس ہوتا ہے کہ ایک ہی بات کو بار بار دہرایا گیا ہے ، ایسا نہیں بلکہ پہلی آیات زمانہ حال پر محمول ہیں اور پچھلی زمانہ مستقبل پر ۔[2]

خلاصہ یہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا نہ میں زمانہ حال میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں اور نہ مستقبل میں تمہارے معبودوں کی عبادت کروں گا ۔ اسی طرح کفار کے متعلق فرمایا نہ تم زمانہ حال میں اسکی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ تم زمانہ مستقبل میں اس کی عبادت کرو گے جس کی میں عبادت کرتا ہوں ۔ آخری آیہ پاک میں ہے تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ، اس آیہ پاک میں تنبیہ ہے ڈانٹ ہے یعنی اگر تم میری دعوت حق کو قبول نہیں کرتے تو مجھے چھوڑدو ، شرک اور بت پرستی کی دعوت نہ دو ۔ یہ معنی بھی ہے کہ تمہیں تمہارے اعمال کی سزا ملے گی مجھے میرے اعمال کی جزا ملے گی تم شیطانی اتباع کی وجہ سے دوزخ میں جاؤگے اور میں وحی الٰہی کی اتباع کی وجہ سے جنت میں جاؤں گا ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 احمد بن محمد (المتوفی 427ھ)، تفسیر ثعلبی، ص10/315

2 اسماعیل بن عمر (المتوفی 744ھ)، تفسیر ابن کثیر، ص8/479

سورۃ النصر

یہ سورۃ پاک مدنی ہے ، اس میں تین آیات اور ایک رکوع ہے ۔ اس سورۂ پاک میں خوشخبری سنا دی گئی ہے کہ اسلام کو غلبہ ملے گا ، فتح حاصل ہو گی ، مکہ مکرمہ فتح ہو گا قرب و جوار کے لوگ اسلام میں داخل ہوں گے اور تمام جزیرۂ عرب میں اسلام پھیل جائے گا ، بت پرستی مٹ جائے گی ، حضور ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اپنے رب کی حمد و تسبیح کریں ۔ اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد حضور ﷺ بکثرت تسبیح و استغفار کرتے ۔ یہ سورۃ پاک فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی اس عظیم فتح سے کفر کے سارے مورچے برباد ہو گئے ، دس ہزار افراد پر مشتمل لشکر ہے ، اہل مکہ نے اس سے قبل اتنا بڑا عظیم لشکر کبھی نہ دیکھا تھا ۔ اس عظیم قوت کے باوجود رحم و کرم کا یہ عالم ہے ارشاد ہوتا ہے " من دخل دار ابی سفیان فھو امن " جو ابوسفیان کے گھر چلا جائے اسے امن ہے ، جو حرم میں پناہ لے گا اُسے امن ہے ، دنیا کے بادشاہوں کا تو یہ دستور ہے" ان الملوك اذا دخلوا قریۃ فسدوھا " دنیوی بادشاہ جب کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو وہ فساد برپا کر دیتے ہیں وہاں کے مقرر لوگوں کو رُسوا کرتے ہیں مگر محبوب کی ہیبت ہے فوج ہے جان باز ہیں کچھ بھی ہو سکتا تھا مگر عجز ہے انکساری ہے گردن جھکی ہے آہ و زاری ہے ۔[1]

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ یہ سورۃ حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی ، منیٰ کا میدان قدسی صفات لوگوں سے بھر چکا ہے ، عناد و فساد کی آگ ختم ہو گئی ، اسلام کا پرچم بلند ہو چکا ہے۔[2]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 حسین بن مسعود (المتوفی 510ھ)، تفسیر بغوی، ص 5/321
2 محمد بن عمرو (المتوفی 538ھ)، تفسیر زمخشری، ص 4/810

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ۙ﴿۱﴾ وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕؔ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

صدق اللہ العظیم

جب اللہ کی مدد و فتح آ جائے(۱)اور آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں(۲)سو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں بے شک وہ بہت توجہ قبول فرمانے والا ہے(۳)

فتح مکہ

اس سورۃ پاک میں لوگوں کے اسلام قبول کرنے کی ایک کیفیت کا ذکر فرمایا گیا ہے ، اس سے پہلے لوگ ایک ایک یا دو دو کر کے اسلام میں آگے مگر جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو لوگ فوج در فوج داخل ہونے لگے ، لوگوں کے اس انداز میں اسلام قبول کرنے سے حضور ﷺ نے یہ استدلال قائم کیا کہ آپ کا مشن پورا ہو گیا اب اللہ رب العزۃ کے حضور حاضری کا وقت آ گیا ہے لوگوں کا جوق در جوق اسلام قبول کرنا حضور ﷺ کے وصال کی علامت ہے ۔

حضور ﷺ کو حکم فرمایا گیا محبوب ! آپ رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کریں اور مغفرت طلب کریں ۔ حضور ﷺ استغفار طلب کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے درجات بلند کئے جائیں یا یہ معنی ہے کہ اپنی اُمت کیلئے استغفار طلب کریں ۔

ایک موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے اس آیہ کے بارہ میں پوچھا کیا مطلب ہے ؟ تو بعض لوگوں نے کہا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب جنگ میں فتح نصیب ہو تو اللہ کی حمد کریں اور شکست ہو تو توبہ کریں کچھ لوگ خاموش رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس سے پوچھا انہوں نے کہا اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کی وفات

کا بیان ہے ۔'' اذا جاء نصر اللہ ''آپ کی وفات کی علامت تھی ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سورت کے متعلق مجھے اس سے زیادہ علم نہیں جو آپ نے بتایا ہے ۔[1]

ایک موقعہ پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ آپ کثرت سے سبحان اللہ وبحمدہٖ پڑھتے ہیں ، آپ نے فرمایا عائشہ میرے رب نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میں عنقریب اپنی اُمت میں ایک نشانی دیکھوں گا میں نے وہ نشانی دیکھ لی ہے{اذا جاء نصر اللہ والفتح}[2]

اُم سلمیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سورۃ النصر کے نازل ہونے کے بعد حضور ﷺ تسبیح اور استغفار بہت زیادہ کرتے تھے اور پھر مجھے اس کے پڑھنے کا حکم دیا ۔[3]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا میں ایک دن ستر متبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ۔[4]

حضور ﷺ کا استغفار کرنا یا تو اس لئے ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کے مقابلہ میں اپنی عبادت کم خیال فرماتے تھے یا اس لئے کہ آپ استغفار بطور عبادت پڑھتے تھے یا اُمت کو ترغیب دلانے کے لئے پڑھتے تھے یا اس لئے آپ کو استغفار کا حکم دیا گیا ہے کہ آپ اپنے رب قدوس سے وابستہ رہیں ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدِدِ خَلْقِهٖ

1 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب قولہ : فسبح بحمد ربك الرقم 4970 ص 6/ 179

2 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب ما یقال فی الرکوع والسجود الرقم 484 ص 1/ 351

3 محمد بن جریر (المتوفی 310ھ)، تفسیر طبری، ص 24/ 711

4 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب استغفار النبی ﷺ الرقم 6307 ص 8/ 67

سورۃ اللھب

یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس میں پانچ آیات اور ایک رکوع ہے ۔ اس سے پہلی سورۃ میں وفا شعار اطاعت گزار بندوں کیلئے ثواب کی خوشخبری تھی اس سورۃ میں گستاخوں کیلئے عذاب کی وعید ہے اس سورۂ پاک میں ابو لہب اور اس کی بیوی دونوں کی بربادی کا ذکر ہے کہ دونوں ہی رسول اللہ ﷺ کے دشمن تھے اور آپ کے خلاف سازشیں سوچتے رہتے تھے ۔

ابولہب حضور ﷺ کی عبادت کے وقت بدبودار چیزوں کو آپ پر پھینکتا ، اس کی بیوی کی دشمنی کا عالم یہ تھا کہ حضور ﷺ کے راستہ میں کانٹے ڈالتی ، ابولہب نے شعب ابی طالب کے دوران کفار مکہ کا ساتھ دیا ، اس سورۃ پاک میں حضور علیہ السلام کے دشمنوں ابولہب اور اس کی بیوی کو جواب دیا گیا ہے ۔

وصلّی اللہُ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سیّدِنا مُحمّدٍ وّعلیٰ آلِہٖ واَصحابِہٖ بعددِ خَلقِہٖ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت ہی رحم فرمانے والا ہے

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ
مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ
﴿۳﴾ وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ
مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

صدق اللہ العظیم

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے(۱)اس کے مال نے اور اس کی کمائی نے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا(۲)وہ عنقریب سخت شعلوں والی آگ میں جائے گا (۳)اور اس کی بیوی بھی جولکڑیوں کا گٹھا اُٹھائے ہوئے(۴)اس کی گردن میں کھجور کی چھال کی بٹی ہوئی رسی ہو گی(۵)

آقا کی شان میں گستاخی پر عذاب

ابولہب کا اصلی نام" عبدالعزیٰ "تھا سرخ رنگ ہونے کی وجہ سے اس کی کنیت ابولہب مشہور تھی ۔[1]

رسول اللہ کا بے حد دشمن تھا جب حضور ﷺ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تو یہ ساتھ ساتھ آپ کی تکذیب کرتا جاتا اس سورۃ پاک کا شان نزول اس طرح ہے ، جب نبی کریم ﷺ صفا پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے لوگوں کو پکارا یہ آواز سن کر قریش کے سبھی لوگ اکٹھے ہو گئے ، کچھ لوگ خود نہ آسکے تو انہوں نے اپنے نمائندے بھیج دئے کہ پتہ چل جائے محمد نے کہا کیا ہے جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا لوگو !اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ تم پر حملہ کرنے کیلئے دشمن آیا ہوا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے ، سب نے کہا ہاں مانیں گے کہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا پایا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ڈرا رہا ہوں تمہارے آگے شدید عذاب آپہنچا ہے ،حضور ﷺ کے اس فرمانے میں ابولہب طیش میں آیا اور کہا" تبالك الهذا جمعنا "تیرے لئے ہلاکت ہو تو نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا اور آپ کو مارنے کیلئے ایک پتھر اُٹھا لیا اس پر یہ سورت نازل ہوئی ، ابولہب کا یہ انداز رب قدوس کو بے حد ناپسند ہوا ، سخت ناگوار گزار اور فرمایا ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں کبھی اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو ۔ چنانچہ ابولہب بہت جلد ہی برباد ہو گیا یہ جنگ بدر میں تو شامل نہ ہوا کہ بزدل تھا بدر کی عبرت ناک شکست کے بعد ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ اس کے جسم پر ایک زہریلا چھالا اُبھرا جو چند دنوں میں اس کے سارے جسم میں پھیل گیا ہر جگہ سے بدبودار پیپ بہنے لگی گوشت خراب ہو کر گرنے لگا اولاد متنفر ہوئی اور گھر سے باہر نکال دیا تڑپتے تڑپتے مر گیا ۔ لاش تین دن تک پڑی رہی ، کفن دفن کیلئے کوئی قریب نہ آیا ، لوگوں نے اولاد کو شرم دلائی تو بیٹوں نے چند حبشی افراد کے ذریعہ گڑھا کھودا اور اس میں دھکیل دیا ۔ اس پر

1 حسین بن مسعود(المتوفی 510ھ)، تفسیر بغوی، ص578/8

اللہ کا غضب تھا اولاد منہ موڑ گئی لوگ متنفر ہو گئے لاش بگڑ گئی ابولہب سے جن لوگوں کے تعلقات تھے وہ سب ٹوٹ گئے ، رسول اللہ کا دشمن اپنے انجام کو پہنچ گیا ۔[1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا ابولہب خسارے میں رہے گا ایسا ہی ہوا ، رب قدوس نے فرمایا تھا اس کی اولاد اس کا مال اُسے نفع نہ دے گا ، ایسا ہی ہوا۔ آیہ مبارکہ میں ذکر ہے ابولہب دوزخی ہے کفر پر مرا ، ابولہب کی بیوی بھی اپنے انجام کو پہنچ گئی ، جس رسی سے حضور کی دشمنی کیلئے لکڑیا ں لاتی تھی وہی رسی دوزخ میں اُس کے گلے میں ہو گی ۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

1 محمد بن عمر الرازی المتوفی 606ھ، تفسیر کبیر، ص 32/ 320

سورۃ الاخلاص

یہ سورۃ پاک مکی ہے اس میں چار آیات اور ایک رکوع ہے۔اس سورۃ پاک کے فضائل کئی احادیث مبارکہ سے ملتے ہیں ، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے ابن آدم نے میری تکذیب کی اُسے یہ جائز نہ تھا اس نے مجھے گالی دی اُسے یہ جائز نہ تھا۔[1]

تکذیب یہ ہے ابن آدم نے کہا کہ اللہ اُسے دوبارہ زندہ نہیں کرے گا حالانکہ پہلے پیدا کرنا دوبارہ پیدا کرنے سے آسان نہیں ، اُس نے مجھے گالی دی ، اس نے کہا اللہ نے بیٹا بنا لیا حالانکہ میں الاحد ، الصمد ہوں نہ میری اولاد ہے نہ میں کسی کی اولاد ہوں ۔ اس سورۃ کی فضیلت میں ایک حدیث مبارکہ سے اس طرح ملتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم میں کوئی اس سے عاجز ہے کہ وہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھے صحابہ نے عرض کی حضور ہم کیسے پڑھ سکتے ہیں فرمایا ''قل ھواللہ احد'' تہائی قرآن کے برابر ہے۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے سورۃ" قل ھواللہ "احد پڑھی۔[3]

ایک صحابی ہر رکعت میں ایک سورت کے ساتھ سورۃ" قل ھواللہ احد"ضرور پڑھتے تھے ۔ لوگوں نے کہا آپ سورۃ ملانے کے بعد لازمی" قل ھواللہ احد "پڑھتے ہیں یا تو اسی سورت کو پڑھیں یا اس کو چھوڑ کر کئی دوسری سورت پڑھیں ، انہوں نے فرمایا بس یہ سورت نہیں چھوڑوں گا ، اگر تم پسند کرو تو امام رہوں گا ناپسند کرو تو نہیں ۔ یہ بات حضور ﷺ تک گئی آپ نے اسے بلایا اور فرمایا جو نمازی کہتے ہیں آپ ایسا کیوں نہیں کرتے؟ عرض کی حضور مجھے اس سورت سے محبت ہے ، حضور ﷺ نے فرمایا بس اس سورۃ کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا ۔[4]

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

---

1 محمد بن اسماعیل (المتوفی256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب قولہ : وامراتہ حمالۃ الحطب الرقم4974ص6/180

2 مسلم بن حجاج (المتوفی261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب فضل قراۃ القرآن الرقم811ص1/557

3 مسلم بن حجاج (المتوفی261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب فضل قراۃ القرآن الرقم812ص1/557

4 محمد بن عیسیٰ ترمذی (المتوفی279ھ)، الجامع ترمذی، باب ما جاء فی سورۃ الاخلاص الرقم2901ص5/169

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ يَلِدۡ ۙ۬ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

آپ کہئے وہ اللہ ایک ہے(۱)اللہ بے نیاز ہے (۲)اس کی کوئی اولاد نہیں او رنہ وہ کسی کی اولاد ہے(۳)اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے(۴)

صدق اللہ العظیم

تعارف خدا

اللہ رب العزۃ جل مجدہٗ نے دعویٰ فرمایا ہے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک صرف وہی ہے اس نے اپنی اس توحید کو واضح کرنے کیلئے انبیاء و مرسلین بھیجے اگر اس کے علاوہ کوئی اور بھی خدا ہوتا تو وہ بھی اپنی الوہیت ثابت کرنے کیلئے انبیاء و رسل بھیجتا ایسا نہیں ہوا ، تو واضح ہے کہ کوئی اور خدا نہیں کسی ملک میں دو بادشاہ ہوں تو امن نہیں رہ سکتا ایک کچھ کہے دوسرا کچھ ایک ملک کے دو وزیر اعظم نہیں ہو سکتے تو کائنات کے دو خدا کیسے ہو سکتے ہیں ؟ اگر دو خدا ہوتے تو ایک کا فیصلہ دوسرے کے خلاف ہوتا ، نظام برباد ہوتا نظام کا صحیح چلنا بتاتا ہے خدا ایک ہے ، مجوسیوں کا کہنا کہ خدا دو ہیں عیسائیوں کا کہنا خدا تین ہیں وہ باپ بیٹا روح القدس ہیں یہ عقیدہ سراسر باطل ہے خدا ایک ہی ہے ۔

آیہ پاک میں فرمایا گیا اللہ بے نیاز ہے" الصمد "کا معنی ہے کہ وہ کسی معاملہ میں کسی کا قطعی محتاج نہ ہو ۔ " الصمد "وہ ہے جو تمام چیزوں کا خالق ہو وہ جس چیز کو چاہے کرے اس کے کسی ارادے کسی حکم کسی فیصلے کو کوئی ٹالنے والا نہ ہو ، صمد وہ ہے جو غنی ہو کسی کی پرواہ نہ ہو وہ صمد ہے جو کسی قسم کے بھی نقص ، عیب ، کمی ، خسارے سے پاک ہو ۔[1]

اپنی ساری صفات میں کامل ہو کبھی مغلوب نہ ہو ہمیشہ غالب ہو ہر قسم کے تبدل و تغیرسے پاک ہو ۔ سب اُس کے تابع ہین وہ کسی کے تابع نہیں ۔ آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا وہ

1 حسین بن مسعود(المتوفی510ھ)، تفسیر بغوی، ص5/330

کسی کا باپ نہیں اس میں یہودیوں کا بھی رد ہے کہ عزیزعلیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں ۔
عیسائیوں کا بھی رد ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں ، مشرکین کا بھی رد ہو گیا کہ وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں مانتے ہیں ۔ اس آیہ کریمہ میں محبوب کریم ﷺ کو فرمای اگیا محبوب اُٹھئے اعلان حق کر دیجئے ، اللہ ایک ہے ،''احد ''وہ ایک ہے جس کا دوسرا نہ ہو نہ ذات میں نہ صفات میں نہ کمالات میں محبو ب کریم کا وہ اعلان حق تھا " لا الہ الا اللہ " یہ وہ ضرب کاری تھی اس ضرب کاری نے معبودان باطل کو پاش پاش کر دیا ،صاحب عقل و فکر مان گئے خدا ایک ہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں ۔ اس سورۃ پاک میں ہر طرح کے مشرکانہ خیالات کی نفی کر کے مکمل توحید کا درس دیا گیا ہے

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سورۃ الفلق

یہ سورۃ پاک مکی ہے اس میں پانچ آیات اور ایک رکوع ہے ۔ سورۃ اخلاص میں توحید کا ذکر فرمایا گیا ان اگلی دونوں سورتوں میں بتایا گیا ہے کہ اس جہاں میں ہر شر سے پناہ مانگی جائے ، شیطان بہکاتا ہے گمراہ کرتا ہے اس سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ اللہ سے پناہ مانگی جائے ۔

ان آخری دونوں سورتوں کے بارہ میں حضور ﷺ نے فرمایا آج رات مجھ پر ایسی سورتیں نازل ہوئی ہیں کہ ان کی مثل بھی نہیں دیکھی گئی وہ یہ دونوں سورتیں ہیں ۔[1]

حضرت حابس جہنی سے فرمایا اے حابس میں تمہیں ان کلمات کی خبر نہ دوں جو اللہ سے پناہ مانگنے میں سب سے زیادہ افضل ہین ، عرض کی فرمائیں یارسول اللہ (ﷺ) تو فرمایا "قل اعوذ برب الفلق "اور" قل اعوذ برب الناس " یہ آخری دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئیں ۔[2]

بعض لوگوں نے لکھا ہے یہ دونوں سورتیں عبداللہ بن مسعود کے مصحف میں نہ تھیں یہ قطعی غلط ہے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت ہی رحم فرمانے والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

آپ کہئے میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں(۱) اس کی بنائی ہوئی ہر چیز کے شر سے(۲)اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے (۳)اور گرہ میں بہت پھونک مارنے والی عورتوں کے شر سے(۴)اور حسد کرنے والے شر سے جب وہ حسد کرے(۵)

صدق اللہ العظیم

1 مسلم بن حجاج (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح للمسلم، باب فضل قراۃ المعوذتین الرقم 814ص 1/558

2 احمد بن شعیب النسائی (المتوفی 303ھ)، سنن نسائی، باب کتاب الاستعاذۃ الرقم 5432ص 8/251

حفاظت خُدا وندی

آیات مبارکہ میں اللہ سے پناہ مانگنے کیلئے صبح کا وقت ذکر ہے جو ذات را ت کے اندھیرے کو دور کر دیتی ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ جس شے سے وہ ڈر رہا ہے اُسے بھی دور کر دے یا صبح کا ذکر اس لئے ہے جیسے آدمی صبح کا منتظر ہوتا ہے ایسے ہی مظلوم اپنے دکھوں کے ٹلنے کا منتظر ہوتا ہے ، یا اس لئے کہ صبح کا وقت قبولیت کا وقت ہے یا اس لئے کہ صبح کے وقت رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اس وقت پناہ طلب کرنے میں زیادہ قبولیت ہے ۔ یا اس لئے کہ صبح کا وقت خاص کر کے استغفار کا وقت ہے ۔ آیہ پاک میں فرمایا گیا گرہ میں بہت پھونک مارنے والی عورتوں کے شر سے پناہ ، جادو کا عمل خواتین زیادہ کرتی ہیں اس لئے خواتین کا ذکر ہے ۔''نفّٰثٰت''سے مراد خواتین بھی ہیں یا جادو گروں کی جماعت مراد ہے ، ان خواتین سے مراد لبید بن عاصم یہودی کی بیٹیاں ہیں جنہوں نے حضور ﷺ پر جادو کیا تھا جس واقعہ کی تفصیل دونوں سورتوں کے ترجمہ تفسیر کے بعد کی جائے گی ۔

سورۃ کے آخر میں حاسد کے شر سے پناہ کا ذکر فرمایا گیا ہے ، حسد ایک شدید بیماری ہے کہ کسی کی نعمت کو دیکھ کر جل جانا اور اس سے وہ نعمت زائل ہونے کی خواہش کرنا اگر کسی کی نعمت کو دیکھ کر یہ خواہش ہو کہ جیسے اس کے پاس ہے میرے پاس بھی ہو اور میں اس نعمت کو اچھے کاموں پر صرف کروں ، یہ حسد نہیں ، حدیث شریف میں ارشاد ہے حسد نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاجاتی ہے ۔[1]

اس سے پناہ مانگی جائے حسد اور طمع یہ دونوں چیزیں خیر و برکت سے اسی طرح محروم ہیں جیسے یہ دونوں لفظ نقطہ سے محروم ہیں ۔

اس بیماری سے نجات حاصل کرنے کیلئے ۲باتیں مفید ہیں ایک یہ کہ جس شخص سے حسد کیا جا رہا ہے گاہے بگاہے اس کی تعریف کی جائے بالآخر نتیجہ یہ ہو گا کہ حسد ختم ہو

---

1 ابوداؤد سلیمان بن اشعث (المتوفی275ھ)، سنن ابوداؤد، باب في الحسد الرقم4903 ص4/276

جائے گا ۔ دوسری بات یہ کہ حسد کرنے والا یہ سوچ کیا اس کا حسد قدرت کے فیصلوں کو زائل کر سکتا ہے اللہ نے اسے عزت دی ہے مال دیا ہے دولت سے نوازا ہے تو کیا اس کا حسد اُسے ختم کر سکتا ہے نہیں اور یقینا نہیں جس قدر یہ عقیدہ مضبوط ہوتا جائے گا ، حسد کی بیماری ختم ہوتی جائے گی ۔

اس سورۃ کے نزول کے متعلق روایات ملتی ہیں کہ حضور پر عبید بن عاصم یا اس کی بیٹیوں نے جادو کیا حضور ﷺ کے بالوں کو لے کر ایک کنویں میں پتھر کے نیچے دبا یا جس کا یہ اثر تھا کہ طبیعت میں کمزوری محسوس ہونے لگی ، فرائض نبوت میں کسی قسم کی کمی نہ ہوئی ، ایک دن حضور ﷺ نے دعا کی کہ شفا ہو ، خواب مین دو آدمی آئے ایک دوسرے سے پوچھا تکلیف ہے تو دوسرے نے بتایا ان پر جادو ہوا ہے ، فلاں کنوئیں میں پتھر کے نیچے بال رکھے گئے ہیں آپ نے حضرت علی کو بھیجا ، وہ گئے اور کنوئیں سے نکال لائے ، حضور ﷺ صحت یاب ہو گئے ۔ بعض نے ان روایات کا انکار کیا ہے کہ نبی پر جادو کا اثر نہیں ہو سکتا اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ لوگ کہتے تھے حضور جادوگر ہیں اور جادو کا اثر جادو گر پر نہیں ہوتا ، معمولی اثر ہو گیا تا کہ پتہ چل جائے حضو رجادو گر نہیں ، دوسرا جواب یہ ہے بخار ، چوٹ ، خون وغیرہ کے معاملات سے نبوت پر کوئی اثر نہیں ایسے ہی جادو کا کوئی اثر نہیں ، عوارض بشری پر اثر ہے نبوت پر نہیں، سحر کے اثر سے متاثر ہو جانا نبوت و رسالت کے منافی نہیں ۔[1]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

1 احمد بن محمد (المتوفی 427ھ)، تفسیر ثعلبی ، ص 10/338

سورة الناس

یہ سورۃ پاک مکی ہے اس میں چھ آیات اور ایک رکوع ہے ۔ اس سورۂ پاک میں وسوسوں کے شر سے پناہ کا درس دیا گیا ہے جو بھی انسان پیدا ہوتا ہے اس کے دل پر وسوسے ہوتے ہیں اگر وہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اگر وہ اس سے غافل ہوتا ہے تو شیطان وسوسے ڈالتا رہتا ہے ۔ پہلی سورۃ الفلق میں مخلوق کے شر سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے اس سورۂ پاک میں شیاطین سے پناہ مانگنے کی تعلیم ہے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت ہی مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾

صدق اللہ العظیم

آپ کہئے میں لوگوں کے رب کی پناہ لیتا ہوں (۱)سب لوگوں کے بادشاہ کی(۲)سب لوگوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں(۳) بار بار وسوسہ ڈالتے بار بار پسپا ہونے والے کے شر سے(۴)جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا رہتا ہے(۵)لوگوں کے دلوں میں وہ جن ہوں یا انسان(۶)

وسوسہ دل

اللہ وہ ذات ہے جو لوگوں کا رب بھی ہے بادشاہ بھی ہے وہ انسانوں کی تمام ضروریات کا کفیل ہے اگر اس ذات جلیل سے بندے کا تعلق گہرا ہو جائے تو اس کی ساری زندگی اطمینان و سکون سے گزر جاتی ہے ، رب تو وہ ساری کائنات کا ہے مگر اس آیہ پاک میں انسانوں کے رب سے پناہ کا ذکر ہے اس لئے کہ انسان پوری کائنات سے افضل ہے ، پھر فرمایا کہ رب

سب لوگوں کا بادشاہ ہے ، سب لوگوں کا معبود ہے ۔ خناس کے وسوسوں سے پناہ کا ذکر فرمایا ، خناس یہ شیطان کا لقب ہے جب انسان غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالتا ہے ۔[1]

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں شیطان ابن آدم کے دل پر قابض رہتا ہے جب اُسے غفلت ہو تو یہ وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے اور جب وہ انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے ۔[2]

خناس وہ ہے جو ایک مرتبہ وسوسہ ڈالت ہے اور پیچھے ہٹ جاتا ہے ، اور وقت کا منتظر رہتا ہے اور لوگوں کے سینہ میں وسوسہ ڈالتا ہے ، شیطان انسان کے دل میں ایسی باتیں ڈالتا ہے جس سے وہ حیران رہ جاتا ہے ، بری خواہشات ڈالتا ہے برے کام کرنے پر آمادہ کرتا ہے جنات میں سے جو شیطان انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اس کے متعلق حدیث شریف میں اس طرح ذکر ہے ۔ حضرت علی بن حسین فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا شیطان انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے ۔[3]

اس کے متعلق حدیث شریف میں اس طرح ذکر ہے حضرت علی بن حسین فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح رواں دواں رہتا ہے۔

اگر کوئی انسان کسی کو برے کام کی طرف رغبت دلائے تو وہ بھی شیطان ہے اس کے شر سے بھی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی جائے۔ دلوں میں وسوسہ ڈالنے کا کام جنوں اور انسانوں میں سے شریر نفوس دونوں کرتے ہیں ، ایسے افراد کو قرآن مقدس میں شیاطین کہا گیا ہے جب شیطان انسان کو ذکر الٰہی سے غافل پاتا ہے تو پھر اس کے دل پر حملے شروع کر دیتا ہے جب بندہ یادِ الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے اور چھپ جاتا ہے ۔ یہ دونوں آخری سورتیں ہر قسم کی دنیوی اور دینی آفات سے حفاظت کا قلعہ ہیں ان سورتوں کے فضائل سبھی تفاسیر میں ملتے ہیں مگر تفسیر ابن کثیر نے نمایاں طور پر پیش کئے ہیں ۔

---

1 مقاتل بن سلیمان (المتوفی 150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان ، ص 4/943

2 محمد بن حموش (437ھ)، تفسیر الهداية الى بلوغ النهاية ، ص 12/8514

3 محمد بن اسماعیل (المتوفی 256ھ)، الجامع الصحيح للبخاری ، باب زیارة المراة زوجها فی اعتكافه الرقم 2038 ص 3/50

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب کبھی رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف ہوتی تو یہ دونوں سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے پھرسارے بدن پر پھیر لیتے ۔[1]

سورۃ فلق میں کئی چیزوں سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے مگر سورۃ الناس میں جس چیز سے پناہ مانگی گئی ہے وہ صرف ایک ہے''وسواس''۔جس سے پتہ چلتا ہے شیطان کا شر تمام مشکلات و مصائب سے بڑا سخت ہے خطرناک ہے اللہ اس سے بچائے ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

تحدیث نعمت

اللہ رب العزۃ جل مجدہٗ الکریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اپنے اس گنہگار بندے کو اس شرف سے نوازا کہ سیرت طیبہ کے عنوان پر" جلوۂ جاناں " کتاب لکھنے کی سعادت نصیب فرمائی جو تقریبا۳۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے (وللہ الحمد) صداقت اسلام اور عیسائیت کے عنوان پر ۵۰ سے زائد چھوٹے بڑے رسائل و کتب لکھنے کا شرف ملا(وللہ الحمد)۔ مدینہ منورہ ،مکۃ المعظمہ کے عنوان اور دیگر کئی عنوانات پر لکھنے کی سعادت ملی ۔ رب قدوس جل مجدہٗ کا بے پناہ شکر ہے اُس نے مجھے آخری عمر میں آخری کتاب قرآن مقدس کا ترجمہ اور مختصر تفسیر لکھنے کی ہمت بخشی ۔ آج سے قریباً ساڑھے آٹھ سال قبل حرم کعبہ میں دعا کہ کہ اللہ مجھے ترجمہ و تفسیر لکھنے کی سعادت نصیب فرما ۔ دعا کے بعد قلبی سکون محسوس کیا اور یقین ہو گیا کہ دعا قبول فرمائی گئی ہے ، اس سے اگلے دن ہی حرم شریف میں بیٹھ کر آغاز کر دیا ۔ اس آغاز کے موقع پر فیصل آباد کے چند علماء بھی موجود تھے جنہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور تفسیر کی تکمیل کیلئے دُعا کی ۔

مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ میں نے جو کچھ لکھا سحری کے وقت لکھا کہ دن کے وقت جامعہ فریدیہ کی ذمہ داریوں ، لوگوں کی آمد و رفت اور گھریلو مصروفیات کے باعث وقت نہ تھا ۔

1 محمد بن اسماعیل (المتوفی256ھ)، الجامع الصحیح للبخاری، باب النفث فی الرقیۃ الرقم 5748 ص 7/133

دوران تحریر جب کبھی کسی مسئلہ پر تذبذب ہوتا تو جامعہ کے اساتذہ میں پیش کرتا اور اُن سے علمی رائے لے لیتا۔

خدا کرے میرا یہ نذرانہ میرے لئے عذاب قبر سے نجات، آخرت کی بہتری اور حضور ﷺ کے قرب کا سبب ثابت ہو، میں نے اس میں کوشش کی ہے کہ مختصر اور سادہ سلیس لکھوں کہ کم علم احباب بھی فائدہ اُٹھا سکیں۔

ناکارۂ خلائق

ابوالنصر منظور احمد شاہ

جامعہ فریدیہ ساہیوال

۱۳مارچ ۲۰۱۴ء بہ مطابق ۱۱جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ (جمعرات)

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ